

تذکرہ
حضرت پیر محمد صادق نقشبندی

۲ شاہ رنجنا ناسی ۱۸
 ۵۳۶
 وصال ۱۴
 نقشبند ۵۹
 سیر ۸۸
 ۱۰۱
 درگاہی ۱۰۴
 شاروا ایکٹ ۱۱۲
 نامعلوم ۱۲
 شیخ خالد کدور ۱۲
 مدھو کا آؤ ۱۲۸
 جنرل ادن طویل ۱۳۳
 فرخ سیر ۱۳۴

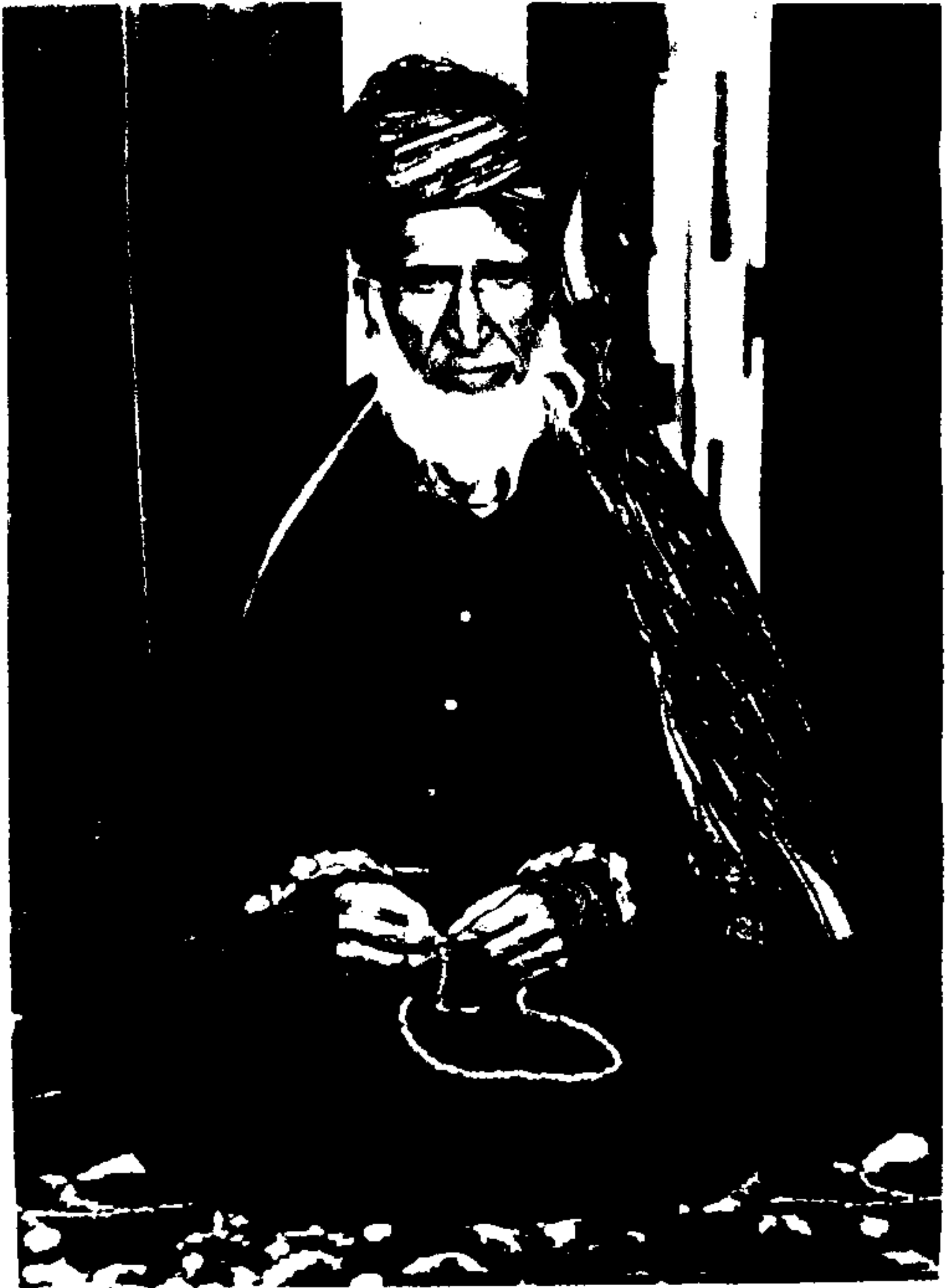
قابل فہم

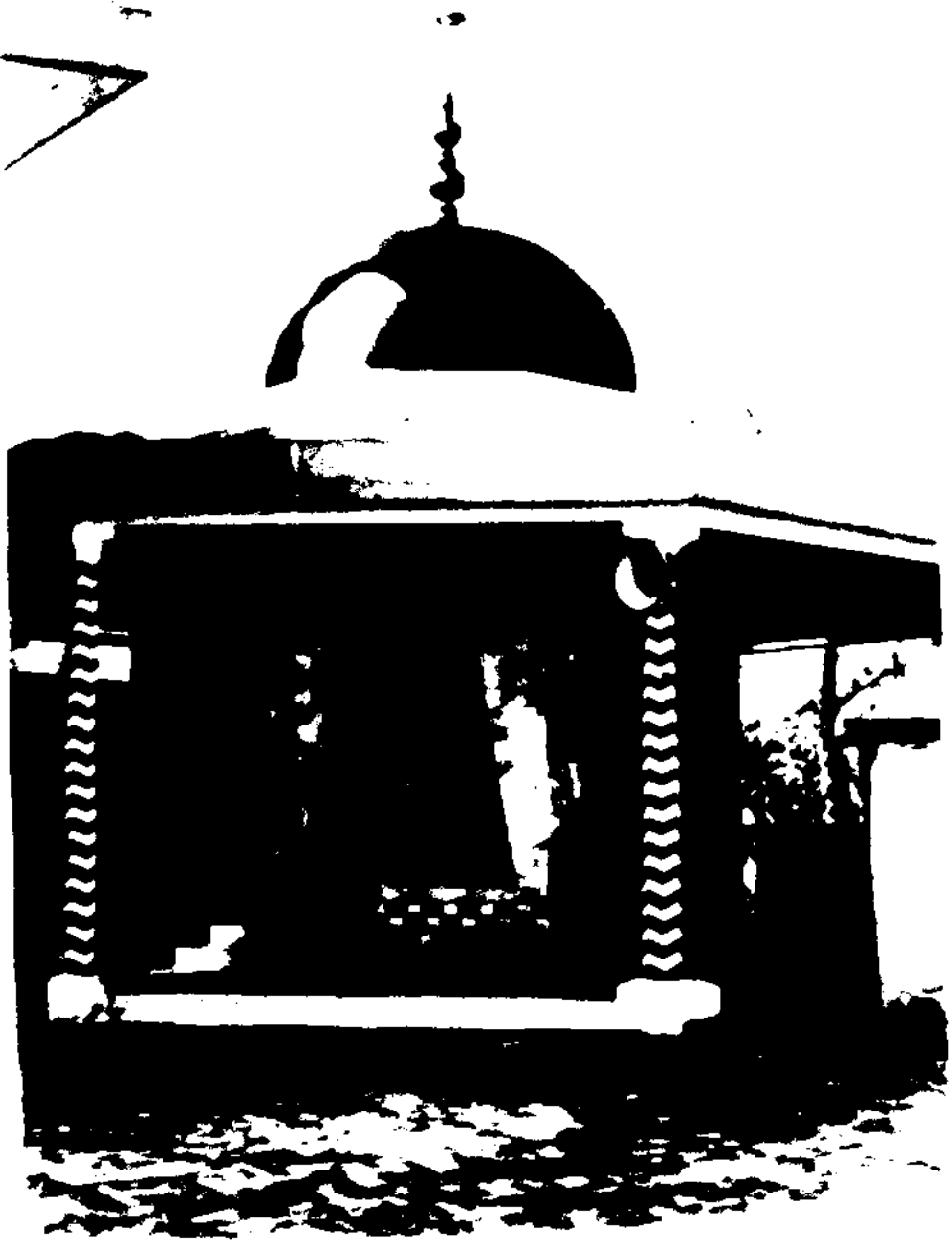
۶۳

۴۶۰

۲۱۶

۲۲۲







تذکرہ حضرت پیر محمد صادق نقشبندی

مصنفہ

مورخ لاہور محمد دین کلیم قادری بی اے

انتظامیہ کمیٹی دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت پیر محمد صادق
نقشبندی۔ پھاٹک نبرہ۔ مغلیورہ لاہور

53012

جلد حقوق بکثرت ناشر محفوظ ہے

نام کتاب تذکرہ حضرت پیر سائیں محمد صادق نقشبندی لاہوری
مصنف مؤرخ لاہور محمد دین کلیم و تادری بی۔ اے
ناشر محمد دین کلیم و تادری بی۔ اے
تعداد اشاعت ۵۰۰
طباعت بار اول
مطبوعہ لیاقت شاہد پریز زدا تادری بار مارکیٹ لاہور
سن طباعت جون ۱۹۸۶ء
قیمت

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
	حضرت ابوبکر صدیق <small>رضی</small>		۹	تقدیم از کلیم کلیم محمد موسیٰ امترسری	۱
۴۸	حضرت امام جعفر صادق <small>رضی</small>	۱۲	۱۱	پیش لفظ از مؤلف	۲
	سلطان العارفین حضرت	۱۳	۲۶	ابتدائی حالات	۳
۵۰	بایزید بسطامی		۲۶	ورود لاہور	۴
۵۲	حضرت ابوالحسن خرقانی	۱۴	۲۸	پہلا سفر ہندوستان	۵
۵۵	حضرت خواجہ بوعلی فارسی	۱۵		سلسلہ عالیہ نقشبندیہ	۶
۵۷	حضرت خواجہ ابویوسف	۱۶	۳۰	میں بیعت	
	بہدانی		۳۱	حالات بزرگان شجرہ عالیہ	۷
	حضرت خواجہ عبدالخالق	۱۷		نقشبندیہ حیاتیہ صادقہ	
۵۹	غجدوانی			تاجدار مدنیہ حضرت محمد	۸
	حضرت خواجہ محمد عارف	۱۸		مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ	
۶۱	رویگری		۳۲	علیہ وآلہ وسلم	
۶۲	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی	۱۹		امیر المؤمنین خلیفہ اول	۹
	حضرت خواجہ عزیزان علی	۲۰	۳۹	حضرت ابوبکر صدیق <small>رضی</small>	
۶۳	رامیتنی		۴۳	حضرت سلیمان فارسی	۱۰
۶۵	حضرت خواجہ محمد بابا سہاسی	۲۱	۴۶	حضرت قاسم بن محمد بن	۱۱

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۰۱	حضرت خواجہ محمد اشرف مدنیؒ	۳۵		حضرت خواجہ شمس الدینؒ	۲۲
	حضرت حافظ سید جمال اللہؒ	۳۶	۷۷	امیر کلال	
۱۰۳	رامپوریؒ			خواجہ خواجگان حضرت	۲۳
۱۰۵	حضرت خواجہ محمد علی نقشبندیؒ	۳۷	۷۹	سید بہاؤ الدین نقشبندی	
	حضرت خواجہ محمد فیض اللہؒ	۳۸		حضرت خواجہ علاؤ الدینؒ	۲۴
۱۰۶	تیرابی		۷۲	عطار	
۱۰۸	حضرت خواجہ نور محمد نقشبندیؒ	۳۹	۷۴	حضرت خواجہ یعقوب چرخي	۲۵
۱۰۹	حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندیؒ	۴۰	۷۷	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار	۲۶
	امیر ملت حضرت حافظ سید	۴۱	۸۰	حضرت خواجہ محمد زائدؒ	۲۷
۱۱۱	جماعت علی شاہ علی پوری		۸۱	حضرت خواجہ درویش محمدؒ	۲۸
	حضرت پیر حیات محمدؒ	۴۲	۸۲	حضرت مولانا خواجگی لکنگیؒ	۲۹
۱۱۵	نقشبندی		۸۴	حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ	۳۰
۱۱۸	دور مجذوبیت	۴۳		دہلوی	
	رہلویے اور نہروالوں کے	۴۴		حضرت امام ربانی مجدد	۳۱
۱۱۸	تنازعہ		۸۸	الف ثانی شیخ احمد سرہندی	
	لاہور کے مجاذیب و	۴۵		عروۃ الوثقی حضرت خواجہ	۳۲
	مجاہدین		۹۶	محمد معصومؒ	
۱۲۰	مجاذیب لاہور عہد سلاطین	۴۶	۹۷	حضرت خواجہ حجت اللہؒ	۳۳
۱۲۳	مجاذیب لاہور مغلیہ دور	۴۷		محمد نقشبندیؒ	
۱۳۷	مجاذیب لاہور عہد سکھوں	۴۸	۹۹	حضرت خواجہ محمد زبیرؒ	۳۴

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۳۳	کرامات بعد از وصال	۹۳	۱۴۶	مجازیب لاہور عبد انگلثیہ	۴۹
۲۳۴	ترکیب ختم خواجگان نقشبندیہ	۹۴	۱۵۵	مجازیب لاہور زمانہ پاکستان	۵۰
۲۳۷	چہل کاف شریف	۹۵	۱۶۸	دوسرا سفر ہندوستان	۵۱
۲۳۹	شجرہ شریف	۹۶	۱۷۰	پاکستان میں سیر و سیاحت	۵۲
۲۴۲	تعویذات و عملیات	۹۷	۱۷۲	وصال	۵۳
	شجرہ طیبہ نقشبندیہ	۹۸	۱۷۶	مقبرہ	۵۴
۲۵۰	حیاتہ صادقہ			جامع مسجد پیر محمد صادق	۵۵
	تواریخ عرس مشائخ نقشبندیہ	۹۹	۱۷۸	نقشبندی	
۲۵۳	مجددویہ صادقہ		۱۷۹	دارالعلوم نقشبندیہ	۵۶
	انتظامیہ کمیٹی دربار حضرت	۷۰	۱۸۰	آئندہ منصوبہ بندی	۵۷
	پیر محمد صادق نقشبندی		۱۸۱	عرس مبارک	۵۸
۲۵۶	لاہوری		۱۸۲	اخلاق عالیہ	۵۹
۲۵۸	ماخذ	۷۱	۱۸۵	ارشادات عالیہ	۶۰
	تصنیفات مؤرخ لاہور	۷۲	۱۸۸	خواررق و کرامات	۶۱
۲۶۱	محمد بن کلیم قادری		۲۰۵	تاثرات	۶۲



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَبْلَغُ اَنْعَمَ لِي بِجَمَالِهِ

كَشَفَتْ الدُّجَىٰ بِجَمَالِهِ

حَسُنَتْ بَيْنَ جَمْعٍ خِصَالِهِ

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهِ

ان کا کرم کرم ہے میری زندگی کیساتھ
 ایسا کرم ہوا ہے، نہ ہو گا کسی کے ساتھ

سر سر خاک رہ ہر جا سرور
 ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر

لَا يُمْكِنُ الشُّكُّ إِذْ كَمَا كَانَ حَقًّا
 بَعْدَ أَنْ خَدَا بَرْكَ تُوْنِي قِصَّةً مَخْمُومَةً

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
 نفس گم کرده می آید جنید و بایزید اینجا

(عزت بخاری)

یک زمانہ صحبت با اولیاء
 بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
 (مولانا روم)

عشق ذوقیت ہمیشہ حیات
 بلکہ چشمت بر حسین حیات

آب در میوہ خرد عشقت
 بلکہ آب حیات خود عشقت

لذت عشق عاشقان دانند
 پاک بازان جان نشان دانند
 (شیخ فخرالدین عراقی)



تقدیم

(حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ چشتی امرتسری)

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت سائیں محمد صادق صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کو میں چار مرتبہ ملا ہوں۔ وہ بلاشبہ صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں۔ حضرت سائیں صاحبؒ ابتداء میں سالک تھے پھر مجذوب ہو گئے اور تقریباً تیس سال تک وہ اسی حالت جذب میں رہے۔ مگر ~~.....~~ آخری سالوں میں ان کی کیفیت جذب جاتی رہی اور نماز جمعہ محترمی مولانا محمد حسن نوری (جامع مسجد حنفیہ ناروکیہ بالمقابل ڈاک خانہ مغلیہ لاہور) کی اقتدار میں ادا کیا کرتے تھے۔ مگر کبھی کبھی ان کا انداز گفتگو ملائیت جیسا ہوتا تھا۔ پانچویں دفعہ میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والدین کریمین (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کے مقابر کی زیارت سے واپسی پر سائیں صاحبؒ قبلہ سے ملاقات کی نیت سے ان کی قیام گاہ پر حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ لاہور سے باہر تشریف لے گئے ہونے۔ اچانک میری نظر ایک چھوٹی سی نو تعمیر مسجد پر پڑی تو دریافت کیا کہ یہ کس نے بنوائی ہے؟ جو اب

لے ان کے وصال کے بعد ان کے معتقدین نے اس مسجد کو وسعت دے دی ہے۔

ملا حضرت صاحبؒ نے! یہ سنتے ہی میرے دل نے کہا کہ سائیں صاحبؒ
نے تیاری کر لی ہے۔ چنانچہ چند ماہ بعد موصوف واصل بحق ہو گئے۔

صورت از بے صورتی آمد بروں

باز شد انا الیہ راجعون

مؤرخ لاہور جناب میاں محمد دین کلیم صاحب نے اس صاحب جذب
بزرگ کے حالات و کرامات مستفیدین اور مستفیضین کی مستند شہادتوں پر
مشمول ایک کتاب مرتب کی ہے جو بہت ہی اچھی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ
میاں صاحب کو جزائے خیر سے نوازے اور ان کی دیگر تالیفات کی طرح
اس کتاب کو بھی شرف قبولیت عطا فرمائے اور قارئین کتاب کو حضرت
سائیں صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی فیوض و برکات سے مستفید فرمائے اور ان کی
نسبت نقشبندیہ کی پاسداری کی بھی توفیق عطا کرے آمین ثم آمین بحب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

محمد موسیٰ اعفی عنہ

لاہور

یکم جنوری ۱۹۸۷ء

پیش لفظ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 مُحَمَّدًا وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ
 خداوند رحیم و کریم کا کس قدر احسان اور ختمی مرتبت رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا کس قدر فضل و کرم ہے کہ اس نے پرمعاصی عاجز محمد بن کلیم قادری ابن حضرت میاں شہاب الدین قادری نور اللہ مرقدہ المتوفی ۱۹۶۵ء ابن حضرت قاضی محمد عمر بخش قادری متوفی ۱۸۵۶ء ابن حضرت خواجہ احمد قادری متوفی ۱۸۲۸ء ابن حضرت خواجہ حسین قادری متوفی ۱۶۹۶ء ابن قطب وقت حضرت شیخ کمال قادری متوفی ۱۷۳۹ء از اولاد حضرت قاضی شمس الدین براتی متوفی ۱۳۸۲ء کو اپنے فضل و کرم سے یہ توفیق عطا کی کہ وہ حضرت سائیں پیر محمد صادق قدس سرہ العزیز نقشبندی لاہوری متوفی ۱۹۸۳ء کے حالات و واقعات ترتیب دے۔ فقیر حقیر اس سے قبل اولیائے لاہور وغیرہ پر تقریباً دو صد کتابیں، کتابچے، پمفلٹ اور مقالہ جات شائع کر چکا ہے۔ جن کی تفصیل زیر منظر کتاب کے آخر میں دی گئی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ مؤرخین لاہور میں سے آج تک کسی نے بھی اس قدر ریکارڈ اولیائے کرام لاہور پر مرتب کرنے کی سعادت حاصل نہیں کی۔ اور یہ صرف اللہ تعالیٰ بلند و برتر و بالاکا خصوصی انعام ہے۔

”ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بجمہد خداے بخشندہ“

حضرت سائیں محمد صادق نقشبندی نے ساری زندگی حالت مجذوبیت میں بسر کی۔ آخری چند سال حالتِ صحو میں آئے اور شریعتِ محمدیہ کی مکمل طور پر پابندی کی۔ راقم الحروف نے ان کے حالات جمع کرنے میں کافی محنت کی۔ ان کے مریدوں سے ملا۔ آستانہ پر حاضر ہوا۔ بیرون شہر کے مریدین اور منتسبین سے بذریعہ خط و کتابت رابطہ قائم کیا۔ کچھ اجباب نے جواب دیا، کچھ نے تغافل برتتا۔ مگر یہ کوشش جاری رہی اور بالآخر یہ چند اوراق کتاب کی شکل اختیار کر گئے۔ جو ناظرین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

پیشتر اس کے کہ کتاب شروع کی جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کی مختلف کیفیات کا قدیم کتب تصوف سے موازنہ کیا جائے کہ ان پر کیسی کیسی کیفیات وارد ہوتی ہیں اور وہ کس طرح اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور اللہ کریم کی یاد میں شب و روز محو رہتے ہیں۔

صوفیانہ اصطلاحات میں مجذوب کے متعلق زمانہ قدیم سے ہی لکھا جا رہا ہے جس کی مختصر تفصیل اس طرح ہے۔

ملا متیہ :- یہ صوفیا کی وہ جماعت ہے جو ریاضت سے بچتی ہے اور اخلاص میں کوشاں رہتی ہے اور لوگ ان کے متعلق غلط رائے قائم کر لیتے ہیں ان لوگوں نے نہ تو اپنے حالات پر نظر ثانی کی اور نہ ہی اپنے معاندین کے فیصلوں کو اہمیت دی وہ دارورسن کو مقام عظمت جان کر قبول کر لیتے ہیں۔

قلندر :- قلندر کا مرتبہ بہت بلند ہے وہ حالات، کرامات اور مقامات سے تجاوز کرتا چلا جاتا ہے۔ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کہتے ہیں کہ جب صوفی منہجی اپنے مقاصد کو پالیتا ہے تو قلندر ہو جاتا ہے حضرت علامہ اقبال کہتے ہیں۔

قلندر ان کہ بہ تسخیر آب و گل کوشند
ز شان تاج ستانید و خرقة بردوشند

محبذوب:۔ صوفیا میں محبذوب کا مقام نہایت ہی نازک اور منفرد ہے۔
محبذوب کا مقام قلندر سے علیحدہ ہوتا ہے اسے بیگانے و زخور اعتناء نہیں سمجھتے
اور خاطر میں نہیں لاتے۔ اس راستے پر چلنے والا سالک بعض اوقات یا و باری
تعالیٰ کے غلبہ میں پھنس جاتا ہے۔ عالم و مافیہا کے تمام خیالات محو ہوجاتے ہیں
منجانب اللہ ایک کشش ہوتی ہے جو باعث ترقیات مزید ہوتی ہے۔ اس حالت
کو صفائی بتدی کہتے ہیں جو صفائی وقت کی ابتدائی منزل ہے اس حالت کے صوفی
کو سالک صوفی کہتے ہیں۔ صوفی پر مختلف مقامات آتے ہیں۔ تجلیات وارد ہوتی
رہتی ہیں اور وہ صفائی متوسط کے مقام پر پہنچ جاتا ہے پھر وہ جا کر محبذوب کا مل
بتتا ہے یہ محبذوب واصل ہو کر مقام تعین پر پہنچ جاتا ہے یہ مقام صفائی منتهی
ہے اور اس رتبہ پر فائز صوفی کو محبذوب سالک کہا جاتا ہے۔

صوفیائے اسلام کے محبذوبین کی ایک خاص تعداد ایسی ہے جسے تاریخ و
سیر نے اپنے دامن میں جگہ دی ہے۔ محبذوبین کا یہ طبقہ اصلاح عالم کے کسی مقام
پر متعین نہیں ہوتا اور نہ ہی انھیں جذب حقیقی سے اس کی فرصت ملتی ہے کہ
خلق کی اصلاح کا کام اپنے ذمہ لیں۔ بایں ہمہ بعض حضرات ان مجاذیب کے
گوشہ ابرو کی جنبش سے وارث ہوتے ہیں۔

النفاس العارفين مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی میں لکھا ہے۔

سرخیل محبذوب

فرماتے تھے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ساتویں آسمان میں ہوں وہاں میں نے

ایک شخص کو کپڑا پھٹے ہوئے سوئے ہوئے دیکھا۔ جس میں محبت کے شعلے مچڑک رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ مجذوبوں کا سردار ہے اور سر مجذوب کو اس سے امداد پہنچتی ہے۔ بظاہر یہ مجذوب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے ہو گزرا۔

”نعمات الانس“ مصنفہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی متوفی ۸۹۸ھ میں

لکھا ہے :-

”مجذوب وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں منتخب فرمائے اور بغیر کوشش اور مجاہدہ کے اس کو تمام مقامات اور مراتب عالیہ پر پہنچا دے۔“
حضرت امام ابو بکر بن ابواسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب (متوفی اواخر چہارم صدی ہجری) اپنی تالیف ”تعرف لمذہب اہل التصوف“ میں لکھتے ہیں۔
”غلبہ ایک ایسی حالت ہے جب بندے پر طاری ہوتا ہے تو وہ اسباب کا ملاحظہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی آداب کا لحاظ رکھ سکتا ہے اور وہ اس میں اس قدر گرفتار ہوتا ہے کہ جو چیزیں اس کے سامنے آتی ہیں ان میں امتیاز نہیں کر سکتا اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ ایسی بات کر بیٹھتا ہے جسے وہ لوگ جو اس کی حالت نہیں جانتے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔“

مزید فرماتے ہیں :-

”شکر ہے کہ انسان اشیاء سے توبے خیر نہ ہو مگر ان میں امتیاز کرنے سے قائل ہو اور یہ اس طرح ہے کہ حق کی موافقت کرتے ہوئے سود مند چیزوں کو غیر سود مند چیزوں سے اور لذیذ چیزوں کو غیر لذیذ چیزوں سے امتیاز نہ کر سکے۔ اس کے لیے چھڑا مٹی کے ڈھیلے سونا اور چاندی سب کیساں ہیں۔“

”اور جو جو شکر کے بعد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان اشیاء میں تمیز کر سکے۔“

یہ صوفیاء کے احوال و آثار پر قدیم تذکرہ ہے۔
 ”کتاب اللمح فی التصوف“ مصنفہ شیخ ابوالنصر سراج ۴ متوفی ۷۲۹ھ

میں لکھا ہے :-

”صوفیاء کے کچھ مخصوص آداب ہیں مثلاً زیادہ کے مقابلے میں محقور ٹی سی دنیوی دولت پر قناعت قوت لامیوت، ضروری لباس، بچھونا اور دیگر انتہائی ضروری چیزوں پر گزارہ۔ فقیری کو امیری پر ترجیح، کثرت کے مقابلے میں قلت پر قناعت، شکم سیری پر مہوک کو اختیار کرنا۔ غرور فخر اور علوم مرتبت سے کنارہ کشی۔ چھوٹوں پر شفقت، ماہر ایک سے تواضع سے پیش آنا۔ خلق خدا کے لیے ضرورت کے وقت قربانی دینے کی جرات، دنیا حاصل کرنے والوں پر رشک نہ کرنا، اللہ سے حسن ظن، طاعت میں سبقت، تمام اچھائیوں کی طرف قدم بڑھانا، توجہ الی اللہ، فقط اللہ سے لو لگانا، آزمائشوں پر صبر اختیار کرنا۔ اللہ کے ہر فیصلے پر اظہارِ رضا مندی، مسلسل مجاہدہ نفس، مخالفت خواہشات اور اس نفس امارہ سے دشمنی جسے اللہ نے امارہ بالسوء کے نام سے پکارا جاتا ہے اور جس کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا :-

”یہی نفس امارہ ہی وہ بدترین دشمن ہے جو تیرے پہلوؤں میں

موجود ہے۔“

رسول اللہ نے فرمایا :-

”میری امت کے ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں داخل ہونگے

صحابہ نے عرض کیا :-

”یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے؟“

آپ نے فرمایا ”جو خود کو داغتے ہیں اور نہ ہی جادو منتر کی طرف

رجوع کرتے ہیں بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔“

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں، اگر فاقہ کشی بازار میں بکنے والی کوئی جنس

ہوتی تو طالبین آخرت کے لیے بازار سے کوئی اور چیز خریدنا بہتر نہ ہوتا۔

ابو سلیمان درانی کہا کرتے تھے : اللہ کے ہاں فاقے کے خزانے مہرے

پڑے ہیں جو طلب کرے اسے عطا فرماتا ہے ۔

ابن سالم علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ صوفیہ جب غذا کو کم کرنا چاہتے ہیں تو ہر جمعہ

کے روز بلی کے کان کے برابر کھانا کم لیتے ۔

(کتاب التمتع فی التصوف)

حضرت امام شعرانی لباس کے بارے میں فرماتے ہیں ۔ درویش کا برتنہ جسم

رہنا اشارہ ہے کہ باطن میں ہستی سے تجدید ہے ۔

حضرت سید علی بن عثمان بجزیری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش لاہوری متوفی

۶۶۵ھ اپنی تالیف لطیف ”کشف المحجوب“ میں لکھتے ہیں : کہ اس زمانہ میں

صوفیائے کرام کے مختلف مکاتب و مذاہب ہیں ، ان کی تعداد بارہ ہے ان میں دس

مقبول اور دو مردود ہیں ۔ مقبول مکاتب کی تفصیل اس طرح ہے ۔

۱۔ محاسبیہ :- اس فرقہ کے راہبنا ابو عبد اللہ حارث بن اسد محاسبی ہیں

ان کا عقیدہ تھا کہ راضی بہ رضا رہنا کوئی مقام تصوف نہیں ہے

بلکہ یہ صوفی کا ایک حال ہے ۔

۲۔ فزاریہ :- اس کا تعلق ابو صالح بن حمدون بن احمد بن عمارہ الفزاری سے ہے

ان کا طریقہ اظہار و نشر ملامت ہے (ملامتی)
 ۳۔ طیفوریہ :- یہ فرقہ ابو یزید طیفور بن عیسیٰ بن سروشان بسطامی سے تعلق
 رکھتا ہے ان کا مسلک غلبہ سکرو فرط شوق الی اللہ ہے۔ یعنی حالت سکرو
 میں رہتے ہیں۔

۴۔ جنیدیہ :- اس فرقہ کا تعلق حضرت ابوالقاسم جنیدی بن محمد سے ہے۔
 آپ کا مسلک صحیح تھا۔

۵۔ نوریہ :- فرقہ نوریہ کا تعلق حضرت ابوالحسن احمد بن نوری سے ہے آپ کا
 مسلک تصوف میں پسندیدہ ہے۔

۶۔ سہلیہ :- فرقہ سہلیہ کا تعلق حضرت سہل بن عبداللہ تستری سے ہے آپ کا طریقہ
 اجتہاد و مجاہدہ نفس و ریاضت ہے۔

۷۔ حکیمیہ :- اس فرقہ کے بانی حضرت ابو عبداللہ بن علی حکیم ترمذی ہیں۔ آپ کا
 طریق عمل ولایت و تصوف کے رنگ میں تھا۔

۸۔ خرازیہ :- اس فرقہ کا تعلق حضرت ابوسعید خرازی سے ہے ان کے پاس
 شیر و رندے وغیرہ آتے تھے اور ان کو آپ کھلاتے اور رکھوالی کرتے تھے

۹۔ خفیفیہ :- اس فرقہ کا واسطہ حضرت ابو عبداللہ محمد بن خفیف شیرازی سے ہے،
 جو شہوات نفسانیہ سے اجتناب برتتے تھے۔

۱۰۔ سیاریہ :- اس کا تعلق حضرت ابوالعباس سیاری سے ہے جو مرو کے
 امام تھے اور تمام علوم میں عالم کامل۔

۱۱۔ حلویہ :- ان کے دو گروہ ہیں جو مرو و اور باطل ہیں۔

۱۲۔ پہلا گروہ ابی سلمان دمشقی کی تقلید کرتا تھا یہ بلخ میں ان کا کلام توحید اور

تحقیق کے خلاف ہے۔

ب :- دوسرا گروہ حسین بن منصور ملاح کا تابع ہے صاحب "کشف المحجوب" لکھتے ہیں کہ آپ سرستان بادۂ وحدت اور میثاق جمالِ احدیت گذرے ہیں اور نہایت قوی الحال مشائخ میں تھے۔ ایک گروہ آپ کو مردود کہتا ہے اور دوسرا مقبول بارگاہ بتاتا ہے۔ مردود کہنے والوں میں حضرت عمرو بن عثمان مکی، حضرت ابو یعقوب نر جوہری، حضرت ابو یعقوب اقطع اور حضرت علی بن سہل اصفہانی سرفہرست ہیں اور مقبول بارگاہ ماننے والوں میں حضرت بایزید عطا محمد بن حنیف حضرت ابوالقاسم نصرآبادی وغیرہ ہیں۔ ان کے علاوہ تمام متاخرین صوفیہ انھیں مقبول مانتے چلے آ رہے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی، حضرت شبلی، حضرت حریری، حضرت مصری ان کے معاملہ میں توقف کرتے ہیں علاوہ بریں حضرت شیخ المشائخ ابو سعید ابوالخیر، حضرت شیخ ابوالقاسم گورگانی اور حضرت شیخ ابوالعباس شقاقی وغیرہ حسین بن منصور علاج کو صاحب سیر مانتے تھے اور ان کے نزدیک وہ ایک عارف کامل اور بزرگ تھے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ مزید لکھتے ہیں۔ مشائخ میں چند ایک کے علاوہ کوئی بھی ان کی مقبولیت کا منکر نہیں بلکہ تمام مشائخ ان کے کمال افضل اور صفائی حال اور کثرت اجتہاد و ریاضت کے معترف ہیں۔ حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ میں اور حمیض بن منصور علاج ایک ہی طریق پر ہیں مگر مجھے میرے دیوانہ پن نے آزاد کرا دیا اور حسین بن منصور کو اس کی عقل مندی نے ہلاک کرا دیا۔

"سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار" مصنفہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر

جیلانی متوفی ۵۶۰ھ میں لکھا ہے۔

تیسویں فصل۔ اہل تصوف کے بیان میں۔

اہل تصوف بارہ قسم کے ہیں۔ پہلی قسم وہ لوگ ہیں جو سنت نبوی (علی صاحبہا

التجیات والتسلیحات) کے ساتھ نسبت رکھنے والے ہیں ان سب کے اقوال و افعال شریعت اور طریقت کے مطابق ہیں۔ یہ لوگ اہل سنت و جماعت ہیں ان میں سے بعض بلا حساب کتاب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور بعض سے سہل حساب لیا جائے گا۔ اور وہ معمولی سزا پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔ باقی جتنے گروہ ہیں وہ سب بدعتی ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ فرقہ خلویہ:۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ خوب صورت عورت اور بے ریش حسین لڑکے کے جسم کی طرف آنکھ اٹھا کر نظر کرنا حلال ہے یہ لوگ رقص کرتے ہیں اور ان کے مذہب میں بوس و کنا۔ مباح ہے اس قسم کا عقیدہ سراسر کفر ہے۔

۲۔ فرقہ حالیہ:۔ ان کا عقیدہ ہے کہ رقص اور تالی بجانا حلال ہے اس قسم کا عقیدہ بدعت اور خلاف سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

۳۔ فرقہ اولیائیہ:۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ جب مقام ولایت کو پہنچ جاتا ہے تو تکالیف شرعی اس سے ساقط ہو جاتی ہیں نیز وہ کہتے ہیں کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے اس قسم کا عقیدہ بھی کفر ہے۔

۴۔ فرقہ حبیبیہ:۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ جب مقام محبت تک پہنچ جاتا ہے تو شرعی تکالیف اس سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنی شرمگاہوں کو نہیں ڈھانپتے۔

۵۔ فرقہ حوریہ:۔ یہ فرقہ وجد و رقص کی کیفیت میں حور سے مباشرت (جماع) کرتے ہیں جب ہوش میں آتے ہیں تو غسل کرتے ہیں ان کا یہ اعتقاد باطل اور انکی ہلاکت کا موجب ہے۔

۶۔ فرقہ اباحیہ:۔ یہ لوگ حرام کو حلال اور عورتوں کو (ناجاہز طور پر) مباح کرتے ہیں۔

۷۔ فرقہ مشکاسلہ :- کاروبار ترک کر کے در بدر مانگتے پھرتے ہیں یہ لوگ اس عقیدے کے باعث ہلاکت کے گڑھے میں گر گئے ۔

۸۔ فرقہ مستحابلہ :- یہ لوگ فاسقوں کی طرح کالباس پہنتے ہیں جو کہ حضور پر نورؐ کے ارشادِ عالی کے خلاف ہے کہ جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ ان میں سے نہیں ہے
۹۔ طریقہ واقفینہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت غیر اللہ کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے انھوں نے طلب معرفت الہی ترک کر دی اور اس جہالت کے باعث ہلاک ہو گئے ۔

۱۰۔ فرقہ الہامیہ :- یہ لوگ علم دین کو ترک کرتے ہیں اور درس و تدریس کے بھی مخالف ہیں ۔

۱۱۔ فرقہ شمرانیہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ صحبت قدیمی ہے اور اس کے سبب امر و نواہی ساقط ہو جاتے ہیں۔ ظنور اور دیگر آلات موسیقی اور لہو لعب کو حلال جانتے ہیں اور عورتوں سے کسی قسم کا تمتع جائز نہیں رکھتے۔ یہ لوگ کافر ہیں اور ان کا خون مباح ہے ۔

حال اللہ کی بارہ اقسام ہیں۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔ یاد رہے کہ یہ سب اولیاء اللہ کے مقالات اور عہدے ہیں اور یہ سب حضور پر نورؐ کے نور سے حصّہ لیتے ہیں اور دنیا میں اس کو پھیلاتے ہیں ۔

قطب :-

قطب کو قطب اس لیے کہتے ہیں کہ وہ تمام مقامات اور حالات کا جامع ہوتا ہے اور سب کی گردش کا مرکز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو چاروں اطراف مشرق، مغرب، جنوب شمال میں اس طرح گھومنے پھرنے کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ آسمان

افق سماوی میں گردش کرتا ہے ان کا مقام زمین بتایا گیا ہے۔ قطب ہر زمانہ میں ایک ہی ہوتا ہے۔ اس کو قطب مدار، قطب الارشاد، قطب عالم، قطب جہاں قطب الاقطاب اور قطب کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

غوث :-

یہ ہر زمانے میں صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ عام طور پر اس کی رہائش مکہ معظمہ ہے۔

۳۔ امامان :-

قطب الاقطاب کے دو وزیر ہوتے ہیں جنہیں امامان کہتے ہیں اور اس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔

۴۔ اوتاد :-

اوتاد اولیاء اللہ ہر زمانے میں چار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے چاروں اطراف مشرق، مغرب، جنوب، شمال کی نگرانی کراتا ہے یہ زمین کے گوشوں میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔

۵۔ ابدال :-

ابدال سے مراد وہ گروہ ہے جو اہل کشف، اہل مشاہدہ، اہل محبت اور اہل حضوری ہوتے ہیں اور لوگوں کو توحید الہی اور دین اسلام کی طرف بلا تے ہیں جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دوسرے کو تعینات کر دیتے ہیں

نیز اللہ کریم ان کے وجود کی برکت سے بندوں کو خوشحال اور شہروں کو آباد کرتا ہے اور ان کے طغیانی لوگوں سے آفات، بلیات اور شر و فساد کو دور فرماتا ہے یہ تعداد میں چالیس ہوتے ہیں ان کا مقام ملکِ شام ہے۔ ابدالوں کی تعداد زیادہ ہی بتائی گئی ہے۔

۶۔ اخیار :-

یہ تعداد میں سات ہوتے ہیں اور زمین پر سیاحت کرتے پھرتے ہیں۔ عراق میں بھی ہیں۔ کچھ بزرگان نے لکھا ہے کہ اخیار ابدالوں میں سے چالیس منتخب کر لیے جاتے ہیں۔

۷۔ ابرار :-

یہ رجال اللہ صبی دنیا میں بے شمار پھیلے ہوئے ہیں۔

۸۔ نجباء :-

بعض صوفیا لکھتے ہیں کہ ان کی تعداد ستر ہوتی ہے مگر حضرت شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ ان کی تعداد ہر زلے میں آٹھ ہوتی ہے اور یہ آٹھ طہفاتی کے حامل ہوتے ہیں۔ نیز آٹھ آسمانوں کے علوم کے حامل ہوتے ہیں۔ عام طور پر ان کا مقام کوفہ ہے سب کا نام حسن بتایا جاتا ہے اور مصر میں بھی رہتے ہیں۔

۹۔ نقباء :-

یہ تین تڑپیں۔ مگر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں

جو نویں آسمان کے علم کے جامع ہوتے ہیں اور ہر زمانے میں بارہ ہی ہوتے ہیں
لکھا ہے کہ سب کا نام علی ہوتا ہے۔

۱۰۔ عملہ :-

تعداد میں چار ہیں۔ محمد ان کا نام ہے۔ زمین کے مختلف زاویوں میں
کام کرتے ہیں۔

۱۱۔ مکتوبان :-

یہ چار سہارے ہیں یہ لوگ اپنے آپ کو نہیں پہچان سکتے۔

۱۲۔ مفردان :-

جب قطب عالم ترقی کرتا ہے تو مفرد موجود جاتا ہے۔ ہر زمانے میں ان کی
تعداد پانچ سو بہتر ہوتی ہے۔

شہزادہ دارہ شکوہ قادری اپنی تالیف ”سفینۃ الاولیاء“ میں لکھتا ہے :-
”صوفیاء کا ایک گروہ وہ ہے جو اپنے آپ کو فرقہ ملائیت سے منسوب
کرتا ہے ان کی شناخت بہت مشکل کام ہے ان کا طریق کار بظاہر
شرع کے خلاف دکھائی دیتا ہے اس گروہ کے مشہور بزرگ سلطان العارفین
حضرت بایزید بسطامی ہیں۔ ایک دفعہ آپ دور دراز سفر سے اپنے وطن
مالوف بسطام پہنچے آپ کے استقبال کے لیے یہاں کے اکابر اور
اشرف حاضر ہوئے۔ آپ نے جب لوگوں کا یہ اژدہ نام دیکھا۔ اور

فتنہ محسوس کیا تو لوگوں کو اپنے سے بدگمان کرنے کے لیے رمضان شریف کے مہینہ میں بازار سے روٹی منگوا کر کھانی شروع کر دی۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو آپ سے منحرف ہو گئے، رمضان شریف کے مہینہ میں ان کا روٹی کھانا بظاہر خلاف شرع تھا لیکن درحقیقت شرع کے خلاف نہ تھا، کیونکہ آپ مسافر تھے :-

طریقہ ملامتیہ

طریقہ ملامتیہ حقیقتاً شرع کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ یہ فرقہ اس کو اپنی قبا بنا لیتا ہے تاکہ لوگوں کی نظروں میں قابل ملامت بن کر لوگوں کے هجوم اور رجوع سے جو نقصانات ذکر الہی میں پیدا ہوتے ہیں ان سے اپنے آپ کو محفوظ کر لے۔ اس گروہ کے کسی فعل پر انگشت نمائی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان کے کاموں کی اصل حقیقت اور ان کے اصرار پر صحیح طور پر کسی کو اطلاع نہیں ہوتی۔

حضرت ذوالنون مصری اور حضرت ابو تراب بخشی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندہ سے ناراض ہوتا ہے اس کی زبان کو اولیاء اللہ پر طعن و تشنیع اور اعتراضات و انکار کرنے میں دراز فرما دیتا ہے۔

حضرت پیر محمد صادق نقشبندی مجددی لاہوری نور اللہ مرقدہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ حالت مجذوبیت میں بسر کیا۔ اور ان پر سکرو جذب کی حالت طاری رہی۔ لیکن آخری ایام میں آپ عالم صوم میں آ گئے۔ باقاعدگی سے سنت محمدیہ کے عامل ہو گئے اور تاوفات اسی منزل پر فائز رہے۔ رشد و ہدایت سے لوگوں کے قلوب کو مسحور اور منور کیا اور سچ ثابت کیا کہ اس سلسلہ کی خدمات بے پناہ ہیں۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند کہ برنداز رہ پناہاں بحر م قافلہ سا

راقم الحروف اس کتاب کی تکمیل کے سلسلہ میں جناب شیخ محمد اقبال صاحب محمدی مارکیٹ
شاہ عالم مارکیٹ لاہور کا بچہ شکر گزار ہے کہ جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل کے لیے بے پناہ
کوشش کی۔ ہر قسم کا تعاون کیا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر ان کا تعاون شامل حال نہ
ہوتا تو یہ کتاب طباعت کے مرحلے میں نہ پہنچ پاتی۔ چونکہ وہ اپنے مرشد پاک کے عاشق زار
ہیں اس لیے ان کا عشق اور خلوص کام آیا۔ اور یہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ
ہوتی جس کے لیے وہ لائق صد تحسین ہیں اس کے علاوہ حضور سائیں صاحب کے دیگر مریدین
و منبتین بھی لائق ستائش ہیں کہ انہوں نے مؤلف سے مکمل تعاون کیا اور ہر قسم کا مواد مہیا کیا۔
اس بات کا امکان ہے کہ اس کتاب میں کچھ خامیاں اور سقم ہوں جس کے لیے مؤلف
اہل فضل و کمال سے معذرت خواہ ہے یہ میری پہلی کوشش ہے اس لیے قدرین اگر اس میں کوئی
سقم پائیں تو مؤلف کو اسکی نشاندہی کرائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِنَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ - شَفِيعًا لِّلْمُذْنِبِينَ - خَاتَمَ
النَّبِيِّنَ مُحَمَّدًا الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَآصْحَابِهِ وَ
أَرْوَاحِهِ وَأَجْبَابِهِ أَجْمَعِينَ ه بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ .

خاک پائے اہل اللہ

مورخہ یکم جنوری ۱۹۸۷ء

محمد دین کلیم قادری

۱۶- برنی سٹریٹ - گڑھی شاہو

لاہور ۵



ابتدائی حالات

حضرت پیر محمد صادق نقشبندی لاہوری رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۱۳ء موضع بوگرہ منگ ڈور ہسپتال تحصیل مانسہرہ ضلع ایبٹ آباد میں مولوی عبدالوہاب کے گھر پیدا ہوئے آپ کی والدہ کا نام ملک جانہ تھا۔ والد ماجد گاؤں کی مسجد کے امام تھے دادا مولانا عبد الصمد اور پردادا حافظ نجیب الرحمن تھے جو مستحضر عالم اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے درس و تدریس آپ کا پیشہ تھا کئی ایک جنات بھی آپ کے شاگرد تھے۔ حضرت پیر محمد صادق نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ ابھی آپ سن بلوغت کو پہنچے تھے کہ آپ کے والد ماجد انتقال کر گئے۔ اس کے بعد آپ کی والدہ کوٹلی بالا تحصیل مانسہرہ میں آباد ہو گئیں اس وقت آپ کی عمر گیارہ سال تھی۔ آپ کے خاندان کے مزارات حضرت غازی بابا کے دربار کے نزدیک ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد کا اس پہاڑی علاقہ میں دھند دور تک کا رقبہ ملکیت ہے آپ قریشی ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔



ورودِ لاہور

حضرت پر محمد صادق نقشبندی ^{۱۹۲۸} عہدِ عمر چودہ سال مدینۃ الاولیاء لاہور شریف لائے اور باغبان پورہ کے علاقہ محلہ شاہ بخاری میں اقامت گزریں ہوئے۔ یہاں مسجد ائٹھ دین میں حافظ نابینا صاحب سے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا اور بعض درس کتابیں مثلاً گلستان، بوستان، قدوری، ہدایہ شریف وغیرہ مدرسہ حضرت سید ویدار علی شاہ اندرون دہلی دروازہ میں پڑھیں۔ اس زمانہ میں آپ لاہور کے مختلف مقامات میں پھرتے رہے آپ کا مدینۃ الاولیاء لاہور میں یہ قیام تین چار سال رہا۔ چونکہ آپ کی طبیعت میں شروع سے ہی سیر و سیاحت کا جذبہ تھا۔ اس لیے آپ ۱۹۲۲ء کے لگ بھگ ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ اس زمانے میں آپ پر مجذوبیت کا جذبہ غالب تھا اور اسی غلبہ کے تحت آپ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچے۔ لاہور سے بمبئی، پونا، ترچنا پلی۔ پھر دہلی سے کلکتہ تک پہنچے۔ بے شمار اولیائے عظام اور صوفیائے کرام کے مزارات عالیہ پر حاضری دی۔ دور دراز پہاڑوں میں مجاہدات اور ریاضیات کیے اور اس حالت میں کئی سال بسر کیے کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کرتے تھے۔ اس سے پہلے سفر ہندوستان میں امرتسر، انبالہ، اجمیر شریف، دہلی، کلکتہ ترچنا پلی بمبئی اور پونا وغیرہ مقامات تک پہنچے جس کی تفصیل آگے دی جاتی ہے۔



پہلا سفر ہندوستان

جس زمانے میں آپ اپنے وطن مالوف سے لاہور تشریف لائے تو چندے قیام کے بعد آپ ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ تقریباً ۱۹۲۵ء سے بعد کا زمانہ ہے جب آپ نے وہاں اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی۔ اور ریاضت و مجاہدات میں صرف کیے۔ ان مقامات پر بھی گئے۔ یہ سفر ۱۹۳۱ء تک محیط ہے۔

اجمیر شریف

حضرت خواجہ خواجگان سید معین الدین اجمیری کے روضہ منورہ پر حاضر ہوئے اور وہاں سلت سال قیام فرمایا اور چلہ کاٹا۔

پونا

اس شہر میں چار سال اقامت گزری رہے۔ یہاں آپ کے نام کی مسجد بھی ہے خود فرمایا کرتے تھے کہ جس ہوٹل کے قریب میں رہتا تھا وہ آج بھی موجود ہے

ممبئی

جب ممبئی پہنچے تو وہاں دو سال قیام فرمایا۔

ترچناپی

اس شہر کے قریب ایک جنگل میں مجاہدات و ریاضات میں مصروف رہے اور
چند سال وہاں ہی رہے۔

کلکتہ

کلکتہ بھی گئے اور چنداں قیام فرمایا۔

انبالہ

انبالہ بھی دیکھا۔

دہلی

قیام دہلی میں آپ نے اس قدیم شہر کے بہت سے مزارات پر حاضری دی
اور فیوض و برکات حاصل کیے۔

امر تسر

امر تسر بھی پہنچے۔ شریف پورہ کی گول مسجد میں رہے اور وہاں دینی علوم بھی پڑھتے رہے

سہارنپور بھی گئے

کرناولی (بنگال) بھی تشریف لے گئے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت

ہندوستان سے واپسی کے بعد آپ لاہور آگئے مچھر مرشد کی تلاش میں علی پور سیدان حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ نقشبندی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تین دن رہاں قیام کیا اور بیعت کی درخواست کی حضرت امیر ملت نے فرمایا کہ تمہارا حصہ سیالکوٹ میں حضرت پیر حیات محمد نقشبندی کے پاس ہے، وہاں چلے جاؤ۔ پنا پختہ آپ نے سیالکوٹ جا کر ان کے دستِ حق پرست پر بیعت کر لی۔ پھر لاہور آئے۔ یہاں آپ نے لاہور کی مختلف آبادیوں میں قیام فرمایا۔ ہنجرال کے قیام میں آپ نے وہاں ایک مسجد کی تعمیر شروع کرائی کچھ دن باغبانپورہ اور سنگھ پورہ میں گزارے۔

پیشتر اس کے کہ آپ کے حالات و واقعات درج کیے جائیں یہاں شجرہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حیاتہ صارتیہ مع سوانح درج کیا جاتا ہے۔



حالات بزرگان

شجره عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حیاتہ صادقہ



تاجدارِ مدینہ

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، شہنشاہ کون و مکان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الاول عام الفیل ۱۲۰ اپریل ۵۷۰ء بروز دو شنبہ ۵۳ھ قبل ہجرت صبح صادق کو مکہ مکرمہ میں ہوئی والد ماجد کا اسم گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب اور والدہ مکرمہ کا حضرت آمنہ تھا آپ کی ولادت آپ کے چچا حضرت ابوطالب کے مکان میں ہوئی ولادت کے بعد آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب آپ کو اٹھا کر خانہ کعبہ لے گئے اور آپ کے لیے دعائیں مانگی۔ اور نام پاک محمد رکھا۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ آپ کی ولادت سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔ ولادت کے وقت آپ کی والدہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ پھر ثویبہ نے اور پھر حلیمہ سعدیہ آپ کو اپنے قبیلہ میں لے گئیں جہاں آپ نے تقریباً چھ سال گزارے اس کے بعد حلیمہ سعدیہ آپ کو لے کر مکہ معظمہ آئیں اور آپ کی والدہ کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ اس سال حضرت آمنہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ گئیں۔ اور واپسی پر مقام ابوادانہوں نے وصال فرمایا۔ اس وقت امّ المین آپ کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ پہنچیں اور آپ کو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ ۸ سال کی عمر پاک تک انہوں نے کفالت کی۔ پھر ان کی وفات کے بعد حضرت ابوطالب نے تاحیات آپ کی کفالت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ سال کی عمر میں حضرت ابوطالب کے ساتھ شام کا تجارتی سفر فرمایا۔ وہاں بحیرہ رامہب ملا جس نے حضرت ابوطالب کا

کہ یہ بچہ نبی آخر الزمان ہے اس کو اپنے وطن لے جاؤ مبادا نصاریٰ ان کو نقصان پہنچائیں۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ نے جنگِ فجار میں شرکت فرمائی اور اسی سال حلفِ الفضول میں بھی حصّہ لیا۔ شام کا دوسرا سفر آپ نے ۲۵ سال کی عمر میں مکہ معظمہ کی ایک امیر ترین اور پاکباز خاتون حضرت خدیجہ کے ایما پر کیا۔ اس سفر میں ملک شام میں نسطورا رامہب ملا۔ جس نے وہی الفاظ دہرائے جو قبل ازیں بحیرہ رامہب کہہ چکا تھا اس سفر میں ملک شام میں حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ بھی تھا۔ جس نے مکہ معظمہ پہنچتے ہی حضرت خدیجہ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ چنانچہ اس نے شادی کے لیے درخواست کی۔ جو آپ نے حضرت ابوطالب کے مشورہ سے قبول فرمائی۔ ۲۸ سال کی عمر میں سیدنا حضرت قاسم ۳۰ سال کی عمر میں حضرت زینبؓ، ۳۲ سال کی عمر پاک میں سیدہ رقیہ، ۳۴ سال کی عمر میں سیدہ امّ کلثوم تولد ہوئیں۔ ۳۵ سال کی عمر پاک میں آپ نے تعمیر کعبہ میں حصّہ لیا۔ جس کو شدید بارشوں کی وجہ سے کافی نقصان پہنچا تھا۔ اور اس سال خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہراءؓ کی ولادت ہوئی۔ ۴۰ سال کی عمر میں آپ پر نبوت نازل ہوئی اور نزولِ قرآن کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۴۳ سال کی عمر میں اعلانیہ تبلیغِ اسلام کا حکم ہوا اور ۴۵ سال کی عمر میں حبشہ کی طرف ہجرت ہوئی۔ ۴۶ سال کی عمر میں حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عمر فاروقؓ حلفِ بگوشِ اسلام ہوئے۔ ۴۶ سال کی عمر میں شعبِ ابوطالب میں محصور ہوئے اور اس جگہ تین سال تک قریشِ مکہ کے بائیکاٹ کی وجہ سے انتہائی مشکل میں رہے۔ ۴۹ سال کی عمر میں امّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اور حضرت ابوطالب نے وفات پائی۔ یہ سال عام الحزن کہلاتا ہے۔ حضرت سوہہ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نکاح ہوا۔ دعوتِ اسلام کے لیے طائف کا سفر کیا۔ ۵۰ سال کی عمر میں معراج ہوا۔ نمازِ پنجگانہ کی فرضیت ہوئی۔ اوقاتِ کا تعین ہوا۔ مدینہ کے وفد نے اسلام قبول کیا۔ ۵۱ سال کی عمر میں

بیعتِ عقبیٰ اولیٰ ہوئی۔ پھر بیعتِ عقبیٰ ثانیہ۔ ۵۲ سال کی عمر میں ہجرت ہوئی اسی سال انصار کے ۲، مرد اور ۲ عورتیں بیعت ہوئیں۔

مدنی دور کے کوائف اس طرح ہیں :-

۱۔ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے، مسجدِ قبا کی تعمیر ہوئی۔ مواخات انصار و مہاجرین۔ اذان کی ابتداء۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی رخصتی۔ مدینہ منورہ میں آپ کے میزبان حضرت ابویوب انصاری بنے۔ امہات المومنین کے لیے حجروں کی تعمیر۔ میثاقِ مدینہ (مسلمانوں، یہودیوں اور انصاریوں کے درمیان) مہاجرین کے لیے مکانات بھی تعمیر ہوئے۔

۲۔ فرمانِ جہاد، غزوہ بدر، نمازِ عیدین، زکوٰۃ کی فرضیت، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ الزہراء کا نکاح۔ تحویلِ کعبہ (بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ) رمضان کے روزے فرض ہوئے اور نماز میں سلام و کلام کی ممانعت ہوئی۔ نیز قربانی کا حکم نازل ہوا۔

۳۔ ام المومنین حضرت حفصہ اور ام المومنین حضرت زینب بنت خزيمة سے نکاح ہوا۔ غزوہ احد، غزوہ عطفان، غزوہ نخبران۔ قتل کعب بن اشرف اور ابی رافع۔

۴۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ سے نکاح۔ غزوہ بنی نضیر، غزوہ ذات الرقاع۔ غزوہ بدر الاخریٰ کے علاوہ حرمتِ شراب کے احکام نازل ہوئے۔

۵۔ ام المومنین حضرت جویریہ۔ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش سے نکاح۔ غزوہ دومۃ الجندل، غزوہ بنی مصطلق، غزوہ خندق، غزوہ بنی قریظہ کے علاوہ حجاب کی آیات نازل ہوئیں۔

۶۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ سے نکاح۔ بارہ تیرہ سرایات کے علاوہ

غزوہ حدیبیہ بھی پیش آیا۔ کفار سے اہل اسلام کے نکاح کی حرمت نازل ہوئی
 ۷۸:۔ سلاطین کو دعوت اسلام کے فرامین ارسال کیے گئے۔ اُمّ المؤمنین حضرت صفیہؓ
 اور ام المؤمنین حضرت میمونہؓ سے نکاح ہوئے۔ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کے
 بعد آپ نے کسی سے نکاح نہیں کیا۔

غزوہ خیبر بھی اسی سال وقوع پذیر ہوا۔ نجد، عسّان اور شام کے
 حاکموں کا قبول اسلام۔

۷۹:۔ باریہ قطیفہ کے لطن سے حضرت ابراہیم بن رسول اللہؐ تولد ہوئے۔ حضرت
 زینب دختر رسول اللہؐ کی وفات ہوئی۔

حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاصؓ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے
 فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوہ طائف اسی سال وقوع پذیر ہوئے۔ مسجد نبوی میں
 منبر بنایا گیا۔ حضرت عکرمہ بن ابو جہل نے اسلام قبول کیا۔

۸۰:۔ حج اکبر کے موقع پر بے شمار قبائل سے وفود حاضر خدمت ہوئے۔ حج کی
 فرضیت اور سود کی حرمت نازل ہوئی۔ زکوٰۃ کی وصولی کے لیے عمال مقرر
 کیے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر الحجاج بنایا گیا اور حج ان ہی کی اقتدا
 میں ہوا۔ قبول اسلام عدی بن حاتم۔ مسجد ضرار کا واقعہ بھی اسی سال پیش آیا
 اکیدروالی دو متہ الجندل اور ذوی السکاح بادشاہ حمیر مسلمان ہوئے۔ غزوہ
 تبوک۔ وفات حضرت اُمّ کلثومؓ دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 وفات نجاشی شاہ حبشہ۔

۸۱:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کا آخری سال۔ کئی وفود حاضر خدمت
 ہوئے۔ حجۃ الوداع۔ تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کرام اس حج میں
 شامل ہوئے۔ وفات ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۱ھ:۔ وصال سے چند روز قبل جب مرض نے شدت اختیار کی تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو امام مقرر فرمایا۔

۱۲ ربیع الاول بروز دو شنبہ مطابق ۸ جون ۶۳۲ء ۶۳ سال بروز سوموار آپ نے وصال فرمایا۔ وصال سے دو دن قبل آپ نے مسجد نبوی میں خطبہ دیا اور فرمایا میں سب سے زیادہ جس کی دولت اور رفاقت کا ممنون ہوں وہ ابوبکر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اگر میں دنیا میں کسی کو دوست بنانا تو ابوبکرؓ کو بنانا۔ مسجد کے رخ کوئی دریچہ ابوبکر کے دریچہ کے سوا باقی نہ رکھا جائے حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، حضرت فضلؓ، حضرت قثمؓ، حضرت اسامہ بن زیدؓ، حضرت شقرانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور تین جامہ سے کفن دیا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔

اخلاقِ حسنہ

اِنَّكَ لَعَلَىٰ حُلِيِّ عَنكِيْدٍ

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

اگر کل دنیا کے سمندروں کے پانی سیاہی بن جائیں اور جنگل کے درخت قلمیں بن جائیں تب بھی آپ کے اخلاقِ حسنہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ باوجود رحمۃ للعالمین۔ خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین ہونے کے نماز اس قدر لمبی پڑھتے تھے کہ قدم مبارک متورم ہو جاتے تھے۔ روزانہ کا معمول تھا کہ عشاء کے بعد نصف شب تک استراحت فرماتے پھر تہجد ادا فرماتے۔ اور نماز فجر پڑھاتے۔ اپنی ذاتِ اقدس کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ وہ لوگ جو ۲۲ سال آپ پر

ہر قسم کے جو رو ستم کرتے رہے ان کو بھی معاف کر دیا۔ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے مگر عطاؤں میں بادشاہوں کو شرماتے تھے۔ دوسرے دن کے لیے کسی چیز کو ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ ایسے باوقار تھے کہ جو اچانک آپ کو دیکھتا بہت کھاتا۔ اپنے اصحاب سے کسی سے ملتے تو اول مصافحہ فرماتے۔ مہجوں کو کھانا کھلاتے مریضوں کی مزاج پر سی کرنا۔ تواضع سے پیش آنا۔ امانت میں خیانت نہ کرنا۔ سلام میں ابتداء کرنا۔ لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرنا۔ غصہ کا اظہار نہ کرنا۔ خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ کبھی کھانے میں عیب نہ نکالنا۔ سودا سلف خود بازار سے خریدانا۔ آپ کی ذات اقدس کے بہترین اوصاف تھے۔

صوفیائے کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو تصوف کا سرچشمہ مانتے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ معرفت روحانیت کے اعلیٰ مقام اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کی اعلیٰ منازل اور ارفع مراتب پر فائز ہونے کے باوجود آپ کی حیات پاک سر تا پا عمل تھی۔ کاشانہ اطہر ہو یا مسجد نبوی بیت الحرام ہو یا بیت المقدس۔ عرش عظیم ہو یا صحرا میں ریت کے ذرات میدان جنگ ہو یا صلح کی حالت آپ ہمہ وقت سعی و عمل میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کی سیرت طیبہ کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ آپ صرف حکم دینے پر ہی اکتفا نہ کرتے تھے۔ بلکہ اس کا عملی نمونہ پیش فرماتے تھے۔

لا یکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مخقر

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَسِيدٌ مَجِيدٌ هـ
 اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَسِيدٌ مَجِيدٌ هـ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
 سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
 مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ



امیر المؤمنین خلیفہ اول

حضرت ابو بکر صدیقؓ

اسم گرامی قدر عبد اللہ۔ کنیت ابو بکر، لقب صدیق اور عتیق ہے۔ والد ماجد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ تھی۔ والد ماجد سلمیٰ تھی جس کی کنیت ام الخیر تھی۔ آپ قریش کی ایک شاخ بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت عام الفیل کے اڑھائی برس بعد ہوئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین سال چھوٹے تھے۔ اوائل عمر سے ہی سلیم الفطرت تھے جو ان سو کر تجارت کا پیشہ اپنایا۔ بچپن سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز دوست تھے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو سب سے پہلے آپ نے ہی اسے قبول فرمایا اور ساری عمر اس کے ذور غاؤ و تقویت کے لیے کوشاں رہے۔ ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں آپ نے کفار مکہ کے ہر قسم کے جور و ستم سہے مگر آپ کے ایمان میں ذرہ برابر بھی فرق نہ پڑا۔ جب مسلمان دار ارقم میں پوشیدہ نماز ادا کیا کرتے تھے تو آپ بھی ان کے ساتھ تھے اس پر آشوب دور میں آپ نے حضرت بلالؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ، حضرت عمارؓ بن یاسرؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت لبنیہؓ، حضرت زبیرہؓ، حضرت نہدیہؓ، حضرت ام عیسیٰؓ وغیرہ غلاموں اور کنیزوں کو خرید کر آزاد فرمایا۔

ہجرت کے وقت آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معتمد رفیق ربی اور آپ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا سفر فرمایا جب مدینہ میں مواخات کا رشتہ قائم ہوا تو آپ حضرت خارجہ بن زید انصاری کے بھائی بنے۔ مدینہ منورہ کی سب سے پہلی مسجد (مسجد نبوی) کی اراضی خریدنے کی سعادت آپ کو حاصل ہوئی۔ قیام مدینہ منورہ ان غزوات میں شرکت کی۔ غزوة بدر۔ غزوة احد۔ غزوة خندق۔ غزوة بنی مصطلق۔ غزوة خیبر۔ فتح مکہ۔ غزوة حنین۔ غزوة موتہ۔ غزوة ذات السلاسل۔ غزوة تبوک وغیرہ۔ غرضیکہ ہر مشکل مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ حجۃ الوداع کے وقت آپ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم رکاب تھے جب اللہ مطابقت ۶۳۲ء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ امیر المومنین اور خلیفہ اول منتخب ہوئے۔ دورانِ خلافت آپ نے نہایت تحمل اور بردباری سے تمام مسائل کو سلجھایا۔ حبش اسامہ کی روانگی۔ فتنہ ارتداد کا کچلنا۔ سرکش اور باغی قبائل پر قابو پایا۔ منکرین زکوٰۃ سے نپٹنا۔ مسیہ کذاب کا استیصال، آپ کے عظیم الشان کارنامے ہیں۔ آپ ہی کی تبلیغ سے حضرت عثمان ذوالنورینؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ جو عشرہ مبشرہ میں تھے، ایمان لائے۔

آپ کے عہدِ خلافت میں مسلمانوں نے جزیرہ عرب سے نکل کر بحرین، عمان، یمن، حضر موت، حیرہ، دومتہ الجندل، کندہ وغیرہ تک فتوحات کیں قیصر روم کو سفارت بھیجی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ پھر فرمایا ہم نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے مگر ابوبکر کا احسان ایسا ہے کہ اس کا بدلہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہی دے گا پھر فرمایا

مجھے ابوبکر مردوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

آپ کا نظام حکومت مثالی تھا۔ پوری مملکت کو مختلف صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور ان کے لیے علیحدہ علیحدہ حاکم مقرر کیے۔ ریاست کی آمدنی اور مصارف پر آپ کا مکمل کنٹرول تھا۔ بیت المال کا قیام۔ فوج کی تشکیل نو۔ قرآن پاک کا کچا کرنا۔ تعزیرات اور حدود قائم کرنا۔ آپ کے بے شمار کارنامے ہیں

آپ کو ان باتوں پر اولیات حاصل ہے۔

۱۔ مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔

۲۔ قرآن پاک کو سب سے پہلے آپ نے جمع کرایا۔

۳۔ قرآن پاک کا سب سے پہلے آپ نے نام مصحف رکھا۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنی حیات میں امام مقرر فرمایا

اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

۵۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو امیر حجاج

مقرر فرمایا۔

۶۔ آپ پہلے امیر المؤمنین ہیں۔

۷۔ اسلام میں سب سے پہلے مسجد آپ ہی کے تعاون سے تعمیر ہوئی۔

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے آپ کو دوزخ سے

نجات کی خوشخبری سنائی۔

۹۔ ہجرت کرنیوالوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ ہی تھے۔

۱۰۔ آپ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔

۱۱۔ قرآن مجید میں آپ کے فضائل پر آیات ہیں

۱۲۔ آپ افضل الشریعہ الانبیاء ہیں۔

آپ نے چار نکاح کیے۔ ۱۔ قتیلہ بنت عبد العزیٰ ۲۔ اُمّ رومان ۳۔ حضرت
اسماء بنت عمیس اور ۴۔ حضرت حبیبہ بنت فارجه۔ اولاد میں حضرت اُمّ رومان
کے بطن سے حضرت عبد الرحمن۔ حضرت اسماء کے بطن سے حضرت محمد بن ابوبکر تولد
ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت عبد الرحمن کی حقیقی ہمیشہ بہن تھیں۔ جواز و زوجہ رسالت
میں ایک نہایت اونچا مقام رکھتی تھیں۔

آپ کا وصال ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۲؎ مطابق ۶۳۲ء ۶۳؎ عمر ۶۳ سال مدینہ
منورہ میں ہوا۔ حضرت اسماء بنت عمیس نے غسل دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی
نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت
عبد الرحمن بن ابوبکرؓ نے قبر میں اتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقد
منور کے پہلو میں لٹا دیا کہ آپ کا سراقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
شانہ مبارک تک آتا ہے۔ ترجمان حقیقت علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

اَنّ امن الناس بر مولائے ما اَنّ کلیم اول سینائے ما
ہمت او کشت ملت را چو بر ثانی اسلام و فار و بدر و قبر
حضرت سلیمان فارسی نے آپ سے ہی اخذ فیض کیا اور اس سے آگے
سلسلہ چلا۔



حضرت سلیمان فارسی

آپ کا نسب اصفہان کے خاندان آب الملک سے ملتا ہے آپ کے والد آتش پرست تھے۔ پہلے آپ دین مجوس سے بیزار ہو کر دین موسوی میں داخل ہوئے پھر اس کو چھوڑ کر نصاریٰ مذہب اختیار کر لیا اور روم و شام میں رہبان نصاریٰ کی خدمت میں رہے اور اس راہ میں سخت تکالیف برداشت کیں۔ تقریباً دس مرتبہ نوبت بہ نوبت فروخت ہوئے۔ آپ کا مجوسی نام مابہ تھا مدینہ میں ایک شخص نے غلامی کا بہتان لگا کر گرفتار کر لیا اور نبی قرظیہ کے ایک یہودی نے خرید لیا اور پھر شہ میں یہودی کی غلامی سے بھی نجات ملی۔

اسلام میں داخل ہونے کا واقعہ اس طرح ہے آخر رامہب جس کے پاس آپ تھے مرنے لگا تو اس نے آپ کو بشارت دی کہ مدینہ میں پیغمبر آخر الزما کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے تو ان کا دین اختیار کرنا۔ چنانچہ رامہب مذکور کے مرنے کے بعد آپ نے مدینہ کی راہ لی۔ ہجرت کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا آپ کا نام سلیمان رکھا گیا۔ غزوہ خندق میں آپ ہی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی۔ مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے مال میں برکت دی اور آپ نے وہاں کھجوروں کا ایک باغ لگایا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

دست مبارک سے کھجوروں کا ایک پودا موجود ہے جو پھل دے رہا ہے۔
 آپ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے شرف بیعت تھا آپ اصحابِ صفہ میں شامل تھے
 دن رات کا بیشتر حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور خدمت میں ہی بسر ہوتا
 تھا۔ جس سے آپ نے علومِ دینی و معارف کا ثمریہ حاصل کیا اور آپ کے خصوصی مقرب
 بنے۔ آپ کی شان میں ایک حدیث بھی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا۔ کہ ”سیمان رضی اللہ عنہ ہمارے اہل بیت سے ہے“
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ سیمان علم و حکمت میں لقمان حکیم کا
 ہم پڑ ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ مدائن کے گورنر تعینات
 کیے گئے۔

مصنف ”طبقات الصوفیہ“ علامہ عبدالوہاب شمرانی لکھتے ہیں کہ جب آپ کا
 وظیفہ آتا تھا تو اس کو کھڑے کھڑے خیرات کر دیتے تھے اور خود مزدوری کر کے
 کھاتے تھے۔ گورنری کے دوران آپ کو پانچ ہزار درہم سالانہ ملتے تھے پہلے کوئی
 مکان نہ تھا جب مکان بنایا تو اس کی یہ حالت تھی کہ کھڑے سوں تو سر چھپت کو جا
 لگتا تھا۔ بعض لوگ مزدور سمجھ کر سامان بھی اٹھوا لیتے اور معلوم ہونے پر معذرت کتے
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سابقین چار ہیں۔

میں سابق عرب سوں

صہیب سابق روم

سیمان سابق فارس

اور بلال سابق حبشہ

آپ فرماتے ہیں :- تعجب ہے طالب دنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے اور تعجب ہے اس غافل پر جس کو فراموش نہیں کیا گیا اور تعجب ہے اس ہنسنے والے پر جو یہ نہیں جانتا کہ اس کا پروردگار اس سے راضی ہے یا ناخوش۔

آپ کی وفات ۱۰ رجب ۳۳ھ مطابق ۶۵۳ء مدائن میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی تجہیز و تکفین کے فرائض انجام دیئے لکھا ہے کہ آپ کی عمر اڑھائی سو سال کی تھی۔ بوقت وفات یہ آواز آرہی تھی۔
 السلام علیک یا ولی اللہ۔ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ
 ان کی زوجہ فرماتی ہیں۔ کہ آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔



حضرت قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امیر المؤمنین خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد
کے فرزند ارجمند تھے۔ نام قاسم اور کنیت حضرت سالم بن عبید اللہ بن عمر اور
حضرت امام زین العابدین آپ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ کسنی میں ہی آپ کے والد کا
انتقال ہو گیا تھا اس لیے آپ کی پرورش و تربیت آپ کی پھوپھی ام المؤمنین حضرت
عائشہ صدیقہؓ کی۔

باطنی علوم کی تکمیل آپ نے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کی۔ آپ
زبردست فقیہ تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ اگر خلافت کا معاملہ میرے
اختیار میں ہوتا تو میں حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد کرتا۔
اور ان کو خلیفہ بناتا۔ حضرت ابن عباس۔ حضرت ابن عمر اور حضرت ابوسریہ رضی اللہ
عنہم سے علم حدیث پڑھا۔ اور اس طرح آپ ایک نامور محدث تسلیم کیے جانے لگے۔
آپ کی والدہ شاہ فارس یزدجرد کی لڑکی تھی جو حضرت محمد بن صدیق اکبر کے
نکاح میں آئی۔

آپ مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے تھے کثرت صحابہ کرام سے آپ نے روایت
کی۔ جلیل القدر تابعین میں سے تھے۔ زیاد کی روایت ہے کہ آپ ایک متجرب عالم تھے۔
آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے آئمہ حدیث تھے جن میں عبدالرحمن بن قاسم۔

امام شافعیؒ - سالم بن عبداللہ بن عمر - یحییٰ بن سعد انصاری - امام زہریؒ - عبید اللہ بن عمر - مالک بن دینار - قافح مولیٰ ابن عمر - سعید بن ابی ملکہ ایوب - ابن عون - وغیرہ نہایت ممتاز و محترم شخصیات تھیں - یحییٰ بن معاذ کا کہنا ہے کہ ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کو حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت دے سکیں حضرت عمر بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے - اگر امیر خلافت میرے اختیار میں ہوتا تو میں قاسم کے سپرد کرتا -

مسجد نبوی میں آپ کا خاص حلقہ درس تھا - یہ جگہ روضہ نبویؐ اور منبر نبویؐ کے درمیان تھی - جس پر بعد ازاں حضرت امام مالکؒ کی مسند درس بچھی تھی - آپ امام زمانہ اور کیتائے عصر تھے -

آپ کی وفات ۱۴ جمادی الاول ۱۶۶ھ مطابق ۱۶۶ء میں ہوئی - عمر پاک ۷۰ سال ہوئی - وفات مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام قدید میں ہوئی - اور مثل میں دفن ہوئے جو قدید سے تین میل کے فاصلے پر ہے -



حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

اسم گرامی جعفر۔ کنیت ابو عبد اللہ اور لقب صادق ہے آپ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی والدہ مکرمہ حضرت ام قزوہ رضی اللہ عنہا حضرت قاسم بن محمد بن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم خلیفہ اول کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۸ رمضان المبارک ۶۰ھ مطابق ۶۹۹ء مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی نانی حضرت اسماء بنت عبد الرحمن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔

باطنی علوم کی تحصیل و تکمیل آپ نے اپنے نانا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سے کی۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درپہی اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ تبع تابعین میں سے تھے۔ علم حدیث آپ نے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرت قاسم بن محمد۔ امام زہریؒ۔ امام نافعؒ۔ محمد بن منکدر۔ عبید اللہ بن ابی رافعؒ عطا غزوہ وغیرہ سے پڑھا اور تکمیل کی۔

آپ اہل بیت کے چھٹے امام ہیں اور آپ کی امامت و سیادت متفق علیہ ہے۔ تعظیم رسول میں بڑا بلند مقام تھا۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا۔ تو رنگ زرد ہو جاتا آپ نے حدیث کبھی بے وضو نہ فرمائی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام کا نسب صوری اور معنوی حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ عمرو بن ابی اعقلام کا قول ہے کہ میں جس وقت امام جعفر صادقؑ کو دیکھتا ہوں معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ خاندانِ نبوت سے ہیں۔

اہل بیت کرام میں آپ بے نظیر و بے عدیل تھے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل بیت میں سے آپ سے بڑھ کر کوئی نقیبہ نہیں دیکھا۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ آپ حفاظ حدیث میں سے تھے۔ حضرت سید علی بن عثمان جویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری لکھتے ہیں کہ آپ ارباب مشاہدہ کبریاں، اولاد نبی کے امام اور مرگزیدہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

سناوت آپ پر ختم تھی فرمایا کرتے تھے کہ علمائے شریعت پیغمبروں کے امین ہیں جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔ سناوت کا یہ عالم تھا کہ اوروں کو اتنا کھلاتے کہ اپنے اہل و عیال کے لیے کچھ باقی نہ رہتا۔ آپ کے تلامذہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سفیان ثوری، حضرت ابن جریر، حضرت سفیان بن عیینہ، حضرت ابو عاصم، حضرت شعبہ وغیرہ آئمہ کرام تھے اور انہوں نے آپ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں حضرت امام محمد مالکؑ ایک مدت تک آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے رہے ہیں۔ کشف و کرامات بے شمار ہیں۔

آپ کا قیام سرزمین عراق میں کافی عرصہ رہا۔ حضرت داؤد طائی کئی مرتبہ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر قبضیاب ہوئے۔ خلیفہ منصور عباسی آپ کی عظمت کا بے حد معترف تھا۔

آپ کا وصال ۱۵ رجب المرجب ۱۲۸ھ مطابق ۶۵۰ھ عجم ۸ سال مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور جنت البقیع میں قبۃ اہل بیت کرام میں مدفون ہوئے اس قبۃ میں حضرت امام جعفر صادقؑ، حضرت امام زین العابدینؑ اور حضرت امام حسنؑ آرام فرما ہیں۔



سُلطانُ العارفين

حضرت بايزيد بسطاميؒ

آپ کا اسم گرامی طيفور بن عيسى بن آدم بن شروسان تھا۔ کنيت ابو يزيد اور لقب سلطان العارفين تھا آپ کے دادا پہلے آتش پرست تھے پھر اسلام لے آئے۔ ولادت ۲۶ھ مطابق ۶۳ء میں ہوئی آپ نے اپنی والدہ کی بہت خدمت کی تھی جس کی وجہ سے آپ کو بلند مراتب ملے۔

آپ کو حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے اسی نسبت تھی۔ شيخ فرید الدین عطار لکھتے ہیں کہ آپ نے ایک سو تیرہ مشائخ سے استفادہ کیا تھا جب آپ حج کے لیے تشریف لے گئے تو آپ نے یہ سفر بارہ سال میں اس طرح طے کیا کہ ہر قدم پر دو رکعت نماز ادا فرماتے رہے۔ حضرت شفيق بلخي اور حضرت ابو حفص سجیسی سے آپ کی ملاقاتیں تھیں۔ حضرت شيخ ابو سعید ابوالخیر بھی آپ کی ملاقات کو آئے تھے۔

ریاضات و مجاہدات میں آپ بے نظیر و بے عدیل تھے جب بسطام سے باہر نکلے تو تیس سال تک جنگلوں، ویرانوں اور بیابانوں میں مجاہدات میں مصروف عمل رہے حضرت داتا گنج بخش صاحب "کشف المحجوب" لکھتے ہیں کہ آپ بسطام کی آبادی میں فر دال فرید تھے۔ حضرت جنید بغدادی فرمایا کرتے تھے کہ "راہ توحید کے سالکوں کی انتہاء بايزيد کی ابتداء کے برابر ہے" پھر فرمایا "بايزيد ہماری جماعت میں ایسے ہیں، جیسے جبرئیل علیہ السلام فرشتوں میں۔"

جب حج سے واپس آئے تو پھر اگلے سال مدینہ منورہ کی بیعت سے احرام باندھ کر دیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دی۔ گویا آپ کے کمال ادب نے گوارا نہ کیا کہ زیارت مدینہ منورہ کو حج کے تابع رکھا جائے اتباع سنت کا یہ عالم تھا کہ سنت کی تحقیق نہ ہو سکنے کی بناء پر خر بوزہ نہ کھایا۔ زبد و ورع کے مالک اور ولایت کے ایک مدعی کو کعبہ شریف کی طرف بھٹکتے دیکھا تو اس سے ملے بغیر واپس آگئے۔

آپ کے ارشادات و فرمودات بے شمار ہیں۔ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نعمتوں سے سرفراز کیا۔ تاکہ ان کے باعث وہ اپنے رب کی طرف راغب ہوں مگر وہ ان کے سبب سے غافل ہو گئے۔

آپ کی وفات ۱۵ شعبان المعظم ۲۶۱ھ مطابق ۸۶۴ء کو بعمر ۴۴ سال بسطام میں ہوئی۔ اور وہیں مزار پر انوار بنا۔ اور بعض نے ۲۳۴ھ مطابق ۸۴۹ء تحریر کی ہے۔

آپ کے بعد یہ سلسلہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی کی وساطت سے چلا۔



حضرت ابوالحسن خرقانی

اسم گرامی علی بن جعفر اور کنیت ابوالحسن ہے۔

آپ کو تصوف میں حضرت خواجہ بایزید بسطامی اویسیت حاصل تھی۔ آپ عشاء کی نماز خرقان میں باجماعت ادا کرتے اور پھر حضرت بایزید بسطامی کے مزار اقدس پر حاضری دیتے۔ اور نماز صبح اس وضو سے خرقان واپس آکر ادا کرتے۔ واپسی میں یہ استہمام تھا کہ روضہ شریف کی طرف پیٹھ نہ ہو۔ بارہ برس کے بعد حضرت بایزید بسطامی نے کامیابی کی خبر سنائی تو تمام علوم ظاہری و باطنی آپ پر منکشف ہو گئے۔ آپ نے چالیس سال تک سرتکیہ پر نہیں رکھا۔ اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔

لکھا ہے کہ آپ کے پاس ایک باغ تھا ایک بار جو آپ نے اسے کھودا تو اس میں سے چاندی نکلی۔ دوسری بار کھودا تو سونا ملا تیسری بار مہرے اور جواہرات ملے۔ تب آپ نے کہا۔ کہ اے بار اہلہا، فقیر ابوالحسن کو ان چیزوں سے کوئی سروکار نہیں ہے اپنے عشق کے سوا بچے اور کوئی چیز عطا نہ فرما۔ ہمیشہ ریاضت و مجاہدہ میں مشغول اور حضور و مشاہدہ میں مستغرق رہتے تھے۔

حضرت خواجہ فرید الدین عطار نے اپنی تالیف ”تذکرۃ الاولیاء“ میں لکھا ہے کہ آپ سلطان المشائخ اور قطب الاوتاد تھے۔ وقت کے ابدال تھے صاحب کشف المحجوب حضرت سید علی بن عثمان سجوریری المعروف بہ داتا گنج بخش لکھتے ہیں کہ آپ اجلہ مشائخ میں سے

تھے۔ حضرت شیخ ابوالعباس قصاب نے فرمایا تھا کہ ہمارے بعد ہمارا بازار خسرقانی
سنجھالیں گے۔

حضرت شیخ ابوعلی سینا آپ کی زیارت کے لیے خرقان حاضر ہوئے تھے۔ اور حضرت
شیخ ابوسعید بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ نقل ہے کہ آپ کے پیر و مرشد
حضرت بایزید بسطامی جب دہستان میں شہیدوں کے مزارات کی زیارت کے لیے
جاتے تو راستے میں خرقان میں ٹھہرتے اور سانس ادھر کھینچ کر فرماتے۔ چوروں کے اس
گاؤں میں ایک مرد کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ جس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن ہوگی
اور مجھ سے تین درجے بڑھ کر ہوگا۔ جو اہل وعیال کے ساتھ رہے گا۔ کھیتی باڑی کریگا
درخت لگائے گا۔ حضرت مولانا روم نے اس طرح کی پیش گوئی کی تھی اور مشنوی میں
اس کو نہایت دلچسپ پیرایہ میں منظم کیا ہے۔

سلطان محمود غزنوی کو آپ سے بے حد عقیدت و ارادت تھی۔ اور وہ آپ کی
خدمت اقدس میں اکثر و بیشتر حاضر ہوا کرتا تھا۔ سلطان نے آپ کی ہی دعا و برکت سے
سومناٹ کا معرکہ سر کیا تھا یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان پر سلطان محمود غزنوی کے
حملے شروع ہو چکے تھے۔
فرمایا کرتے تھے۔

۱۔ صدق یہ ہے کہ (انسان) دل سے بات کہے یعنی وہ بات کہے جو
اس کے دل میں ہو۔

۲۔ جو کچھ تو خدا کے لیے کرتا ہے، خالص ہے اور جو کچھ بندوں کے لیے کرتا ہے
ریا ہے۔

۳۔ تمام مسلمان نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، لیکن مرد وہ ہے کہ ساٹھ
سال اس پر گزر جائیں مگر فرشتہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی چیز نہ لکھے

کہ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ سے شرمندہ ہونا پڑے اور دہ حق کو ایک لمحہ فراموش نہ کرے۔

آپ کی وفات ۱۵ رمضان المبارک ۱۲۲۵ھ مطابق ۲۳ مارچ خرقان میں ہوئی جو کہ بستہ م کے مشافعات میں ایک پہاڑی علاقے کے گاؤں کا نام ہے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر بہت گہری کھودنا۔ تاکہ یہ لاش میرے پیروں کے جسد مبارک سے پہنچی رہے۔ عمر پاک ۷۲ سال ہوئی۔ قبر شریف ۲۰ گز گہری کھودی گئی تھی۔



حضرت خواجہ ابو علی فارسی

اسم گرامی فضل محمد بن علی کنیت ابو علی اور وطن فارمد جو مضافات طوس کا ایک گاؤں ہے آپ کی ولادت ۴۳۲ھ مطابق ۱۰۴۲ء میں ہوئی۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت و خلافت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی سے ہے۔ نیز حضرت ابوالقاسم گورگانی طوسی سے بھی بیعت تھی۔ جن سے آپ کو شرف خلافت و دامادی بھی حاصل تھا۔

نوجوانی کے عالم میں مروجہ علوم و فنون کی تکمیل کے لیے نیشاپور گئے۔ اور حضرت شیخ ابوسعید الوائلی کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر فیضان پایا۔ ازاں بعد حضرت امام ابوالقاسم قشیری سے بھی فیوض و برکات حاصل کیے۔

مصنف رسالہ قشیریہ حضرت امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری متوفی

۴۶۵ھ مطابق ۱۰۷۳ء لکھے ہیں کہ آپ وعظ میں منقر و انداز کے مالک تھے جو بات کرتے دلوں میں اتر جاتی۔ مجاہدات و ریاضات میں بے مثل تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحمان جامی اور حضرت امام ابوالقاسم قشیری نے ”نہات الانس“ اور ”رسالہ قشیریہ“ میں آپ کی بہت تعریف کی ہے اپنے زمانہ میں مشائخ کے پیشوا اور قطب رشت تھے۔ خراسان، عراق اور آذربائیجان کے ہزار ہا افراد نے آپ کی متابعت میں شریعت حنہ پر چلنے کی سعادت حاصل کی۔

صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے زہد و ورع اور تلعین و ارشاد میں کیتائے زمانہ تھے اپنے پر تاثیر و معظی وجہ سے امرائے دربار بالخصوص نظام الملک کے ماں بید مقبولیت تھی کہتے ہیں کہ جو کچھ ملتا تھا وہ صوفیائے کرام پر صرف کر دیتے تھے۔
صوفیائے کرام اور غرباء کے مرجع اور لسان الوقت تھے۔

صاحبزادگان میں ابوالحسن علی۔ ابوالفضل محمد اور ابو بکر عبدالواحد تھے جو سب معتبر نام تھے۔

خلفائے کرام میں حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی اور حجتہ الاسلام حضرت امام غزالی بہت مشہور ہیں۔

آپ کی وفات ۱۱۵۱ھ مطابق ۱۱۶۱ھ عیسوی میں ہوئی۔ اور وہیں مزار منور بنا
عمر شریف ۷۰ سال بتائی جاتی ہے اس وقت ہندوستان کا بادشاہ ارسلان سلطان الدولہ
غزنوی تھا۔ صاحب "سینۃ الاولیاء" نے تاریخ وفات ۱۱۶۱ھ لکھی ہے۔ آپ کے
خلیفہ اعظم حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی سے آپ کا سلسلہ بڑھا۔



حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی

آپ کا نام یوسف اور کنیت ابو یعقوب ہے ولادت ۳۴۰ھ مطابق ۹۵۸ء میں ہوئی والد ماجد کا نام ایوب تھا۔ اصل وطن ہمدان ہے۔ تحصیل علم شیخ ابواسحاق شیرازی سے کیا۔ آپ نے شیخ عبداللہ جوینی اور شیخ حسن سمنانی سے بھی فیض پایا۔ بیعت و خلافت آپ نے حضرت شیخ ابوملی فارمدی سے حاصل کی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے خراسان، عراق، سمرقند، بخارا، بغداد اور اصفہان وغیرہ کے بہت سے بزرگوں سے استفادہ کیا اور مروریہ علوم کی تحصیل کے علاوہ علم حدیث کی بھی تکمیل کی۔ حنفی المذہب تھے۔

آپ کی مجلس میں شیوخ زمانہ حاضر ہا کرتے تھے۔ حضرت سید معین الدین چشتی اجمیری بھی آپ کی خدمت اقدس میں چھ ماہ رہے تھے۔ جب آپ بغداد شریف گئے تو حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی کی محافل اور مجالس میں شرکت کی تھی اور وہ آپ کی بہت تعریف فرماتے تھے۔

اپنے زمانہ کے مجدد اور غوث تھے۔ ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ سجادہ نشینی پر متمکن رہے۔ کافی مدت مرو میں بھی قیام پذیر رہے۔ صاحب ”نعمات الانس“ آپ کو عارف ربانی لکھتا ہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ تم اللہ تعالیٰ سے صحبت رکھو اور اگر یہ میسر نہ آئے تو اس

شخص کے ساتھ محبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔
 تصنیفات میں منازل السائکین، منازل السائرین اور زینت الجیاد بہت
 مشہور ہیں۔

خاندانے کرام میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی، حضرت خواجہ حسن انداقی،
 حضرت خواجہ عبداللہ برقی اور حضرت خواجہ احمد لیسوی بہت ممتاز ہیں۔

آپ کی وفات ۲۰ رجب المرجب ۵۳۵ھ مطابق سن ۱۱۴۰ء بمصر ۹۵ سال مرو
 میں ہوئی اور وہیں مزار پر انوار بنا۔ ان دنوں ہندوستان پر بہرام شاہ یمن الدولہ
 غزنوی حکمران تھا۔

سلسلہ نقشبندیہ آپ کے بعد حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے بڑھا۔



حضرت خواجہ عبدالخالق مجددوانی

اسم گرامی عبدالخالق اور لقب خواجہ جہاں تھا۔ والد ماجد امام عبدالجلیل حضرت امام مالک صاحب موطا کی اولاد امجاد میں سے تھے۔ ولادت مجددوان جو مضافات بنجارا میں ایک بڑا شہر ہے، ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ سلطان روم کی نسل سے تھیں۔ تفسیر آپ نے مولانا صدرالدین سے پڑھی۔ آپ کا مولا مسکن مجددوان بنجارا سے چھ فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ آپ کے والد حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت و خلافت حضرت خواجہ ابو یوسف مجددوانی سے تھی جب حضرت مجددانی بخارا الشریف فرما ہوئے تو ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر خلافت حاصل کی۔ اس وقت آپ کی عمر بائیس سال کی تھی۔

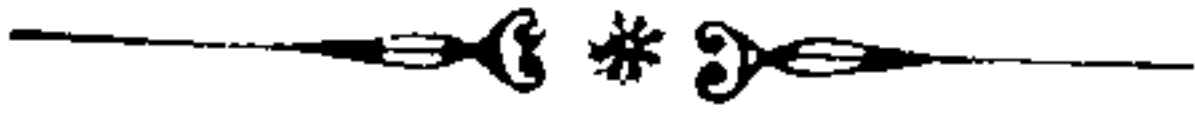
آپ نے دنیائے اسلام کی کافی سیر و سیاحت کی۔ جب شام گئے تو وہاں ایک نہایت عالیشان خانقاہ تعمیر کرائی۔ لیکن مقیم مجددوان میں ہی رہے آپ سے بے شمار خوارق و کرامات ظہور پذیر ہوئی۔ حج کی سعادت سے بھی مشرف ہوئے۔ آٹھ کلمات جو خواجگان نقشبند کے طریق عمل کو ظاہر کرتے ہیں انہی سے راجح ہوئے ہیں۔

۱۔ ہوش دروم ۲۔ نظر بر قدم ۳۔ سفر زرخن بہ صوت درانجن
۵۔ یاد کرد ۶۔ بازگشت ۷۔ نگہداشت ۸۔ یادداشت
آپ کے خلفاء میں حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری۔ حضرت خواجہ ابو یوسف مجددوانی۔

حضرت خواجہ احمد صدیق اور حضرت خواجہ سلیمان کرملی بہت مشہور تھے۔ آپ نے ایک وصیت نامہ اپنے خلیفہ و فرزند معنوی حضرت خواجہ اولیائے کبیر کے لیے لکھا تھا آپ کی بے شمار کرامات مشہور ہیں۔

آپ کا دسواں ۱۲ ربیع الاول ۱۰۵۵ھ مطابق ۱۶۹۹ء غجدوان میں ہوا اور مزار منور دہلی بنی بنا اس وقت پنجاب پر غزنوی خاندان کا آخری تاجدار خسرو ملک تاج الدولہ تھا۔ جس کا پایہ تخت اور رہائش نامور تھی۔

آپ سے سلسلہ نقشبندیہ آپ کے سرید خواجہ محمد عارف ریوگری سے آگے بڑھا



حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری

آپ کی ولادت قصبہ ریوگر میں ہوئی۔ جو بخارا سے اٹھارہ میں دور ہے یہ گاؤں
غجدوان سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت و خلافت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے حاصل

تھی۔ ساری عمر ان کی ہی خدمتِ اقدس میں رہے ان کی وفات کے بعد آپ مسند ارشاد
پر بیٹھ کر ہدایتِ خلق میں مصروف رہے۔

تصنیفات میں ایک رسالہ ”عارف نامہ“ ہے جو تصوف کے مضامین پر مشتمل ہے

سرزمین ہرات کے ایک بزرگ قاضی شیخ شمس الدین نے بھی آپ سے ملاقات کی تھی

اور فرمیں دربرکاتِ ناعین کے تھے۔ اس رسالے کا علمی نسخہ موسیٰ زئی خانقار ڈیرہ

اسماعیل خاں کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

خلفائے کرام میں حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی نے بہت شہرت حاصل کی۔

آپ کی وفات یکم شوال ۱۱۶۶ھ مطابق ۱۲۱۶ء ریوگر میں ہوئی اور وہیں مزار پر انوار

نہا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں ہندوستان میں سلطان شمس الدین التمش حکمِ ان تھا۔

آپ کے وصال کے بعد یہ سلسلہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی سے چلا۔



حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ قصبہ انجیر فغنہ میں پیدا ہوئے جو بخارا سے نو میل کے فاصلے پر واقع ہے یہ گاؤں بخارا کے قصبہ امکنہ کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جب موش سنبھالا تو قصبہ امکنہ میں اقامت گزریں ہو کر گلکاری کا پیشہ اختیار کیا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ کی بیعت و خلافت حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری قدس سرہ عالیہ ریو سے مبنی۔ ان کے وصال کے بعد آپ اس گدی کے سجادہ نشین ہوئے۔ نور طالبان حق کی دستگیری کرنے لگے۔ حضرت علامہ علی بن حسین واعظ کاشفی نے اپنی تالیف ”رشتات“ میں آپ کی بہت تعریف کی ہے۔

پہلے دو سال ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۶۰۵ء میں انجیر فغنہ میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے ”سفینۃ الاولیاء“ میں آپ کی تاریخ وفات ۱۰۱۶ھ درج ہے۔ آپ کے وصال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ عزیزان گلی رامینی سے آگے بڑھا۔



حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی

نام علی اور لقب عزیزان تھا چونکہ آپ اپنے نفس کو عزیزان کہا کرتے تھے۔ اس لیے عزیزان کے لقب سے معروف ہوئے۔ پیدائش قصبہ رامتین کی ہے جو بخارا سے دوفرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ ازاں بعد باورد اور پھر خوارزم میں بھی اقامت گزیرے۔

آپ نے بیعت و خلافت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی سے حاصل کی۔ آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت حاصل تھی۔ بعض فرماتے ہیں کہ مولانا جلال الدین رومی کے اس شعر میں آپ ہی طرف اشارہ ہے۔

نہ گرنہ علم حال فوق تال بوسے کے شد
بندہ اغیان بخارا خواجہ نساج را
ترجمہ: یعنی علم حال اگر قال سے بہتر نہ ہوتا تو سرداران بخارا خواجہ نساج
(یا قندہ) کے کب غلام بنتے۔

مولانا جامی نعمات الانس میں لکھتے ہیں کہ رزق حلال کے حصول کے لیے آپ نے

کپڑا بنانے کا پیشہ اپنایا ہوا تھا۔ صاحب کمالات و مقامات بزرگ تھے۔ کشف و

کرامات بے شمار ہیں۔ صاحب ریاضات و مجاہدات بزرگ تھے۔ آپ کی درگاہ میں

ہر روز صبح مزدور آتے تو ان میں سے ایک دو مزدور اپنے مکان میں لے جاتے، اور

فرماتے کہ پورا دنو کرو اور نماز دگر تک با وضو ہمارے پاس رہو اور ذکر کرو۔ بعد ازاں

اپنی مزدوری لے کر چلے جاؤ۔ مزدور بہت خوشی سے ایسا کرتے اور نماز دگر تک آپ کی صحبت میں رہتے۔ اس طرح جو مزدور ایک دفعہ آپ کی خدمت میں گزارتا وہ پھر واپس جانے کا ارادہ نہ کرتا۔ اس طرح آپ کے گرد طالبوں کا ایک بڑا مجمع ہو گیا۔ رسالہ ”عزیزان“ آپ کی تصنیف ہے جس میں ظاہری و باطنی طہارت، فلوت و عزلت، ذکر الہی اور توکل کا بیان ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت شیخ عبدالخالقؒ غجدوانی کے فرزندوں میں سے کوئی ایک بھی اس زمانہ میں ہوتا تو حسین بن مفضلؒ کو تختہ دار پر نہ چڑھایا جاتا۔ یہ مشہور رباعی آپ کی ہے۔

باہر کہ نشتی و نشد جمع دلت وز تو ز امید زحمت آب و گلت
از صحبت دے اگر تیرا نہ کنی ہرگز نکند روح عزیزاں بجلت
(رثمات)

آپ کے خلفاء میں آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ خورد۔ حضرت بابا سماسی۔ حضرت خواجہ محمد یادردی خوارزمی۔ حضرت خواجہ محمد صالح بلخی۔ حضرت خواجہ محمد کلاہ دوز خوارزمی بہت مشہور ہیں۔ صاحبزادگان میں خواجہ محمد اور خواجہ ابراہیم تھے آپ کے بعد خواجہ ابراہیم سجادہ نشین ہے۔

آپ کی وفات ۲۸ ذی قعدہ ۷۱۸ھ مطابق ۱۳۱۸ء خوارزم ہوئی اور وہیں مزار پر انوار بنا۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو تیس سال کی تھی۔ شہزادہ داراشکوہ قادری نے آپ کی تاریخ وفات ۷۲۱ھ تحریر کی ہے۔
آپ کی وفات کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی سے چلا۔



حضرت خواجہ محمد بابا سماسی

اسم گرامی محمد۔ لقب بابا سماسی اور وطن سماس ہے جو رامپور سے ایک کوس اور بنجارا سے نو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ سماس میں آپ کا ایک باغ تھا جب کبھی آپ تاک کی ایک شاخ کاٹا کرتے تھے تو آپ پر بے خودی طاری ہو جاتی تھی اور وہ اندازہ سے زیادہ کٹ جاتی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ قصبہ مضافات مشہد میں سے ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ نے بیعت و خلافت حضرت خواجہ عزیزان علی رامپوری سے حاصل کی۔

آپ بڑے صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ جذبات اور واردات الہیہ کے غلبہ سے اکثر وارفتگی طاری رہتی تھی۔ حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی کو آپ نے اپنی فرزندگی میں قبول کیا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ جب کبھی آپ کو شک بندوں سے گذرتے تو فرماتے ”اس زمین سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے۔ جلدی ایسا ہوگا کہ کوشک بندوں قصر عارفان بن جائیگا۔ ایک روز آپ اپنے خلیفہ حضرت سید امیر کمال کے مکان سے قصر عارفان کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے فرمایا: کہ وہ خوشبو اب زیادہ ہو گئی ہے اور انھیں آیام میں حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی کی ولادت ہوئی جس کو آپ نے اپنی فرزندگی میں قبول کیا۔

آپ کے خلفائے کرام میں حضرت نواب شمس الدین میر کلال، حضرت محمود سماسی،
حضرت خواجہ صوفی سوخاری اور حضرت مولانا علی دانش مند تھے۔ فرزند حضرت خواجہ
محمود سماسی تھا جس کو خلافت بھی حاصل تھی۔

آپ کی وفات ۱۰ جمادی الثانی ۱۰۵۵ھ مطابق ۱۳۵۲ء موضع سماس میں
ہوئی۔ جہاں آپ کا مزار پُرانوار مرجع خلائق ہے۔ ان ایام میں ہندوستان میں
سultan فیروز شاہ تغلق حکمران تھا۔

سرد نقشبندیہ کا سردار آپ سے حضرت امیر کلال کو تفویض ہو۔



حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال

آپ کا نسب حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ تک منتهی ہوتا ہے۔ ولادت قصبہ سوخار میں ہوئی جو بخارا سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ کاشتکاری بھی کیا کرتے تھے لیکن کوزہ گری میں بھی کمال حاصل تھا۔ بخارا میں کوزہ گر کو کلال کہا جاتا ہے اسی لیے امیر کلال کے لقب سے مشہور زمانہ ہوئے۔

ادائیل عمر کشتی کا شوق تھا۔ ایک دن آپ کشتی میں مصروف تھے کہ ادھر سے حضرت خواجہ محمد بابا سماسی کا گزر ہوا۔ وہ وہاں ٹھہر گئے اور کشتیاں دیکھنے لگے۔ کشتی سے فراغت کے بعد جب حضرت امیر کلال کی نظر حضرت بابا سماسی کے روئے اقدس پر پڑی۔ تو ان کی توجہ نے حضرت امیر کو اپنا بے دام غلام بنا لیا اور اس وقت آپ کے ہمراہ چل دیئے۔ حضرت بابا صاحب نے اپنے گھر پہنچ کر امیر کلال کو طریقہ نقش بندہ کی تلقین فرمائی۔ نیز اپنی فرزندگی میں قبول فرمایا۔ آپ تیس سال تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہے۔ فیوض و برکات حاصل کیے۔ نیز شرف بیعت و خلافت حاصل کیا۔ جب امیر تیمور سمرقند میں مقیم ہوا تو اس نے قاصد کے ذریعے آپ کو بلایا، اور درخواست کی کہ اپنے قدم سمینت لہزم سے اس سرزمین کو مشرف کریں۔ آپ خود تو نہ گئے مگر اپنے صاحبزادے امیر عمر کو بھیج دیا۔ اور اس سے کہا کہ بادشاہ سے جاگیر نہ لینا۔ جب وہاں گیا تو امیر تیمور نے اس کو بخارا کی جاگیر عطا کرنی چاہی۔ مگر اس نے قبول نہ کی۔

امیر حمزہ، امیر شاہ، امیر عم، امیر برہان الدین آپ کے فرزند تھے سب سے
 بڑے صاحبزادے امیر برہان الدین تھے۔ جن کو آپ نے حضرت خواجہ بہاؤ الدینؒ
 نقشبندی کی صحبت میں دے دیا۔

لکھا ہے کہ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء اور بے شمار مرید تھے۔ آپ اپنی زندگی
 کے آخری ایام میں اپنے اصحاب و احباب کو حضرت خواجہ بزرگؒ کی اتباع اور حصول فیض
 کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۱ جمادی الثانی ۷۷۷ھ مطابق سن ۱۳۷۵ء بروز پنجشنبہ نماز فجر
 کے وقت اپنے مقبرہ سوغار میں ہوئی اور وہیں مزار اقدس بنا۔ ان ایام میں ہندوستان کا
 بادشاہ فیروز شاہ تغلق تھا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ آپ سے حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی بخاری کو
 منتقل ہوا۔

www.marfat.com

خواجہ خواجگان حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی

اسم پاک محمد بن محمد بن محمد بناری۔ کنیت بہاؤ الدین اور لقب نقشبند ہے۔ سادات عظام میں حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اجداد سے تھے۔ ولادت باسعادت ۲ محرم الحرام ۴۱۸ھ مطابق ۱۲۱۸ء قمر بہدوان میں جو بخارا سے تین میل کے فاصلے پر ہے ہوئی۔ جب آپ کا درود سعودیہاں ہوا تو اس کو قصر عارفان کہا جانے لگا۔ آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ آپ نے امیر تیمور کا زمانہ پایا ہے۔

حضرت خواجہ محمد بابا ساسی نے بچپن سے ہی آپ کو اپنی فرزندگی میں لے لیا محضا اور تعلیم و تربیت کے لیے آپ کو حضرت سید امیر کلال کے سپرد کر دیا تھا۔ جنہوں نے آپ کو حضرت خواجہ عزیزان علی رامینی کی کلاہ مبارک عنایت فرمائی تھی اور بیعت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کو حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی کی اولیت بھی حاصل ہے۔

کھواب بانی کا پیشہ اپنانے کے باعث آپ نقشبند کہلائے اور اسی نام سے یہ سلسلہ چلا۔ خواجگان نقشبند کے سلسلہ میں حضرت خواجہ محمود انجمیر فغنوی کے وقت سے حضرت سید امیر کلال کے زمانے تک ذکر خفیہ کو ذکر علانیہ کے ساتھ جمع کرتے تھے مگر آپ ذکر خفیہ کیا کرتے تھے۔ اور ذکر علانیہ سے پرہیز کیا کرتے تھے۔ آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت بھی حاصل تھی۔

آپ حنفی المذہب تھے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد تھے

حرمین الشریفین کی زیارتِ مقدسہ سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ نہایت مستغنی المزاج اور زہد و ورع کے مالک تھے۔ تحریر و تقریر میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ نذر و نیاز کی طرف کم توجہ کرتے تھے۔ اور اگر کوئی بدیہ پیش کرتا تو ویسی ہی کوئی چیز اور آپ بدیہ اس کو پیش کرتے۔ اتباعِ سنت کا خاص اہتمام تھا۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء آپ کی صحبت میں حاضر رہا کرتے تھے۔ بخارا کے مولانا حسام الدین اصبہلی۔ مولانا حسام الدین شاشی اور سہرات سے مولانا زین الدین ہراتی اکثر آپ کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ نہایت مستجاب الدعوات اور پیر روشن ضمیر تھے۔ لاتعداد کشف و کرامات آپ سے ظہور پذیر ہوئیں۔ قبل ازیں اس طریقہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے صدیقیہ۔ پھر حضرت بایزید بسطامی کی وجہ سے طیفوریہ۔ اور پھر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی وجہ سے خواجگانہ کہا جاتا تھا۔ کئی بار حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

آپ کا گزارہ زراعت پر تھا۔ ہر سال کچھ جو اور ماش آتے۔ بیچ زمین اور سیلوں سے کام لینے میں بڑی احتیاط کرتے۔ علماء اور درویش جو حاضر خدمت ہوتے ان کو طعام بطور تبرک کھلاتے۔ آپ کے پاس کوئی خادم یا خادمہ نہ تھی۔ ایک دفعہ ملک حسین والی ہرات نے علماء و مشائخ کو دعوت دی۔ آپ بھی اس میں شریک تھے۔ مگر جب کھانا لایا گیا تو آپ نے نہ کھایا اور فرمایا کہ سہرات میں اکثر لوگ اس وقت بھوکے ہیں۔ ان کو کھانا کھلایا جائے اس وقت آپ حضرت شیخ عبداللہ انصاری کی خانقاہ میں فروکش تھے۔ امیر مذکور نے مخالف بھیجے مگر آپ نے وہ بھی قبول نہ فرمائے۔

فرمایا کرتے تھے ا۔ جس شخص نے اللہ کو پہچان لیا اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی

۲۔ دو رویش کیا ہے۔ باہر بے رنگ اور اندر بے جنگ۔

آپ کے خلفائے عظام میں حضرت خواجہ علاؤ الدین عطاریؒ حضرت خواجہ محمد پارساؒ

حضرت خواجہ علاؤ الدین عجدوانیؒ حضرت مولانا یعقوب چرخئیؒ مولانا سیف الدینؒ
مناری۔ شیخ سراج الدین دیرستیؒ حضرت میر سید شریف جرجانیؒ حضرت خواجہ
شاہ مسافر خوارزمیؒ مایہ ناز بزرگان دین تھے۔

آپ کی اولاد میں سے صرف ایک صاحبزادی تھی جس کا نکاح حضرت خواجہ
علاؤ الدین عطارؒ سے ہوا تھا۔

آپ کا وصال ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ مطابق ۱۳۸۸ء بروز دوشنبہ ۱۳ شعبان
سال ہوا۔ سال وفات ”قصر عارفان“ کے اعداد سے نکلا۔ آنجناب نے وصال سے
قبل وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے کے آگے یہ رباعی پڑھی جائے۔

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو

شیئا باللہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما

آفریں بر دست دیر بازوئے تو

آپ کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار کے ارشاد کے مطابق آپ کے
ملفوظات صالح بن مبارک بخاری نے ”عمدة السالکین“ کے نام سے لکھے۔ اس وقت
ہندوستان پر سلطان فیروز شاہ تغلق حکمران تھا۔ آپ کے بعد یہ سلسلہ حضرت
خواجہ علاؤ الدین عطار کے سپرد ہوا۔

لعلیہ السلام

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار

اسم گرامی محمد بن محمد بناری تھا۔ سرزمین خوارزم کے رہنے والے تھے جب آپ کے والد وفات پا گئے تو آپ نے ان کے ترکہ میں سے کوئی چیز قبول نہ کی۔ اور دینی علوم کے حصول کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور بخارا پہنچے وہاں کے ایک مدرسہ میں تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے۔ حضرت خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین نقشبندی نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی۔ اور طالب علمی ہی کی حالت میں اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ نے بیعت و خلافت حضرت بہاؤ الدین نقشبندی سے کی۔ آپ کے پیرومرشد کی آپ پر خصوصی توجہ تھی۔ مجالس میں ان کو اپنے قریب بٹھاتے اور بار بار آپ کی طرف متوجہ ہوتے۔ لوگوں کے استفسار پر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں ان کو اپنے پاس اس لیے بٹھاتا ہوں کہ اس کو بھڑپانہ کھا جائے۔ ان کے نفس کا بھڑپا لگھات میں ہے۔ اس لیے میں ہر لحظہ ان کا حال دریافت کرتا رہتا ہوں۔ چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ کی توجہات عالیہ نے آپ کو مقامات بلند عطا کر دیا۔ نیز انھوں نے اپنی حیات میں ہی بہت سے طالبوں کی تربیت آپ کے سپرد کر دی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ علاؤ الدین نے ہمارا بوجھ ملکا کر دیا ہے۔ سورة المحققین سید شریف جرجانی جو آپ کے اصحاب میں سے تھے فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میں شیخ زین الدین کی

صحبت میں نہ پہنچا۔ رضی سے رہائی نہ پائی اور جب تک حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار کی صحبت سے سرفراز نہ ہوا۔ میں نے خدا کو نہ پہچانا۔

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار سے طریقہ خاص جاری ہوا۔ ان کے طریقہ کو علانیہ کہا جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں اس کا ذکر دفتر اول۔ مکتوب نمبر ۲۹ میں بالتفصیل کیا ہے۔

آپ سے بے شمار کرامات و خوارق ظہور پذیر ہوئے۔ آپ کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی حاضری کی سعادت حاصل تھی۔ حضرت خواجہ بزرگ فرماتے ہیں کہ عطار کو ان کی قبر سے ہر طرف چالیس فرسنگ تک شفاعت کا مرتبہ عطا ہوا ہے فرمایا کرتے تھے کہ صحبت سنت مؤکدہ ہے ہر روز یا ہر دوسرے روز اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے اور ان کے آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے (۱) حضرت خواجہ حسن عطار اور (۲) حضرت خواجہ حسین عطار۔ حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف بہ حضرت ایشان نقشبندی لاہوری حضرت خواجہ حسین عطار کی اولاد امجد میں سے تھے۔ جن کا عالی شان مقبرہ سگم پورہ لاہور میں واقع ہے۔

آپ کی وفات ۲۰ رجب المرجب ۷۸۲ھ مطابق ۱۳۹۹ء بروز چہار شنبہ بوقت عشاء ہوئی اور مزار پر انوار موضع صفائیاں ماورالنہر میں مرجع خلایق ہے یہ وہ زمانہ تھا، جب امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا اور یہاں خاندان تغلق کا دور انحطاط تھا۔ آپ کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت آپ کے مرید حضرت خواجہ

یعقوب چرخنی سے چلا۔



حضرت خواجہ یعقوب چرخنی

آپ کی ولادت باسعادت موضع چرخ نزد غزنی میں ہوئی۔ نام نامی حضرت مولانا یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود غزنوی ہے۔ آپ کے والد ماجد صاحب علم و تصوف بزرگ تھے۔

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے مواضع حصار سے حاصل کی پھر جامع ہرات سے حصول تعلیم کے لیے آپ دربار مصر تک پہنچے۔ چنڈاں بدخشاں رہے اور شیخ زین الدین خوانی کے ساتھ مصر میں مہدرس رہے۔ یہ دونوں حضرات مولانا شہاب الدین سیرامی سے بھی فیض یاب ہوئے تھے۔ فتویٰ کی اجازت آپ نے علمائے بخارا سے حاصل کی۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت حضرت خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین نقشبندی قدس سرہ العزیز سے حاصل تھی۔ سلوک و معرفت کی تکمیل حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار سے کی۔ جس زمانے میں آپ بخارا سے شہر کش (از مواضع اصفہان) پہنچے اور کچھ عرصہ قیام کیا تو وہاں ہی آپ نے اپنے پیرومرشد کے وصال کی خبر سنی جس کی وجہ سے آپ کو بہت قلق ہوا۔ اور کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ عطار کی خدمت میں موضع چغانیاں قیام پذیر رہے۔ ان کی وفات پر آپ چغانیاں سے بلاد حصار میں منتقل ہو گئے اور سلسلہ کی نشر و اشاعت میں مصروف عمل ہو گئے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی نے آپ کو اپنا کماہ مبارک بھی عطا کیا تھا جو تمام عمر آپ کے پاس رہا۔

سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں آپ نے بہت کام کیا۔ بیشمار لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کیے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی سے اپنی بیعت کا حال خود بیان کرتے ہیں۔
 ”میں شام کے وقت فتح آباد میں جو اس فقیر کا مسکن تھا۔ شیخ عالم سدید الحق
 والدین باختری کے مزار کی طرف متوجہ بیٹھا تھا۔ کہ اچانک اللہ تعالیٰ کی بقولیت کا قصد
 آپہنچا اور مجھ میں بے قراری پیدا ہوئی۔

میں نے حضرت خواجہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا قصد کیا۔ جب میں
 موضع کوشک ہندواں (قصر مارفاں) میں جو آپ کی قیام گاہ تھی، پہنچا تو حضرت خواجہ
 خواجگان کوراستے میں منتظر پایا۔ آپ لطف و احسان سے پیش آئے اور نماز شام کے
 بعد صحبت کا شرف بخشا۔ آپ کی بیعت مجھ پر اس قدر غالب ہوئی کہ دیکھنے کی مجال نہ
 ہوئی۔ آپ نے فرمایا علم دو ہیں۔ ایک قلب کا علم جو نبیوں اور رسولوں کا علم ہے
 دوسرا زبان کا علم جو بنی آدم کا حصہ ہے امید ہے علم باطن تجھے ملے گا۔“

بیعت کی اور کچھ عرصہ آپ کی خدمت اقدس میں فیوض و برکات حاصل کرتا رہا۔
 تالیفات میں ”رسالہ النسیہ“ آپ کی ایک معروف تصنیف ہے جو مولف کے اپنے
 پیرومرشد شہنشاہ نقشبند حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی کے ملفوظات پر مشتمل ہے
 اس میں فاضل مؤلف نے حضرت خواجہ نقشبند کے ملفوظات کے علاوہ آپ کے مناقب
 دوامی و صنویٰ کی فضیلت۔ نقلی نمازیں۔ ذکر خفی (خصوصی طریقہ سلسلہ نقشبندیہ)
 اور ان فوائد کو بھی بیان فرمایا ہے۔ جو آپ نے حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار سے
 حاصل کیے۔ علاوہ بریں رسالہ جالیہ۔ مائیمہ۔ روائح۔ حورائیمہ۔ شرح رباعی ابو سعید
 ابوالخیر۔ شرح اسماء الحسنیٰ اور ابدالیہ بھی آپ کی تصانیف میں شامل ہیں۔

آپ کی وفات ۵ صفر المظفر ۸۵۱ھ مطابق ۱۲۲۷ء کو ہجرت ۸۹ سال بمقام ملفون

یا (ملفوظ) مضافات حصار شادمان ماورالنہر میں سوئی اور وہیں مزار پُر انوار بنا۔ ان
 ایام میں ہندوستان پر علاؤ الدین سادات خاندان کی بادشاہت تھی۔ شہزادہ داراشکوہ
 قادری مصنف سفینۃ الاولیاء نے آپ کے مزار اقدس پر حاضری دی تھی۔

آپ کے خلفائے کرام میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے بہت مقام حاصل
 کیا اور ان سے مشائخ نقشبند کا سلسلہ چلا۔

حضرت خواجہ یعقوب چرخنی کی قرآن پاک کی تفسیر جو آخری دو پاروں پر مشتمل
 ہے۔ دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور میں "تفسیر چرخنی" کے نام سے موجود ہے
 اس فارسی مخطوطہ کے ۲۴۶ صفحات ہیں۔ اس کا ایک اور قلمی نسخہ "نوادرات علمیہ"
 ایک کیمیل پور میں موجود ہے۔ حضرت یعقوب چرخنی کی یہ تفسیر مشائخ نقشبند میں
 بڑی ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔



حضرت خواجہ عبید اللہ احرار

اسم گرامی عبید اللہ۔ لقب ناصر الدین اور احرار ہے۔ ولادت ماہ رمضان المبارک ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۰۳ء میں تاشقند (باغستان) میں ہوئی۔ والد ماجد کا اسم گرامی خواجہ محمود بن شہاب الدین شاشی تھا۔ جن کا شمار بزرگان دین میں ہوتا ہے اور اہل عمر سے ہی آپ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے۔

حصولِ علم کے لیے آپ نے سمرقند سے بخارا تک کا بھی سفر اختیار کیا۔ خراسان بہارت وغیرہ مقامات پر بھی گئے کافی عرصہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار کی خدمتِ اقدس میں رہے۔ اور ساتھ ساتھ دیگر شیوخِ زمانہ سے بھی استفادہ کرتے رہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں انھیں سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ پھر تکمیل سلوک حضرت خواجہ یعقوب چرخچی سے کی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگان میں ایک نہایت اہم مقام حاصل کیا۔ حضرت مولانا نظام الدین خلیفہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار سے بھی استفادہ کرتے رہے۔ سمرقند میں حضرت سید قاسم تبریزی کی صحبت سے بھی مشرف ہوئے۔

آپ اپنے زمانہ کے قطب الاقطاب۔ صاحب کرامات، کبریٰ اور ولی کامل بزرگ تھے اپنے وقت کے مجدد تھے۔ یہاں تک کہ سلطان ابوسعید مرزا والد ظہیر الدین بابر بادشاہ ہندوستان آپ کا مرید ہو گیا۔ آپ کی وجہ سے دین اسلام کو بے حد تقویت نصیب ہوئی۔

آپ کاشت کاری کرتے تھے اور اسی پر گزارن کرتے تھے۔ رزقِ حلال کھاتے تھے آپ کے مقامات بلند اور کرامات ارجمند بے حد و حساب ہیں۔ نہایت امیر کبیر تھے اور شاہانہ ٹھاٹھ سے رہا کرتے تھے۔ گھوڑے باندھنے کی میخیں سونے چاندی کی تھیں لیکن آپ کے زبد و ورع اور پرہیزگاری و تقویٰ میں ذرہ برابر بھی فرق نہ پڑا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میخیں مٹی میں گاڑی جاتی ہیں نہ کہ عارف کے دل میں۔ کئی بادشاہوں نے آپ سے راہِ ہدایت پائی۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ منقر و بندگ ہیں۔ جنہوں نے عام لوگوں کی اصلاح کے علاوہ معصراطین کو اپنے زیر اثر کیا۔ بلکہ خاندانِ تیموریہ کے امیر آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ مرزا بالہ میرزا بن مرزا شاہ رخ بن امیر تیمور ایک لاکھ سپاہ کے ساتھ خراسان سے آکر سمرقند پر حملہ آور ہوا۔ مرزا سلطان ابوسعید مرزا آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر معروض ہوا کہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس کے ساتھ سپاہ کثیر ہے آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کر۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے چنانچہ بعد ازاں ان میں صلح ہو گئی۔

جب سلطان ابوسعید مرزا ۲۵ رجب ۸۶۳ھ بمطابق ۱۴۶۹ء شہید ہو گیا۔ تو

اس کے گیارہ رٹکوں میں چار برس حکومت تھے۔ مرزا الخ بیگ کابل میں۔ مرزا سلطان احمد سمرقند میں۔ مرزا عمر شیخ اندجان و فرغانہ میں۔ مرزا سلطان محمود حصار و قندز و بدخشاں میں۔ مرزا سلطان محمود نے سمرقند کے محاصرے کا ارادہ کیا تو آپ نے اس کو منع فرمایا۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ حملہ کر دیا۔ حضرت کی دعا و برکت سے سخت آندھی آئی اور مرزا سلطان محمود کو شکست ہوئی اور اس کے بھاگنے پر بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔

آپ کے خلفائے کرام میں حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامیؒ۔ حضرت خواجہ محمد زائدؒ۔ حضرت مولانا برہان الدین قتلانیؒ۔ حضرت مولانا ابوسعید اوسیؒ۔ حضرت مولانا خواجہ علی تاشقندیؒ۔ حضرت مولانا محمد قاصیؒ۔ بہت معروف ہیں۔

آپ کی تصانیف میں رسالہ ”انفاس نفیسیہ“ کو ایک خاص مقام حاصل ہے جس میں توبہ، صحبت نا جنس سے اجتناب، نماز پنجگانہ کی باجماعت ادائیگی، معمولات شب بیداری، طریقہ نماز تہجد، دعائے صبح گاہی، نوافل چاشت (اشراق) کی ادائیگی کا طریقہ اور فضائل پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

آپ کا وصال ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ مطابق ۱۴۸۹ء بجم ۹ سال شب شنبہ بمقام سمرقند ہوا۔ آپ کے مزار اقدس پر آپ کی اولاد نے نہایت عالی شان مقبرہ بنایا جو آج بھی مرجع عوام و خواص ہے۔ مزار اقدس محلہ خواجہ کفیر میں ہے ان ایام میں سلطان ابراہیم لودھی ہندوستان پر حکمران تھا۔

آپ کے بعد مشائخ نقشبند کا سلسلہ حضرت خواجہ محمد زاہد قدس سرہ سے چلا۔



حضرت خواجہ محمد زاہدؒ

آبِغَنَاب اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ یعقوب چرخئیؒ کے قرا بتداروں میں سے تھے کچھ آپ کو ان کا نواسہ کہتے ہیں۔ ولادت موضع وحش واقعہ ملک حصار (افغانستان) میں ہوئی۔ اوائل عمر سے ہی نہایت عبادت گزار تھے اور ذکر و اشغال میں مشغول رہا کرتے تھے جب حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے علم و فضل کی شہرت سنی تو ان کی خدمت اقدس میں تم قدم پینچے اور وہاں محلہ والنسرا میں اقامت گزری ہوئے۔ ایک دن صاف ستھرا لباس پہن کر ان کی خدمت میں جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ دوسری طرف حضرت خواجہ احرار کو بھی بذریعہ کشف اس کا علم ہو گیا۔ چنانچہ وہ بھی اونٹ پر سوار ہو کر مع مریدین ان کی طرف روانہ ہوئے جب راستے میں ملاقات ہوئی تو بہت خوش ہوئے اور پھر ان کو شرف بیعت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ کی وفات ربیع الاول ۹۳۶ھ مطابق ۱۵۲۹ء موضع وحش میں ہوئی اور وہیں مزار بنا۔ اس زمانے میں ہندوستان پر ظہیر الدین بابر حکمران تھا۔ آپ کے وصال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ درویش محمدؒ سے چلا۔



حضرت خواجہ درویش محمد

حضرت خواجہ درویش محمد اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد زاہد کے بھانجے تھے جنہوں نے بذاتِ خود انکی تعلیم و تربیت پر مکمل توجہ فرمائی اور علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے زمانہ کر دیا۔ آپ تفسیر حدیث، فقہ اور دیگر علوم کے متبحر عالم تھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد زاہد قدس سرہ العزیز سے شرفِ بیعت و خلافت حاصل کیا۔ بیعت ہونے کے بعد پندرہ سال تک مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے اور یہ حالت تجرید و تقویٰ بے خود و بے خواب بیابانوں اور ویرانوں میں رہا کرتے تھے انھیں ایام میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ دنیاوی شہرت سے بہت ڈرتے تھے اس لیے بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے جب شیخ نور الدین خوانی آئے تو انھوں نے لوگوں کو آپ کے مقالات بلند و ارجمند سے آگاہ کیا۔

آپ کی وفات ۱۹ محرم الحرام ۱۰۹۶ھ مطابق ۱۵۶۲ء میں بروز پنج شنبہ موضع اسقرار متصل شہر سبز ماوراء النہر میں ہوئی اور وہیں مزار اقدس بنا۔

آپ کے وصال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت مولانا خواجگی محمد امکنگی سے چلا۔

حضرت مولانا خواجگی اکنکی

اسم مبارک محمد تھا۔ والد ماجد حضرت مولانا درویش محمد تھے چونکہ رہائش موضع اکنہ (من مضافات) بخارا تھی اس لیے اکنکی کہلائے سلسلہ مالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد مکرم سے بیعت و خلافت پائی اور تیس سال تک مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۸ء مطابق ۱۵۱۲ھ میں ہوئی۔ تمام عمر درس و تدریس اور سلسلہ کے فروغ میں بسر کی اپنے حالات کے اخفاء میں کوشاں رہتے تھے نہایت متواضع قسم کے بزرگ تھے۔ مہانوں کی خدمت گزاری میں کوئی فروگزاشت نہ اٹھارکھتے بلکہ خود ان کی اور ان کی سواروں کی نگہداشت کرتے تھے۔

آپ کے زہد و درع کے باعث آپ کی شہرت دُرد و دتک تھی۔ توران کے حاکم عبداللہ خاں نے آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار کی درباری کرتے دیکھا

تو نیاز مندانہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

نہاء۔ فضلاء امراء اور فقراء وغیرہ آپ کی خدمت میں بغرض استفادہ و استفادہ حاضر ہا کرتے تھے۔

ایک دفعہ پیر محمد خاں نے پچاس ہزار سوار کے ساتھ سمرقند پر حملہ کیا۔ باقی محمد خاں حاکم سمرقند کے پاس چودہ ہزار سوار و پیادہ تھے۔ جب اس نے آپ سے استمداد طلب کی تو آپ نے اس کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور پیر محمد خاں شکست کھا کر بھاگ گیا۔

آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔

آپ کا وصال ۱۵۹۹ء بمطابق ۹۰ سال موضع اکنہ میں ہی ہوا۔ جو بخارا سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ ان ایام میں ہندوستان پرتھویشاہ جلال الدین اکبر کی حکومت تھی۔ آپ نے وفات سے چند روز قبل حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ اپنے خلیفہ اعظم کو خط لکھا تھا جس میں یہ دو اشعار تحریر فرمائے۔

نہاں تازماں مرگ یاد آیدیم ندانم کتوں تاچہ پیش آیدیم
جدائی مبادا مرا از خدا دگر ہرچہ پیش آیدم شایدیم

آپ کے وصال کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا سلسلہ ہندوستان میں

سرخیل سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی سے چلا۔



حضرت خواجہ محمد باقیؒ باللہ دہلوی

اسم گرامی سید رضی الدین محمد باقی تھا آپ کو خواجہ بزرگ بھی کہا جاتا ہے۔ مگر
 دنیائے تصوف میں حضرت خواجہ محمد باقیؒ باللہ کے نامِ نامی سے مشہور ہوئے۔ والد کا نام
 قاضی عبدالسلام خلجی عمر قندی تھا جو کہ ایک مستحضر عالم تھے۔ انھوں نے کابل میں شادی کی
 تھی۔ اور اس عقیقہ سے حضرت خواجہ محمد باقیؒ باللہ تولد ہوئے۔ ولادت باسعادت
 ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء کابل میں ہوئی۔ آپ حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی
 اولادِ امجاد سے تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور مولانا محمد صادق
 حلوانی کے درس میں شامل ہوئے۔ پھر ان کے ساتھ بلخ، بخارا، بدخشاں اور مادرا النہر
 تک کا سفر تحصیل علوم و فنون کے لیے کیا۔ بے شمار شیوخِ زمانہ سے تحصیل علم کی
 اور پھر ہندوستان تشریف لے آئے۔ بلند مہتی اوائل عمر سے ہی آپ کی پیشانی مبارک
 سے نمایاں تھی۔

سلسلہ مالیتشندیہ میں آپ کو بیعت و خلافت حضرت خواجہ محمد الکنگنیؒ سے
 حاصل ہوئی۔ عبادت و ریاضت میں بے نظیر تھے۔ نمازِ عشاء سے نمازِ تہجد تک دو
 قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ اور پھر تہجد سے صبح کی نماز تک اکیس مرتبہ سورت یس
 کی تلاوت کرتے تھے۔ اور یہ روزمرہ کا معمول تھا۔ قیامِ لاہور میں بہت سے سالکوں
 اور مجذوبوں سے ملاقات کی۔ ۱۰۹۳ھ میں آپ لاہور تشریف لائے اس زمانہ میں

نواب مرتضیٰ خان شیخ بخاری بھی لاہور میں تھا۔ اس نے آپ کے تمام مصارف کی ذمہ داری اپنے پرلی۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی اپنی تالیف ”زبدۃ المقامات“ میں لکھتے ہیں کہ اس وقت بہت سے علماء و فضلاء نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر فیضان پایا۔ اس دوران آپ کا لاہور میں قیام ایک سال کے قریب رہا۔ پھر ماورالنہر کی طرف چلے گئے اس سفر میں حضرت شیخ الہ داد نقشبندی لاہوری آپ کے ہم سفر تھے۔ قیام لاہور میں آپ کو ایک مجذوب جو صاحبِ احوال تھا، ملا۔ آپ اس کے پیچھے پیچھے پھرا کرتے۔ وہ جس وقت آپ کو دیکھتا سوائے گالیاں دینے کے کچھ نہ کہتا۔ کبھی آپ پر تھپڑ پھینکتا اور کبھی دور بھاگ جاتا مگر آپ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ بالآخر آپ نے اس سے اپنا مقصد حل کر لیا۔

۱۵۹۹ء میں دوسری مرتبہ مدنیۃ الاولیاء لاہور شریف لائے ”حضرت القدس“ مصنفہ بدرالدین سرہندی اور ”زبدۃ المقامات“ مصنفہ محمد ہاشم کشمی میں لاہور کے بہت سے واقعات تحریر کیے گئے ہیں۔

فرمایا ہمارے طریقے کا دار و مدار تین باتوں پر ہے۔

۱۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدمی

۲۔ آگاہی

۳۔ عبادت

آپ اپنے وقت کے امام اور مقتدا تھے زمانہ جامع کمالات ظاہری و باطنی۔ زاہد، عابد اور متقی با اوصافِ کریمہ تھے۔ کم گو، کم خورد اور کم خواب تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح آپ پر ظاہر ہوا کرتی تھی اور فقہی مسائل میں ان ہی کے مقتدا تھے۔

آپ کے خلیفہ اعظم امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی تھے جن سے

تمام ہندوستان اور اقصائے عالم میں سلسلہ مالیہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت ہوئی
مکتوبات امام ربانی میں بیس مکتوب آپ کے نام ہیں یہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
کا زمانہ حکمرانی تھا۔

امرائے دربار میں سے نواب مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری۔ نواب قلیچ خاں ہندجانی
حاکم پنجاب۔ خان اعظم مرزا عزیز کوکہ امیر الامراء مرزا عبدالرحیم خان خانان۔ صدر الصدور
نواب صدر جہاں۔ مرزا حسام الدین احمد بہنوئی علامہ ابوالفضل اور دیگر جلیل القدر
امراء وزراء اور سپہ سالاران آپ کے عقیدت مند تھے۔
پھر دہلی تشریف لے گئے اور اس کو اپنا مستقل مستقر بنایا اور تلمیذین و ارشاد کی
مخالف برپا کیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی آپ کے بے حد عقیدت مند
اور ارادت مند تھے۔

حلقائے نظام میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی۔ حضرت شیخ تاج الدین
سنجھلی۔ خواجہ حسام الدین احمد۔ شیخ اللہ داد اور خواجہ محمد نور بہت معروف ہیں۔
ماجزادگان میں حضرت خواجہ عبید اللہ (خواجہ کلاں) اور عبداللہ (خواجہ خورد)
تھے۔

آپ نے وصیت فرمائی تھی :-

”کہ میری وفات کے بعد گنبد نہ بنانا“

چنانچہ مرزا حسام الدین احمد نے ایک بلند چبوترے پر آپ کی قبر بنا دی۔ اللہ
کی قدرت دیکھیے کہ اس چبوترے پر موسم گرما میں بھی پاؤں کو تکلیف و حرارت
محسوس نہیں ہوتی۔

آپ کا وصال ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ مطابق ۱۶۰۳ء بروز شنبہ بوقت
عصر اپنے مکان واقع کوٹلہ فیروز شاہ میں ہوا۔ عمر پاک ۴۰ سال ہوئی۔ مرزا پر انوار

قطب دوڑے اجمیری دروازہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں قدم شریف صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک قبرستان میں ہے۔

آپ کی وفات کے وقت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی جن سے آپکا
 سلسلہ نقشبندیہ آگے چلا، اس وقت لاہور میں تھے۔ وفات کی خبر سننے ہی
 فوراً جانبِ دہلی روانہ ہو گئے۔



حضرت امام ربّانی

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

(قیوم اول)

حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی حضرت مخدوم عبدالاحد
چشتی صابری کے ماں شہر سرہند میں ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۳ء بوقت
شب جمعہ پیدا ہوئے۔ مولانا کمال الدین کاشمیری سے مروجہ علوم و فنون کی تکمیل کی
قرآن پاک حفظ کیا۔ شیخ یعقوب کاشمیری سے کتب احادیث پڑھیں۔ حدیث کی سند
قاضی بہلول بدخشانی سے حاصل کی۔ یہاں تک کہ جوانی میں تمام مروجہ علوم میں بکیتائے
زمانہ بنے۔ حضرت شیخ محدث دہلوی اپنی تالیف ”اخیر الاخیار“ میں لکھتے ہیں کہ آپ کا
نسب سلسلہ حضرت فاروق اعظم تک ۲۸ واسطوں سے ملتا ہے۔ حضرت فرید الدین
گنج شکر کا نسب بھی شیخ شہاب الدین علی ملقب بہ فرخ شاہ کابلی سے ملتا ہے جو
حضرت مجدد الف ثانی کے پندرہویں جد میں سے تھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت و خلافت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی سے
تھی جب اکبر آباد پہنچے تو آپ کے علم و فضل کی دعوم پڑ گئی۔ علامہ ابوالفضل اور فیضی
نے جب آپ کی آمد کی خبر سنی تو حاضر خدمت ہوئے۔ اس زمانہ میں آپ نے بے نقط
تفسیر ”سواطع الدہام“ کی تصحیح فرمائی۔ پھر آپ کو ان کے ملحدانہ عقائد کی بناء پر نفرت
ہو گئی اور آپ اپنے وطن مالوف واپس آ گئے۔

پھر آپ کی شادی حاجی سلطان محمدانیسری کی دختر نیک اختر سے ہو گئی۔ ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۵۹۸ء میں آپ کے والد بزرگوار انتقال کر گئے۔ تو اگلے سال آپ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ سے ملاقات ہو گئی اور ان کی خدمت اقدس میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرنے لگے۔ چندے قیام کے بعد سرسند شریف واپس تشریف لے آئے۔ اور گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔ عبادت فریاضات میں مشغول ہوئے۔ جب آپ نے ملکی حالات دیکھے کہ کس طرح بادشاہ مذہبِ اسلام کو خراب کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور نئے بھوٹے مذہبِ دینِ الہی کی ترویج و اشاعت میں مصروفِ عمل ہے۔ تو آپ نے اصلاحِ امت کا بیڑہ اٹھایا اور ۱۶۰۲ء میں تجدیدِ کام شروع کر دیا۔ یہ تجدید اچانک دین کا پہلا سال تھا۔ ۱۶۰۴ء میں آپ کو حضرت شاہ سکندر قادری کیمتلی نے آپ کو حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ کا خرد مبارک پیش کیا۔ جو حضرت سید تاج الدین عبدالرزاق سے آپ کو نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا رہا۔ تجدید کے بارہویں سال آفتابِ پنجاب ملا عبدالحکیم سیالکوٹی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ شہنشاہ نور الدین جہانگیر آپ کے ان تجدیدی کاموں سے بوکھلا گیا۔ کچھ اس کی بیگم ملکہ نور جہاں نے ورغلا یا۔ جس پر اس نے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں محبوس کر دیا۔ یہ ۱۶۱۸ء کا واقعہ ہے اس پر امراء اور سپہ سالار دربار شاہی مثلاً عبدالرحیم خان خاناں۔ صدر الصدور سید صدر جہاں، مہابت خاں۔ مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری۔ خانِ اعظم مرزا عزیز۔ خانِ جہاں لودھی قاسم خاں۔ حیات خاں سکندر لودھی، ترمیت خاں اور دریا خاں جیسے اعیانِ سلطنت جن کو آپ کے پیروں میں اور آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ بادشاہ کے خلاف ہو گئے۔

جب جہانگیر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو آپ کو رہا کر دیا گیا مگر اس نے اپنی تصنیف ”توزکِ جہانگیری“ میں آپ کا ذکر مغرورانہ انداز میں کیا ہے۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ

آپ شاہی لشکر کے ساتھ رہیں اور تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھیں یہ سلسلہ تین چار سال تک قائم رہا۔ اس سے جہانگیر کا ذہن بدل گیا۔ اور وہ اسلام کی طرف زیادہ توجہ دینے لگا۔

۱۶۲۳ء میں آپ حضرت سلطان الہند سید معین الدین چشتی اجمیری کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے دیر تک مراقبہ میں رہے۔ اس سفر میں حضرت خواجہ محمد ہاشم کاشمی بھی ساتھ تھے۔

آپ کی تصنیفات یہ ہیں۔ مکتوبات امام ربانی۔ رسالہ در رد زواقص۔ اثبات النبوة۔ رسالہ تہلیلہ۔ شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ۔ مبداء و معاد۔ مکاشفات غیبیہ۔ رسالہ معارف لذنیہ۔

آپ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کے والد حضرت شیخ عبدالاحد کو خواب آیا کہ آپ کے گھر ایک عالی مرتبت دلی لادہ ہوگا۔ حضرت خواجگی املکتی حضرت احمد جام اور حضرت شاہ کمال کسھلی کی پیشگوئیاں بھی تھیں اور حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی کا جبہ مبارک حضرت شاہ سکندر کسھلی کے ذریعے آپ تک پہنچا۔ یہ تمام باتیں اس امر کی غمازی کرتی ہیں کہ آپ سرزمین ہندوستان میں ایک صحیح اسلامی حکومت قائم فرمائیں گے اور حقیقتاً ایسا ہی ہوا۔ مگر بقاء کے دوام کے دربار میں آپ کو مکتوبات کی وجہ سے جو عالمگیر شہرت نصیب ہوئی اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

ان مکتوبات شریفہ کے تین دفتر ہیں۔

(۱) دفتر اول (دار المعرفت) مرتبہ خواجہ یار محمد جدید بخشائی طالقانی یہ ۲۱۳ ہیں۔

(۲) دفتر دوم (نور الخلائق) مرتبہ حضرت خواجہ عبدالحی حصاری شادمانی یہ ۹۹ ہیں۔

(۳) دفتر سوم (معرفت الحقائق) مرتبہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کاشمی بٹمان پوری

یہ ۱۱۲ ہیں۔

یہ مکتوبات آپ نے شہنشاہ جہانگیر - حضرت خواجہ محمد باقیؒ باللہ - مرزا حسام الدین احمد - مرزا نعمان بدخشانی - خواجہ محمد اشرف کابلی، ملا عبدالغفور سمرقندی - شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی وغیرہ کے علاوہ صدر الصدور میراں صدر جہاں - خان اعظم مرزا عزیز کوکہ نواب خان جہاں حسین قلی بیگ - مرزا عبدالرحیم خان نخلتاں - نواب قلیچ خان اندجانی - نواب مرتضیٰ خان شیخ فرید بخاری - حضرت خان لودھی - وغیرہ کو لکھے -

مدینۃ الاولیاء لاہور کے ان بزرگان کو خط لکھے -
 شیخ محمد کی ولد حاجی قاری موسیٰ لاہوری - شیخ عبدالمجید شیخ محمد تقی لاہوری -
 شیخ العالم مولانا حاجی محمد لاہوری - ملا عبدالواحد لاہوری - حافظ محمود لاہوری - ملا طاہر لاہوری -

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی مدینۃ الاولیاء لاہور میں کئی مرتبہ تشریف لائے اور لوگوں کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرمایا۔ ۱۶۳۳ء میں جب آپ لاہور تشریف لائے تو سارا شہر آپ کی طرف اٹھ پڑا۔ پھر آپ نے علمائے لاہور سے ملاقاتیں کیں۔ صوفیائے کرام کے مقابر پر حاضری دی۔ فاتحہ خوانی کی۔ لاہور کی یہ محافل اور مجالس اٹالیان شہر کے لیے نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھیں۔ اٹالیان لاہور نے آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقیؒ باللہ اور آپ کی ذات گرامی سے ان کے قیام لاہور کے دوران بہت سے فیوض و برکات حاصل کیے۔ اب بھی مغل پورہ ریلوے سٹیشن کے پاس مسجد نور سے

جس میں ان دونوں بزرگان نے نماز ادا کی تھی۔

آپ کے سینکڑوں کی تعداد میں خلفائے کرام تھے جن کو آپ نے اندرون ملک اور بیرون ملک خلافت دے کر تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے روانہ کیا۔ ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں۔ مولانا بدیع الدین سمرقندی مصنف حضرت القدس حضرت میصفر احمد رومی متوفی ۱۶۱۲ء حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری م ۱۶۵۵ء حضرت مولانا محمد ہاشم رح کٹھی برہان پوری۔

حضرت مولانا یار محمد جدید خشتی طالقانی جامع مکتوبات شریف

حضرت شیخ محمد صادق کابلی م ۱۶۰۹ء۔ حضرت مولانا امان اللہ لاسوری وغیرہ۔

اس کے علاوہ آپ کے مریدین باصفا کی تعداد تو ہزاروں میں بھٹی جو سارے ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی۔

بیرون ملک شام۔ ترکستان۔ روم۔ کاشغر۔ توران۔ بدخشاں۔ خراسان۔ قباقر
وغیرہ تک آپ کے خلفاء گئے

اولاد پاک میں حضرت خواجہ محمد صادق م ۱۶۱۶ء۔ حضرت خواجہ محمد سعید م ۱۶۵۹ء
حضرت خواجہ محمد معصوم م ۱۶۶۸ء۔ حضرت خواجہ محمد فرخ م ۱۶۱۶ء۔ حضرت خواجہ محمد
عیسیٰ م ۱۶۱۶ء۔ حضرت خواجہ محمد اشرف م ۱۶۱۶ء۔ حضرت خواجہ محمد یحییٰ م ۱۶۸۲ء
کے علاوہ تین صاحبزادیاں بی بی رقیہ بانو۔ بی بی ام کلثوم اور بی بی فریجہ بانو بھتیں۔
۱۶۰۲ء میں آپ قیوم اول بنے۔

آپ کا وصال ۲۸ صفر المظفر ۱۰۲۳ء مطابق ۱۶۲۴ء بروز جمعہ شبہ مرمہند
شریف میں ہوا۔ عمر پاک ۶۳ سال پائی۔ آپ کے بھتیجے شیخ بہاؤ الدین نے غسل دیا
حضرت مولانا بدر الدین مرمہندی صاحب "حضرات القدس" پانی ڈالتے رہے آپکو
تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

تماز جنازہ آپ کے فرزند رشید حضرت خواجہ محمد سعید نے پڑھائی۔ مزار مبارک
اس قبہ منورہ میں ہے جو آپ نے اپنے صاحبزادے خواجہ محمد صادق کی تربیت
پر تعمیر کرایا تھا۔ موجودہ مقبرہ کو حاجی سیٹھ ولی محمد حاجی ہاشم خلف حاجی دادا
ساکن دوراجی ملک کاٹھیا وار گجرات نے دوبارہ بنوایا ہے۔ قبہ قدیمہ کو بحال رکھ کر
اس کے ادپر سنگ مرمر کا عالیشان گنبد تعمیر کیا گیا ہے اس جدید عمارت پر تقریباً
ڈیڑھ لاکھ روپے اس زمانے میں خرچ ہوئے۔ اور پانچ سال میں مکمل ہوا۔

جنوبی دروازے پر یہ عبارت تحریر ہے ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مزار پر انوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی
سمرہندی رحمت اللہ علیہ۔

این روضہ منورہ بتاریخ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۲۵ء تعمیر یافت



عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصومؒ

(یوم ثانی)

عروۃ الوثقی یوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصومؒ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت ۱۱ شوال المکرم ۱۰۰۸ھ مطابق ۱۵۹۸ء عہد جلال الدین اکبر بمقام بسبی نزد سرسند سوہٹی۔

۱۶ سال کی عمر میں آپ نے تمام متداولہ علوم میں مہارت حاصل کر لی۔ درس کتب اپنے برادر معظم خواجہ محمد صادقؒ سے پڑھیں اپنے والد مکرم سے بھی استفادہ کیا۔ کچھ کتب حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری سے پڑھیں۔ قرآن مجید تین ماہ میں حفظ کر لیا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد سے شرف بیعت و خلافت حاصل کیا۔ لکھا ہے کہ نو لاکھ آدمیوں نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی۔ سات

ہزار خلفاء صاحب ارشاد ہوئے۔ مفتی غلام سرور لاہوری "حدیقۃ الاولیاء" میں لکھتے ہیں کہ آپ کے تین لاکھ مرید تھے لکھا ہے کہ ماورالنہر، خراسان اور بدخشاں وغیرہ ممالک کے بادشاہوں نے اپنے وکیل موہ مخالف وغیرہ بھیج کر دوبارہ غائبانہ بیعت کی۔ روم توران، کاشغر، یمن اور شام کے بادشاہ مرید ہوئے۔ شاہ سلیمان بادشاہ ایران

رض سے تائب ہوا۔ ہزار شاہی شیعہ بھی اس کے ساتھ ہی تائب ہو کر مرید ہوئے۔ ۲۴ ذی الحجہ ۱۰۲۱ھ مطابق ۱۶۱۲ء میں آپ کا نکاح میر صفرا احمد رومی کی صاحبزادی سے لاہور میں ہوا۔ جن کا نام بی بی رقیہ تھا۔ حضرت میر صفرا احمد رومی

حضرت امام ربانی کے خلیفہ تھے۔

لکھا ہے کہ ۱۶۲۳ء میں آپ کو اپنے والد بزرگوار کی طرف سے قبولیت کی سند ملی۔ اس دن پچاس ہزار افراد نے آپ سے بیعت کی۔ جہانگیر خود سرسند شریف حاضر ہوا۔ اور جب اس کا انتقال ہوا تو آپ نے اس کے حق میں دعائے خیر کی۔
 شاہ جہان جب تخت نشین ہوا تو اس نے بھی آپ سے بیعت کی۔ اور کئی ایک بدعات جو عہد اکبر سے رواج پذیر تھیں۔ دور کیں۔ نیز اس نے آپ کے ایماء سے شاہی سکے پر کلمہ طیبہ کی مہر جاری کرنے کا فرمان دیا۔ تین لاکھ مساجد اور ایک لاکھ مدرسے تعمیر کرائے۔

۱۶۳۴ء میں اورنگ زیب عالمگیر نے آپ سے بیعت کی۔ ۱۶۳۸ء میں شہزادی روشن آرا بیگم بیعت ہوئی۔ نواب مکرّم خان گونڈلا ہوا آپ کا عقیدہ تہمتا تھا۔ یہاں تک کہ شاہی خدمت چھوڑ کر آپ کی ہی خدمت اقدس میں سرسند شریف رہنے لگا۔
 ۱۶۵۶ء میں اپنے دو برادران خواجہ محمد سعید خازن رحمت اور شیخ محمد سحیحی کے علاوہ کئی ہزار مریدوں کے ہمراہ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ ۱۶۵۷ء میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زیارت پاک ہوئی۔ ۱۶۵۸ء میں واپس ہندوستان پہنچے۔ صاحب "فہرست الناظرین" لکھتا ہے کہ مریدوں کی تربیت واقعات کی تعبیر اور مشکلات کے حل میں اپنے بھائیوں اور اپنے ہم عصر مشائخ سے ممتاز تھے۔
 مشہور فارسی شاعر ناصر علی سرسندی آپ کا مرید تھا۔

"مکتوبات معصومیہ" جو تین جلدوں پر مشتمل ہے آپ کے ہی مکتوبات کا گراں قدر سرمایہ ہے۔ پہلی جلد میں ۲۳۹ دوسری جلد میں ۱۵۸ اور تیسری جلد میں ۲۵۵ کل ۶۵۲ مکاتیب ہیں۔ "مکتوبات امام ربانی" میں ۲۷ مکاتیب آپ کے نام ہیں۔

اولاد میں چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ فرزند ان کے نام اس طرح ہیں

۱۔ حضرت شیخ محمد صبغت اللہ ۲۔ حجت اللہ محمد نقشبند ۳۔ خواجہ محمد اشرف ۴۔ شیخ
 محمد صدیق ۵۔ شیخ سیف الدین ۶۔ خواجہ محمد عبداللہ
 آپ کا وصال ۹ ربیع الاول ۱۰۴۹ھ مطابق ۱۶۶۸ء عہد اورنگ زیب عالمگیر
 میں بمقام سرسبند شریف ہوا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے تاریخ وفات کہی
 ۱۔ ”نور عالم رفت“ ۲۔ ”عالم تاریک شد“
 شہزادی روشن آرا بیگم بنت شاہ جہان نے اپنے خرچ سے روضہ تعمیر کرایا۔ نماز
 جنازہ آپ کے فرزند حضرت شیخ عبداللہ نے پڑھائی۔ اس کی تعمیر کے لیے شہزادی نے
 ایران کے اعلیٰ درجہ کے استاد معمار طلب کیے تھے۔ اور روضہ شریف پر سنہرا کام کیا
 گیا تھا۔ دروازوں کے پردے شامیانے اور مزار پوش زربفت کے تھے۔ لکھا ہے
 کہ روضہ شریف کی عمارت اور سامان فرش و فرش پر ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ خرچ ہوا۔
 پانچ ہزار اشرفی گنبدوں پر خرچ ہوئی۔ آپ کے اس روضہ کے اندر آٹھ قبریں ہیں۔



حضرت خواجہ حجّت اللہ محمد نقشبند

(قیوم ثالث)

آپ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد محصومؒ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔
ولادت پاک بروز جمعہ المبارک، رمضان المبارک ۱۰۳۲ھ مطابق ۱۶۲۵ء عہد
نورالدین جہانگیر میں سرہند شریف میں ہوئی۔ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد مکرم سے
حاصل کیے آپ کا لقب نقشبند ثانی ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ اور
قیومیت آپ کو ۱۰۷۲ھ مطابق ۱۶۶۲ء عہد اورنگ زیب عالمگیر میں ملی۔ نیز
قطب الاقطاب کی بشارت دی۔ ۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ مطابق ۱۶۶۹ء کو مسند
ارشاد پر جلوں فرمایا۔ بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ لکھا ہے کہ روئے
زمین کے مختلف حصوں سے لوگ ٹڈی دل کی طرح آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے
ایران، توران، ترکستان اور بدخشاں کے بادشاہ اپنی اپنی حدود تک استقبال
کے لیے آئے اور اپنے اپنے ایلیچی مع ہدایا و تحائف آپ کی خدمت میں بھیجے۔

قیومیت کے پچیسویں سال روزانہ چار پانچ سو آدمی بیعت ہوتے۔ علاوہ بریں

بڑے بڑے مشائخ اور علماء حلقہ ارادت میں آئے ۔

آپ کے چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں ۔

آپ کا وصال ۲۹ محرم الحرام ۱۲۱۴ھ مطابق سن ۱۸۰۰ء بروز شب جمعہ سمرہند

شریف میں ہوا۔ آپ کو اس مکان میں جو قدیم سے آپ کی ملکیت تھا حضرت عروہ رضی اللہ

کے روضہ مبارک سے شمال کی طرف تین تیر پرسی ب کے فاصلہ پر فتح باغ کے قریب

دفن کیا گیا اور مرقد مبارک پر نہایت عالیشان قبۃ بنایا گیا ۔



حضرت خواجہ محمد زبیر

(قیوم رابع)

حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم رابع بن حضرت ابوالعلیٰ بن عروۃ الوثقی حضرت
 خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی بروز دوشنبہ ۵ ذی قعدہ ۱۰۹۳ھ مطابق ۱۶۸۲ء
 مرند شریف میں تولد ہوئے۔ حضرت خواجہ محبت اللہ محمد نقشبند (قیوم ثالث) نے
 ان کو قیومیت کی بشارت دی تھی۔ چنانچہ آپ نے یکم سفر المنظر ۱۱۲۲ھ مطابق
 ۱۷۰۳ء یوم شنبہ مسند قیومیت دارشاد پر جلوس فرمایا۔ حضرت قیوم ثالث جب
 حج بیت اللہ شریف کے لیے گئے۔ تو آپ کو ہمراہ لے گئے۔ اورنگ زیب کی
 وفات کے بعد اس کے لڑکوں میں جنگ تخت نشینی لاہور میں چھیڑی۔ اس وقت
 شہزادہ معظم جو خواجہ خواجگان مجددیہ کا ارادت مند تھا۔ آپ سے دعا کا طالب
 ہوا۔ چنانچہ آپ کی دعا و برکت سے شہزادہ معظم بہادر شاہ اول کے لقب سے
 مندوستان کا بادشاہ بنا۔ پھر حضرت قیوم رابع مدنیۃ الاولیاء لاہور شریف لائے
 تو ہزار ہا لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ بادشاہ وقت اور بہت
 سے امراء و وزراء آپ کے مرید بنے۔ آپ ادھی رات کو ہجرت کے لیے اٹھتے اور بعد
 نماز تہجد کبھی چالیس بار کبھی ساٹھ بار سورت لیس پڑھتے تھے۔ نماز اوامین کے بعد
 دس ہزار بار ذکر یعنی اثبات کرتے پھر مردوں کا حلقہ فرماتے اور انھیں توجہ دیتے

عشاء کی نماز کے بعد آپ شاہی محدث میں تشریف لاکر عورتوں کا حلقہ فرماتے۔
آپ کے حلقہ ذکر میں ہزار ہزار مرد اور دو دو تین تین سو عورتیں ہوتی تھیں۔ فجر سے
 چاشت تک مراقبے میں مصروف رہتے پھر مردوں کو صحنے میں توجہ دیتے۔ دم
 کے ساتھ دن میں چوبیس ہزار بار ذکر نفی اثبات اور پندرہ ہزار بار ذکر اسم ذات
 کرتے تھے۔

آپ کا وصال ۴ ذی قعدہ ۱۱۵۲ھ مطابق ۱۷۴۱ء میں دہلی میں ہوا۔ آپ کی
 نعش مبارک کو دہلی سے ناگہر مند تشریف میں شیخ سعد الدین کی حوٹلی میں دفن کر دیا
 گیا۔ جس کو آپ نے شیخ مذکور کے فرزند سے چار ہزار روپے دیکر خرید لیا تھا پھر
 آپ کے مرقد مبارک پر ایک عالی شان روضہ تعمیر کیا گیا جو رنگارنگ کے نقش و نگار
 سے آراستہ تھا اور جس میں چین اور فرنگ کی کلکاری کی ہوئی تھی۔



حضرت خواجہ محمد اشرف مدنی

نام قطب الدین بخاری لقب سید حسین المعروف حضرت خواجہ محمد اشرف مدنی ہے
 آپ کا اصلی وطن ماورالنہر ہے۔ ظاہری علوم کے حصول کے بعد سرہند شریف تشریف
 لے آئے اور یہاں باطنی علوم کی تحصیل کی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ نے قیوم رابع
 حضرت خواجہ محمد زبیر سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ ان کے وصال کے بعد ارشاد
 پر متمکن ہوئے اور کچھ مدت سرہند شریف میں ہی قیام فرمایا۔ ولادت آپ کی ۱۰۲۶ھ
 مطابق ۱۶۳۸ء ہے۔ براستہ لاہور سرہند شریف گئے تھے۔ تفسیر، حدیث اور فقہ
 کے عالم باعمل اور فاضل بے بدل تھے۔

جب حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد امجاد سے اختلاف ہوا۔ تو بارہویں صدی کے
 آغاز میں مدینہ منورہ چلے گئے۔ آپ کی ناراضگی سے چھ سال تک سرہند شریف میں
 سخت تباہی مچی۔ اس لیے آپ کو خالی سرہند کہا جاتا ہے۔

آپ کو اغنیاء اور امراء کے اختلاط سے سخت نفرت تھی۔ حج سے فراغت کے
 بعد مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو دو دو قدم پر سو سو بار دو رو شریف پڑھتے اور ہر
 فرسنگ پر دو گانہ نماز ادا کرتے تھے۔ جب مدینہ کے نزدیک پہنچے تو دو گانہ شکر یہ ادا
 کر کے پابریہ شہر میں داخل ہوئے۔ اور شرف زیارت سے مشرف ہوئے پھر آپ کو
 مدینہ منورہ کی جدائی گوارا نہ ہوئی۔ اس لیے آپ جنت البقیع میں حضرت امام حسن علیہ السلام

روزہ مبارک کے منسل بہاں تہ مبارک کا پانی گرتا ہے جا بیٹھے اور ذکر الہی میں مشغول ہوئے
 لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے لوگوں کو بشارت ہوئی۔ کہ خواجہ محمد
 اشرف میرا نر زندا اور مہمان ہے اس سے نیم باطن کی نعمت حاصل کر رہے چنانچہ بیشمار
 لوگ آپ کی خدمتِ ندر میں حاضر ہو کر اس نعمتِ عظمیٰ سے مالا مال ہوئے۔ اور
 سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شامل ہوئے۔

آپ کی وفات مدینہ منورہ میں سن ۱۱۵۰ھ مطابق ۱۷۳۸ء میں ہوئی اور جنت البقیع
 میں روزہ حضرت عثمان ذی النورین کے روزہ پر انوار سے منقل بتایا گیا اس کے نزدیک
 ہی حضرت خواجہ محمد بارسا اور حضرت آدم بنوری کے مزارات مقدسہ ہیں۔ ایک مصنف
 آپ کی وفات کا سال ۱۱۸۰ھ مطابق ۱۷۶۶ء لکھتا ہے وہ لکھتا ہے کہ حضرت عثمان
 روزہ مبارک کی چھت کا پانی آپ کے مرقد پر گرتا ہے۔



حضرت حافظ سید جمال اللہ رامپوری

آپ بخارا سے ترک وطن کر کے براستہ لاہور سرسند تشریف پہنچے۔ حافظ قرآن مجید اور متجرب عالم تھے۔ صحیح النسب سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ جس وقت بخارا سے سرسند تشریف آئے تو آپ پر مجذوبیت کی حالت تھی اور یہاں آکر حضرت خواجہ محمد اشرف مدنی کی خدمت میں رہ کر فروع و برکات حاصل کئے۔ نیز بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت سید عبدالقادر جیلانی تک پہنچتا ہے۔

آپ روزانہ دو قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ اپنے استاد حضرت خواجہ قطب الدین کے ہمراہ حج کے لیے گئے۔

آپ کو شکار کا بھی شوق تھا اور آپ نے اپنی زندگی میں کئی شیروں کو مارا۔

سرسند تشریف ویران ہونے کے بعد آپ رامپور تشریف لے گئے روایت ہے کہ جب حضرت شاہ جمال اللہ نے حضرت خواجہ محمد فیض اللہ کو افغانستان جانے کا حکم دیا تو بطور وصیت دو رباعیاں سنائیں۔

(۱) مایہ دین بدینا دادن از بے ہمبھی است

زانکہ دنیا جملگی ریج است و دیں است

رباعیماں

نعمت نالی تانی دولت باقی وہی
اندایں سودا خرد داند کہ عین مجاش است
کوش تا دل صاحب نظر بست آری
کہ نیست در جہان دولتی ازیں بہتر
مکن عمارت دُنیا . بکن عمارت دل
کہ عرشِ اعظم است ایں دل بقول پیغمبر

آپ کے خلفاء میں ملا شیر خان تیرا ہی حضرت سید محمد علی سید ملاں امان تیرا ہی
شاہ درگاہی غزنوی ۔ وارث خاں بنارسی اور سید محی الدین تیرا ہی وغیرہ تھے ۔
تمام عمر مجتہد رہے ۔ آپ کی ستودہ صفات سے اہل اہل اور رُو سا فیضیاب ہوئے ۔
اور حلقہ ارادت میں آئے ۔ نگر شاہی تھا ۔ جہاں روزانہ سینکڑوں لوگ کھانا کھاتے
تھے ۔ جو دوسنی اور خوش خلقی کے بادشاہ تھے ۔ مستجاب الدعوات تھے ۔ کئی قسم کی
کرامات اور خوارق آپ سے ظہور پذیر ہوئے ۔
آپ نے ۲ صفر المظفر ۱۲۰۹ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں وصال فرمایا ۔ مزار چڑانوار
شہر رامپور کے متصل دروازہ عید گاہ میں واقع ہے ۔



حضرت خواجہ محمد علی نقشبندی

آبخواب قصبہ چوڑہ ضلع ملتان کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے نہایت عالم فاضل بزرگ تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ جمال اللہ نقشبندی سے باطنی استفادہ فرمایا۔ اور خلافت حاصل کر کے موضع گونڈاپور ضلع بنوں چلے گئے اور وہاں سلوک ارشاد کی محافل گرم کیں۔ بیشمار لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے بھی آپ کی ملاقات تھی اور ہر روز آپ سے ایک دفعہ ملاقات کیا کرتے تھے آپ اپنے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ محمد فیض اللہ کے ہمراہ تیراہ شریف بھی گئے تھے۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے (۱) خواجہ پیر محمد (۲) خواجہ جان محمد (۳) خواجہ علی محمد آپ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ جان محمد سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۶ء میں گونڈاپور میں ہوئی اور وہیں مزار شریف بنا۔



حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیرائی نقشبندی

آپ کی ولادت قصبہ تیراہ - کابل (افغانستان) کی ہے۔ شجرہ نسب ۲۲ واسطوں سے امام رفیع الدین غاروقی سے ملتا ہے والد ماجد کا نام حضرت قاضی خان محمد تھا۔ جو موضع شادی خیل نزد شہر کوہاٹ علوم دینیہ کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے آپ کی شادی قاضی عبدالمجید مفتی علاقہ کوہاٹ کی صاحبزادی سے ہوئی جو خود بڑی عالمہ فاضلہ تھی۔

دورانِ ملازمت آپ رامپور میں رہے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ سید جمال اللہ اپنے ہمراہیوں سمیت سیر کی غرض سے ادھر گئے۔ چنانچہ ان کو دیکھتے ہی وارفتہ ہو گئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ بھی تھے۔ انھوں نے آپ سے بیعت کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ انھوں نے آپ کو حضرت خواجہ محمد عیسیٰ کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ آپ نے ملازمت ترک کر دی۔ اور اپنے سپرد مرشد کے ساتھ رہنے لگے۔

آپ نے اپنی حیات میں دور دراز علاقوں کا سفر کیا اور بے شمار بزرگانِ دین سے استفادہ و استفادہ کیا۔ بے شمار لوگ آپ کی تربیت سے سلسلہ نقشبندیہ میں شامل ہوئے۔ بڑے مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ کی کئی ایک کتابیں مشہور ہیں۔

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ نور محمد جن کا مزار شریف چورہ شریف
ضلع کیمبل پور میں ہے بہت شہرت حاصل کی۔

آخری عمر میں آپ کافی کمزور ہو گئے تھے اور پاکی میں سفر کر کے آیا جایا
کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۲۰ ربیع الاول ۱۲۲۵ھ مطابق سن ۱۸۱۰ء موضع تیزنی شریف
تیراہ شریف (کابل) میں ہوئی اور وہیں مرقد پاک بنا۔



حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی

حضرت خواجہ نور محمد حضرت خواجہ فیض اللہ تیرہوی کے فرزند ارجمند تھے۔ پیدائش

۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۶ء میں ہوئی۔ اسی سال تک تیراہ میں رہے۔ ۲۲ واسطوں سے

شجرہ نسب حضرت فاروق اعظم تک منتهی ہوتا ہے۔

تخصیص علوم و فنون اور باطنی تعلیم اپنے والد مکرم سے حاصل کی اور خلافت و

اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔

آپ شریعت محمدیہ کے پابندہ طریقت کے شہسوار اور معرفت کے مقامات بند پر

فائز تھے۔ والد ماجد کی وفات کے بعد افغانستان سے ہجرت فرما کر چورہ شریف ضلع

کیپل پور گرسکونت اختیار فرمائی۔ اور خلق خدا کی روحانی تربیت میں مشغول ہوئے

تیراہ سے چورہ شریف آ کر تقریباً دیرھ سال کے وفات پا گئے۔ آپ حضرت بابا جو صاب

کے نام سے معروف ہوئے آپ کی بہت سی کرامات ہیں۔

صاحبزادگان میں حضرت خواجہ احمد گل جو تیراہ شریف میں رہے حضرت دین محمد حضرت

خواجہ شاہ محمد اور حضرت خواجہ فقیر محمد تھے۔

آپ کی وفات ۱۳ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں بھمبر ۱۰ برس بروز جمعرات

چورہ شریف میں ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت بابا جی فقیر محمد سجاد نشین

ہوئے آپ کے ستائیس نامور خلفاء ہوئے ہیں۔

حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی

حضرت خواجہ فقیر محمد المعروف بہ حضرت بابا جی حضرت خواجہ نور محمد تیراہی کے دوسرے فرزند رشید تھے۔ آپ کی ولادت کے وقت آپ کے جد امجد حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی بقیہ حیات تھے۔ انھوں نے اپنا لعابِ دین ان کے منہ میں دیا۔ اور فرمایا۔ یہ رٹ کا بڑا نیک بخت ہوگا۔

آپ نے علوم ظاہری و باطنی اپنے والد سے حاصل کیے۔

بیس سال کی عمر میں اپنے والد مکرم سے خرقہ خلافت نقشبندیہ حاصل کیا اور پھر اپنے بھائی خواجہ دین محمد کے ہمراہ پنجاب میں تشریف لائے۔ جب باڈلی شریف ضلع جہلم پہنچے تو محمد خان عالم کے فرزند غلام محی الدین اور دوسرے لوگ آپ کی توجہ سے سلسلہ میں داخل ہوئے پھر سیالکوٹ تشریف لے گئے وہاں بھی سینکڑوں آدمی حلقہ ارادت میں آئے۔ مدینۃ الاولیاء لاہور کئی دفعہ تشریف لائے۔

شریعت نبویہ کے از حد پابند تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ان کے قدم بقدم چلتے تھے۔ غرباء اور مساکین کی صحبت میں بہت خوش رہتے تھے آپ اس قدر متجرب عالم تھے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ کے جدا جدا اسرار و رموز بیان فرماتے۔ جسے سن کر بڑے بڑے عالم فاضل انگشت بدنداں رہ جاتے طبیعت جمالی تھی۔ کسی پر غصہ نہ فرماتے تھے۔ کسی دوست کی شکایت سنا کر وہ نہ فرماتے تھے

نمئل، بردباری اور انکساری میں بے مثال تھے۔ آپ کی مجلس میں بڑے بڑے علماء اور امراء بیٹھتے تھے۔ مگر آپ کی ذی وقار اور بارعب شخصیت کے سامنے کسی کو دب کٹائی کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ خوراک نہایت سادہ تھی جو خمیری روٹی اور کھجری پر مشتمل ہوتی تھی۔ اپنے مریدوں کو "مرید" کہہ کر نہ بلاتے۔ بلکہ لفظ یار یا دوست استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اپنے خلفاء کی بہت عزت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی

بے شمار کرامات زبان زدِ عام ہیں۔ توجہ میں کیمیائی اثر رکھتے تھے۔

خلفائے کرام میں حضرت امیر ملت سید جامع علی شاہ علی پوری۔ حضرت ثانی لاثانی پیر جامع علی شاہ علی پوری۔ حضرت خواجہ غلام محی الدین باڈلی شریف حضرت حافظ عبدالکریم راولپنڈی کو کانی شہرت حاصل ہوئی۔ خلفاء اور مریدین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

آپ کی وفات ۲۱ محرم الحرام ۱۲۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء چورہ شریف میں ہوئی اور وہیں مزار پُرانوار بنا۔ جو آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ نور محمد تیراہی کے مزار سے چند سو قدم کے فاصلے پر ہے۔



امیر ملت

حضرت حافظ جماعت علیشاہ محدث علی پوری

امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علیشاہ محدث پوری ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۸۴۱ء میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ سید کریم شاہ شیرازی کے ہاں تولد ہوئے۔ آپ کا خاندان سادات شیراز سے تعلق رکھتا تھا۔ سلسلہ نسب ۳۸ واسطوں سے خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں ایک بزرگ سید محمد حنیف عہد جلال الدین اکبر میں شیراز سے آکر علی پور سیداں میں اقامت گزیرے ہوئے۔ آپ نے علی پور سیداں میں حافظ شہاب الدین کشمیری سے قرآن مجید حفظ کیا ابتدائی کتب مولانا عبدالوہاب امرتسری اور مولانا عبدالرشید علی سے پڑھیں۔ حضرت مولانا غلام قادر مجبوری چشتی لاہوری اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے اکتسابِ فیض کیا۔ کانپور جا کر مولانا محمد علی مونگیری ناظم ندوۃ العلماء سے بھی استفادہ کیا۔ مولانا احمد حسن کانپوری کی خدمت میں بھی حاضر رہے۔ قاری عبدالرحمن پانی پتی سے بھی فیض یاب ہوئے۔ مولانا عبدالحق مہاجر مکی سے سند حدیث حاصل کی۔ اور حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے بھی سند حدیث کی۔ آپ نے فضل محمد عبداللہ ٹونکی پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور سے بھی استفادہ کیا تھا۔ حضرت مولانا محمد منظر سہارنپوری (بانی مدرسہ منظریہ) سے بھی علوم عقلیہ و نقلیہ پڑھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ فیض محمد المشہور حضرت بابا جی صاحب (چوہہ شریف) سے شرفِ بیعت و خلافت حاصل کی۔

آپ نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے لیے تمام ہندوستان کا دورہ کیا اور پشاور سے راس کھاری اور کراچی سے رنگون تک تشریف لے گئے۔ غیر مقلدین کے علاوہ آپ نے عیسائی مشنریوں اور آریہ سماجیوں کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ کر کے ان کو ناکام کیا۔ ہزار ہا عیسائیوں اور ہندوؤں کو مشرف باسلام کیا۔ شدھی تحریک کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ مرزائے قادیانی کے باطل دعویٰ کی زبردست تردید کی۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کی خلاف آگرہ میں تبلیغی مرکز قائم کیا۔ دینی مدارس کے ساتھ تعاون اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے سلطان عبدالمجید ترکی کی اپیل پر حجاز ریلوے فنڈ میں چھ لاکھ روپے جمع کرائے۔ ایک دفعہ سرزمین عرب میں فخط پڑ گیا۔ تو آپ نے ایک لاکھ روپیہ کی رقم ارسال کی۔ شاردا ایکٹ کی منسوخی کے لیے آپ نے بہت کام کیا۔ مجبوراً حکومت کو اس قانون میں ترمیم کرنا پڑی۔ آپ نے فتنہ ارتداد کے قلع قمع کرنے کے لیے علمائے کرام کے بہت سے وفد مختلف مقامات پر بھیجے۔ اور خود بھی ان کے ساتھ رہے۔ لکھا ہے کہ آپ نے تین ماہ میں ۸۶ وفد بھیجے۔

آپ کی سیاسی خدمات بھی بے شمار ہیں۔ تحریک ترک موالات اور تحریک ہجرت سے مسلمانوں کو ماخبر کیا۔ تحریک مسجد شہید گنج لاہور ۱۹۲۵ء میں اسلامیان ہند کی راسنمانی کی۔ بادشاہی مسجد لاہور میں لاکھوں کے مجمع سے آپ نے ولولہ انگیز تقریر کی اور امریت کا خطاب پایا۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے قیام پر کئی لاکھ روپیہ چندہ جمع کرایا۔ بادشاہی مسجد لاہور کے اجلاس میں یہ بندہ حقیر پر تقصیر بھی شامل تھا۔

تحریک پاکستان کے لیے بھی آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) ۱۹۲۶ء میں بحیثیت سرپرست شامل ہوئے۔ نیز تمام متحدہ ہندوستان کا تحریک پاکستان کی حمایت میں دورہ کیا۔ جلسے کیے اور قائد اعظم محمد علی جناح کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔ اس زمانہ میں دیوبندی، اہل حدیث اور دوسرے چوٹی کے نیشنلسٹ

علماء نے قائد اعظم اور تحریک پاکستان کی شدید مذمت کی۔ کانگریس کے رویہ پر ان علماء نے ہندوستان کے دُور دراز مقامات کا دورہ کیا قائد اعظم پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ اور تحریک پاکستان کو ایک غلط اقدام قرار دیا گیا۔ مگر آپ کے مخلصانہ عزائم کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ گئی۔ آپ حضرت قائد اعظم سے کئی دفعہ ملے۔ اور ان کو اپنی اور اپنے مریدوں کی طرف سے مکمل یقین دہانی کرائی۔

حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ کی صدارت فرما رہے تھے کہ علامہ اقبال آکر آپ کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ اور کہا کہ بزرگوں کے قدموں میں بیٹھنا سعادت ہے۔ آپ نے فرمایا: اقبال جس کے قدموں میں ہوا سے اور کیا چاہیے! علامہ اقبال نے سب سے پہلے خود اپنی قادری سلسلہ میں بیعت کا ذکر آپ سے کیا تھا۔ آپ کو بھی حضرت علامہ اقبال سے بہت محبت تھی۔ زندگی کے آخری ایام میں وہ اکثر علامہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

تیری بندہ پروری سے میرے دن گذر رہے ہیں

نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایتِ زمانہ

آپ کے اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ بے شمار ہیں۔ تقریباً پچاس مرتبہ حجِ حرمین الشریفین کی سعادت حاصل کی۔ سینکڑوں مسجدیں تعمیر کرائیں۔ دینی مدارس کا ملک کے اکثر حصوں میں اجراء کیا۔ ۱۹۰۴ء میں انجمن خدام الصوفیہ لاہور کی بنیاد رکھی۔ علی پور سیداں میں آپ نے سنگِ مرمر کی ایک نہایت خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔ جو مسجدِ نور کے نام سے مشہور ہے جس زمانہ میں یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی اس پر چھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔ اس مسجد کے دروازے صندل کی لکڑی کے اور ماتھی دانت سے مرتع ہیں۔ مسجد میں چھت پر ویل مچھلی کا ۲۱ فٹ لمبا کاٹا خوبصورتی کے لیے لگایا گیا ہے۔

آپ کے عقیدتمندوں میں آغا خلیل کنجی برادر دربار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نادر شاہ شہید والی افغانستان۔ میر عثمان علی خان، نظام حیدر آباد دکن، قائد ملت
چوہدری غلام عباس۔ نواب بہادر یار جنگ۔ سر آقا خان، نواب وقار الملک، علامہ سر محمد
ابنال، قائد اعظم۔ نواب محمد اسماعیل خاں۔ وغیرہ میں۔

تفصیلات میں ضرورتِ شیخ۔ اطاعتِ مرشد۔ مردِ صادق۔ یارانِ طریقت
کے علاوہ کئی ایک قابلِ قدم مقالجاتِ فضیلتِ تہجد اور فضائلِ مدنیہ یادگار ہیں
آپ کا وصال ۲۶ رذی قعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۵۱ء بروز جمعرات
اور جمعہ کی درمیانی شب می پورستیوں میں ہوا اور وہاں ہی آپ کا مسزاد پرانوار
مرجعِ خلائق ہے۔



حضرت حاجی پیر حیات محمد نقشبندی

آپ کے آباؤ اجداد سرزمین کشمیر میں زیچ و ماڑہ کے رہنے والے تھے۔ ایک زمانہ میں آپ کے بزرگ وہاں سے سیال کوٹ میں نقل مکانی کر آئے۔ اور یہاں مستقل طور پر اقامت گزریں ہو گئے۔ آپ کے والد کا نام پیر بہار شاہ تھا۔ آپ کے دادا کشمیر سے سوہدرہ چلے آئے تھے اور وہیں آپ کی وفات ہو گئی اور وہاں کے مقبرہ مستان شاہ کے قبرستان میں دفن ہوئے اس موقع پر پیر بہار شاہ نے اپنی رہائش مستقل سوہدرہ میں ہی اختیار کر لی پھر بمبہ اہل و عیال سیال کوٹ چلے گئے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ نے امیر ملت حضرت حافظ جامع علی شاہ علی پوری سے شرف بیعت حاصل کیا اور بعد ازاں خلافت حاصل کر کے ان کے خلفائے اعظم میں شامل ہوئے۔ حضرت امیر ملت آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ سلسلہ کی تبلیغ کے لیے آپ پنجاب اور کشمیر کے بے شمار دیہات گئے اور وہاں اس کے فروغ کے لیے کام کیا۔ آپ کے سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں بہت کام کیا۔ اور دیہات کے بہت سے لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت محدث علی پوری کے کشمیر کے تبلیغی دوروں میں اکثر ان کے ہمراہ رہتے تھے اور آپ کے مواعظ حسنة کا کشمیری زبانوں میں ترجمہ کرتے تھے۔ اکثر اکیلے ہی کشمیر کے تبلیغی دوروں پر جاتے اور سلوک و ارشاد کی محافل برپا کرتے تھے۔ آپ کی وعظ و نصیحت سے ہتھیار لوگ

فیض یاب ہوئے۔ برصغیر پاک و ہند میں آپ کے کثیر التقادیر مرید ہیں۔
 بڑے پرہیزگار۔ شب زندہ دار۔ صاحب کشف و کرامات بزرگ اور عابد زائد
 بزرگ تھے۔ باطنی علوم میں بجز ذخار تھے۔ جس مجلس میں رونق افروز ہوتے تو
 وہ منور ہو جاتی۔ صاحب اسرار و مکاشفات بزرگ تھے۔

آپ حج حرمین الشریفین کی سعادت سے بھی فیض یاب ہوئے تھے۔
 خلفاء میں حضرت پیر خلیل احمد فرزند و سجادہ نشین۔ مفتی محمد شفیع خطیب کامونکے
 اور پیر محمد صادق نقشبندی لاہوری ہیں۔

آپ کی اولاد میں پیر محمد خلیل۔ پیر جلیل احمد۔ بشیر احمد اور پیر محمد شریف
 ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد پیر محمد خلیل سجادہ نشین ہوئے۔ جن کی وفات ۱۳۰۲ھ
 مطابق ۱۹۸۲ء، ۱۵ اپریل بروز جمعہ المبارک بوقت بعد از جمعہ ہوئی۔ پیر محمد خلیل
 کی ولادت ۱۹۰۶ء میں ہوئی تھی۔ وہ عالم فاضل بزرگ تھے۔ تبلیغ و ارشاد
 میں سرگرم و کوشاں تھے۔

آپ کی وفات ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۴۲ء بروز جمعہ المبارک
 بعد از نماز مغرب سیالکوٹ میں ہوئی۔

آپ کے یارانِ طریقت میں ملک عبدالعزیز کوٹلوی۔ عبدالکریم احمد نظام الدین
 موٹر سائیکل کے ذریعے ملی پور شریف پہنچے اور حضرت امیر ملت کو آپ کی وفات سے
 مطلع فرمایا۔

حضرت امیر ملت فوراً تشریف لائے اور پنجاب کے دیگر علاقوں سے بھی بزرگ
 تشریف لائے۔ حضرت مولانا ابوالبرکات قادری لاہوری۔ حضرت فقیہ اعظم مولانا
 محمد شریف کوٹلوی۔ مولانا مفتی نور الحسن خطیب جامع مسجد عبدالحکیم۔ مولانا محمد
 یوسف سیالکوٹی۔ مولانا امام الدین مدیری ماہنامہ ”انوار الصوفیہ“ مولانا عبدالغنی

خطیب مسجد دو دروازہ اور دیگر علمائے کرام کے علاوہ ہزاروں افراد نے نماز جہتازہ پڑھی۔ نماز جہتازہ حضرت امیر ملت نے پڑھائی اور خود بہ نفس نفیس پیر صاحب کے جنازے کو اپنا کندھا دیتے ہوئے قبرستان پہنچے۔ اور اپنے رو برو اپنے خلیفہ کو دفن کرایا۔ جنازہ دوسرے دن چار بجے بعد نماز عصر محلہ کچی مسجد سے اٹھایا گیا تھا۔



دورِ مجذوبیت

۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۸ء تک

اس دورِ مجذوبیت میں آپ لاہور کی مختلف آبادیوں میں قیام فرما رہے۔ بانجنا پور، سنگھ پورہ، پنجروال وغیرہ آبادیوں میں پھرتے رہے۔ پھر مقبرہ نواب بہادر خان نزد ریوت پھاٹک نمبر ۷ مغلیہ پورہ قیام کیا۔ اس وقت جذب و سکر کا غلبہ تھا۔ تقریباً تیس سال آپ نے اس حالت میں گزارے۔ سردی گرمی سے بے نیاز رہے۔ سخت سردی میں بھی ایک تہ بند میں پڑے رہتے اور نہر میں گھنٹوں پڑے رہتے گرمیوں میں چودہ چودہ گرم کوٹ زیب تن کیے رہتے۔ اور کبھی کبھی کئی کئی دن گڈی کھیل میں پڑے رہتے۔

ریلوے اور نہروالوں پہ سے تنازعہ۔

آپ مقبرہ نواب بہادر خان میں کئی سال ریاضات و مجاہدات میں مشغول رہے

دورِ سب سے اونچی سطح پر رہتے تھے۔ زان بعد مٹرک کے کنارے نہر کے پاس شہبوت کے درخت تلے آگئے۔ وہاں سے ۱۹۶۵ء کی جنگ پاک بھارت کے بعد نہر کی دوسری جانب شیشم کے درخت تلے آگئے اور تا وصال وہیں قیام فرما رہے

اور ایک معمولی سا کچا پکا کمرہ بنوایا۔ جس پر نہروالوں اور ریلوے والوں نے جھگڑا شروع کر دیا۔ مگر ان کی اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔ اور آپ کا مستقل مستقر دہاں ہی بنا۔

محمد سرفراز، باغبان پورہ لاہور فرماتے ہیں کہ جب نہر کے محکمہ کے افسران نے اس جگہ کے متعلق تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ نہروالوں نے جو نقشہ اس زمین کا پیش کیا ہے

وہ ۱۹۲۲ء کا ہے اور اس میں اس متنازعہ جگہ کا اندراج ہی نہیں ہے کیونکہ نہر سے ۱۲۰

فٹ تک اس محکمہ کی جگہ ہوتی ہے اس طرح ریلوے والوں کے پاس ۱۹۲۸ء کا نقشہ تھا۔ اس میں بھی اس جگہ کا اندراج نہیں تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے خصوصی تصرف باطنی تھا۔ کہ ان محکموں کے پاس اس متنازعہ جگہ کی ملکیت کا کوئی ثبوت ہی نہ نکلا۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے عجاذیب و عجائز کا بھی مختصر تذکرہ کر دیا جائے جو یقیناً قارئین کرام کے لیے سود مند ہوگا۔



لاہور کے مجازیب و مجاہدین

خاکسارانِ جہاں را بقتارت منگر

تو چہ دانی کہ دریں گرد سوا بے باشد

مدینۃ الاولیاء لاہور میں بھی بے شمار مجازیب و مجاہدین سر دور میں گذرے ہیں۔ جن کی تفصیل بہت کم ملتی ہے مگر پھر بھی ہم نے کوشش کی ہے کہ ان کا اجمالی تذکرہ کر دیا جائے۔



مجاذیبِ لاہور

عہدِ سلاطین

پیرِ دُھلِ مجذوب

آپ کا نام نامی سید عبدالحکیم بخاری بتایا جاتا ہے۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں حضرت شیخ عبد الجلیل چوہدر بندگی سہروردی لاہوری متوفی ۱۵۰۲ھ کے مرید تھے یہ لودھی سلاطین کا عہد حکومت تھا آپ مجذوب تھے اور جذب و سکر کی حالت میں رہتے تھے۔ مجذوبوں کی طرح گلیوں، بازاروں اور ویرانوں میں گشت لگا کرتے تھے اکثر اوقات آپ اس جگہ پر بیٹھتے تھے جہاں اب آپ کا مزار ہے۔ صاحب "حقیقۃ الاولیاء" مفتی غلام سہروردی لاہوری نے آپ کو ایک صاحب کشف و کرامت بزرگ لکھا ہے۔

آپ کا مزار اندرون شہر شاہ عالمی اور موجی دروازہ کے درمیان ڈھل محلہ میں

مرجع خلائق ہے۔ مزار مسجد بکین خان کے غربی کوچہ نیویں گلی سے جانب مغرب واقع ہے۔

پیر بھولا مجذوب

آپ بندگانِ لاہور میں مست جذبِ اسکر مجذوب اور کشف و کرامت بزرگ
 تھے۔ سوائے خود رسال بچوں کے آپ کسی سے بھی التفات نہ رکھتے تھے دنیا اور
 دنیاوی سے متنفر تھے۔ تندر و نیاز اور فضا و صاف ہزاروں روپوں کی تعداد میں آتی۔ مگر
 یہ سبیاہوں میں تقسیم فرمایا۔ یہ سارا دن متز میں گشت کیا کرتے تھے اور اپنے
 ہاتھوں سے آپ کے نمونے لیتے۔ دعوتِ سورت میں آپ کا مزار چوکِ بوری
سے بازارِ بزمندی کو جائیں تو روپوں کی تعداد میں آپ کا مزار ہے۔

پیر بھولا مجذوب

مجاذیب لاہور

مُغلیہ دور

میاں مونگر مجذوب

آپ کا قیام مدینۃ الاولیاء لاہور میں تھا اپنے وقت کے مجذوب اور جذبہ قوی کے مالک تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی م ۱۶۴۲ھ اپنی تصنیف ”اخبار اللاحیاء“ میں لکھتے ہیں کہ میں شیخ حسن بودلہ مجذوب دہلی کے ہمراہ لاہور میں تھا کہ میاں مونگر مجذوب لاہوری ہماری مجلس میں آگیا۔ جب اس کی نگاہ شیخ حسن بودلہ مجذوب پر پڑی تو فرمانے لگے کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ تمہیں ان حضرات سے کیا واسطہ ہے۔ شیخ حسن بودلہ یہ سنتے ہی مجلس سے بھاگ گئے اور اس دن کے بعد ان کو کسی نے لاہور میں نہیں دیکھا۔ اور ہمیں یہ دونوں مجذوب دہلی دروازے تک دوڑتے نظر آئے۔

آپ کی وفات ۹۸۰ھ مطابق ۱۵۷۲ء عہدِ جلال الدین اکبر میں ہوئی اس وقت

گورنر لاہور خان جہان حسین قلی خان تھا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی تاریخ وفات اس طرح کہی ہے،

جناب شیخ مونگر عاشق مست چودر غلطہ معلیٰ یافت توفیق
چوسال ارتخالش جست سرور عیاں شد از معلیٰ پیر تحقیق

شیخ یوسف مجذوب

صاحب "اخبار الاخبار" لکھتے ہیں کہ لاہور کے مجذوب تھے بلند قامت موٹے
تانبے باہمیت۔ صاحب عظمت اور پابند اوقات تھے۔ سر پر مصافحہ باندھتے اور سر
منڈاتے تھے نیز صاحب کشف اور کشادہ باطن تھے۔ حضرت شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں
کہ میں دہلی سے لاہور آیا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ آپ لاہور کے نحاس (موجودہ لٹڈ بازار)
میں کھڑے اونچی اونچی باتیں بول رہے تھے اور عجیب و غریب اسرار و رموز بیان کر
رہے تھے۔ حضرت محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ انھوں نے میری بہت سی پوشیدہ
باتیں بیان کیں۔ جنھیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ دوسرے دن میں
ان کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ اپنے سفر دہلی کے لیے ان سے نیک فال لے لوں۔ مگر وہاں
آپ سے ملاقات نہ ہو سکی جب میں اپنی رہائش گاہ پر واپس آیا تو آپ بھی وہاں
آنکے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہرگز سفر نہ کرنا۔ مبارک نہیں ہے۔ حاضرین
مجلس نے کہا کہ شیخ یوسف کامل بارہ برس کے بعد اس طرف آ رہے ہیں۔ حالانکہ
قبل ازیں وہ کبھی بھی اس طرف نہ آئے تھے۔

مستی مجذوب

لکھا ہے کہ شہنشاہ جلال الدین اکبر کے عہد حکومت میں ایک مست فقیر مجذوب لاہور میں رہتا تھا جو عموماً شاہی قلعہ لاہور کے گرد و نواح میں گھومتا پھرتا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کو اندرونِ مستی دروازہ دفن کر دیا گیا آج بھی اس کی قبر پولیس چوکی مستی دروازہ کے متصل موجود ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مستی دروازہ کا نام اسی مست فقیر مجذوب کے نام پر مشہور ہوا۔

نام معلوم الاکم مجذوب

حضرت محمد یاسم کشمی خلیفہ امام ربانی مجدد الف ثانی اپنی تصنیف ”زبدۃ المقامات“ میں لکھتے ہیں کہ جن دنوں مرخیل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد بانی باللہ دہلوی م ۱۶۰۳ء لاہور تشریف لائے تھے۔ ان دنوں کا واقعہ ہے کہ آپ اکثر لاہور کے قبرستانوں اور ویرانوں میں کسی اہل دل کی تلاش میں پھرا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ان کو معلوم ہوا کہ لاہور کے اطراف و جوانب میں ایک گورستان کے قریب ایک مجذوب رہتا ہے چنانچہ آپ اس کے پاس پہنچے تو وہ آپ کو دیکھتے ہی بھاگ گیا آپ جب بھی جلتے تو وہ آپ کو دیکھ کر خود ہی بھاگ جاتا۔ یا آپ کو مار مار کر بھگا دیتا

مگر آپ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ ایک دن اس مجذوب نے خوش ہو کر آپ کو بلایا اور حصولِ مراد کے لیے دعائیں دیں۔ حضرت خواجہ کو اس کی دعاؤں سے بہت فوائد حاصل ہوئے۔

منگا مجذوب

یہ مجذوب لاہور شہر میں حضرت شیخ حسن شاہ ولی (حضرت مستویلی) م ۱۶۰۲ء کے وقت تھا۔ حضرت مستویلی کا ایک سیوک صورت سنگھ عاقل تھا جس نے آپ کی حیات کے متعلق ایک منظوم فارسی کتاب لکھی ہے اس میں لکھا ہے کہ صورت سنگھ عاقل کو اس مجذوب سے بے پناہ عقیدت تھی اور اس کے آستانہ پر اکثر حاضری دیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس مجذوب کی نشاندہی پر صورت سنگھ کو اس مکان سے ایک دفتیہ ملا تھا وہ لکھتا ہے۔

بحکم منگا مجذوب آمد آن خانہ
مرا بدست بہفصد روپیہ پاک عیار
یہ صورت سنگھ عاقل لاہور کے محلہ ٹلہ میں رہا کرتے تھے۔

شیخ کمال مجذوب

حضرت شیخ حسن شاہ ولی المعروف بہ حسو تیلی م ۱۶۰۲ء جن کا مزار ایٹ روڈ نزدیکی جمعیت سنگھ ہسپتال واقع ہے کے مرید تھے، مجذوب تھے اور ملائیت مشرب رکھتے تھے۔ کثرت سے ہندو اور مسلمان ان کے پاس آتے تھے۔ ان کی خانقاہ میں ہر وقت لنگر جاری رہتا تھا جہاں سے مسافر اور ان کے مرید کھانا کھاتے تھے لکھا ہے کہ جب نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ لاہور آیا تو وہ شیخ کمال مجذوب کی خانقاہ میں حاضر ہوا تھا اور ان سے ملاقات کی تھی۔

لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ شہزادہ داور بخش عرف بلاتی کو لاہور میں آصف جاہ نے تخت نشین کر دیا ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، تو شیخ کمال نے کہا کہ یہ عارضی دور ہے جلد ہی شاہ جہان تخت نشین ہوگا۔ کچھ دنوں کے بعد آصف جاہ نے شہزادہ داور بخش کو قتل کر دیا اور اپنے داماد شاہ جہان کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔

شیخ کمال مجذوب کی وفات ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶۲۹ء میں لاہور میں ہوئی۔ مزار کا پتہ نہیں چل سکا۔

حضرت شاہ عبدالحق مجذوب

حضرت شاہ عبدالحق مجذوب قادری حضرت میاں میر قادری فاروقی لاہوری کے مرید تھے۔ آپ مجذوب درویش تھے۔ اکثر لاہور کے قبرستانوں اور ویرانوں میں بھرا کرتے تھے آپ کی کئی ایک کرامات مشہور ہیں۔

لاہور میں ایک شخص بدھو ولد مدھورا کرتا تھا جس نے ایک پڑاوا بنایا جو اٹھا اور جو اینٹیں اس پڑاوا میں بنتی تھیں وہ امرا اور وزراء اپنی رفیع الشان عمارت اور حویلیوں کی تعمیر کے لیے خریدتے تھے۔ یہ پڑاوا گرینڈ ٹرنک روڈ پر واقع ہے جو قبرستان بدھو کا آوا اور مقبرہ نواب خان دوران بالمقابل انجینئرنگ یونیورسٹی واقع ہے۔ عہد شاہ جہاں میں نواب علی مردان خان اور نواب خلیل اللہ خان نے اس کو اینٹوں کی سپلائی کا ٹھیکہ دیا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ شیخ عبدالحق مجذوب سردیوں کے موسم میں اس طرف آنکے اور وہ پڑاوا پر چلے گئے۔ بھٹے کے ملازمین نے آپ سے استہزاء کیا اور آپ کو آگ کے پاس سے نکال دیا۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ اس وقت سے اینٹیں پکنی بند ہو گئیں اور وہ سرخ ہونے کا نام ہی نہ لیتی تھیں۔ نتیجتاً بدھو بہت غمگین ہوا۔ جب اس نے اس کو اس کا ردائی کا علم ہوا کہ اس کے ملازمین نے ایک مجذوب کو دھکے دیکر نکال دیا ہے۔ تو بدھو اس کی تلاش میں نکلا اور اس کو تلاش کر لیا اس کو گھر لے آیا اور بہت اس کی خدمت کی۔ مجذوب بہت خوش ہوا اور کہا کہ اینٹیں سرخ تو نہ ہوں گی مگر یہ اینٹیں اچھے بھاڈ پر فروخت ہو جائیں گی چنانچہ یہ تمام بے رنگ اینٹیں شالامار باغ کی بنیادوں کے لیے خرید لی گئیں۔

آپ کی وفات ۱۸۸۶ء مطابق ۱۶۶۱ھ بمقام لاہور ہوئی یہ اورنگ زیب عالمگیر کا
 عہد حکومت تھا۔ بدھونے آپ کا مقبرہ موجودہ نہر اہری باری دو آب کے کنارے
 ریلوے کی کوٹھیوں میں گانگراؤنڈ کے پاس بنا دیا۔ اب مقبرہ شمار ہو چکا ہے
 اور قبر ایک اونچے چوڑے پر واقع ہے اردگرد بے شمار درخت ہیں اور نیچے ایک تالی
 نہر سے آری ہے۔ کوٹھی نمبر ۵۴ ہے۔ محکمہ ریلوے نے اس مزار کے اردگرد لوہے کا
 جنگل لگا دیا ہے۔ کوٹھیوں کے اس مزار کے چاروں اطراف میں نہر، مقبرہ حضرت
 پیر سائیں محمد صادق نقشبندی۔ مقبرہ نواب بہادر خاں آہنی پل ریلوے لائن امرتسر
 مسجد مولوی تاج دین قادری (پرانافضاب خانہ) اور گانگراؤنڈ سے

گھن شاہ مجذوب

آپ حضرت طاہر بندگی لاہوری م ۱۶۳۱ھ کے مرید تھے اور مجذوب د
 صاحب کرامت بزرگ تھے۔ مفتی نذیر احمد پشٹی اپنی تالیف ”تحقیقات حشری“
 میں لکھتا ہے کہ آپ کا مزار باغیچہ سرکاری تخت نواب غلام بیگانی خاں میں تھا
 اب یہ بدرو کے پاس نئی تعمیر شدہ مسجد کے سامنے ہے جہاں پہلے میونسپل بارگ تھا۔
 آپ کی وفات ۱۹۹۲ء مطابق ۱۵۸۶ھ میں ہوئی اور یہاں دفن ہوئے۔

صابر شاہ مجذوب

آپ حسین شاہ ولد امستال خور کے گھرا لاہور میں پیدا ہوئے اس کے دادا اور والد درویش منس بزرگ تھے صابر شاہ نے اس ماحول میں پرورش پائی اس مجذوب پر جذبہ سکر کی حالت زیادہ غالب رہتی تھی۔ مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کے بعد اس نے کچھ عرصہ مشہد شریف میں گزارا اور وہاں اس کی ملاقات احمد شاہ ابدالی سے ہوئی جس کو اس مندوستان کی بادشاہت کی خوشخبری دی۔ جب احمد شاہ ابدالی بادشاہ بنا تو اسکی بہت عزت ہو گئی۔ انھیں آیام میں نائمان لاہور مرکزی حکومت کے احکام تسلیم نہ کرتے تھے چنانچہ احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۴۶ء میں صابر شاہ کو دربار لاہور میں سفیر بنا کر بھیجا اس نے لاہور آکر نواب شاہمنواز خان ناظم لاہور کی توجہ معاہدہ لاہور کی طرف معطف کرانی مگر ناوقت اندیش نواب نے اس مجذوب کی بیجا گانہ گفتگو کے نتیجے میں اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اس کے گلے میں کھلی ہوئی گرم چاندی ڈالی جس سے اس کی فوری موت واقع ہو گئی۔ جب احمد شاہ ابدالی کو اس کا علم ہوا تو اس نے لاہور پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی شہر کو خوب لوٹا لاکھوں روپے کا خزانہ اور زر و جواہر لوٹ کر لے گیا۔

صابر شاہ مجذوب کی وفات ۱۱۵۶ھ مطابق ۱۷۴۶ء میں ہوئی تھی تو پھر اس کو بادشاہی مسجد کے عقب میں تکیہ صابر شاہ میں دفن کر دیا گیا۔ یہ دربار آج بھی مرجع خلایق ہے۔

جلال خاموش مجذوب

شہزادہ داراشکوہ قادری م ۱۶۵۹ء اپنی تالیف ”سکینۃ الاولیاء“ میں لکھتا ہے: کہ لاہور میں جلال خاموش نامی ایک مجذوب رہتا ہے جو ترک بجزید و تفرید میں کامل ہے۔ باطنی علوم کے حصول میں حضرت بی بی جمال خاتون ہمیشہ حضرت میاں میر قادری فاروقی لاہوری نے بھی ان سے فیضان پایا ہے لکھا ہے کہ اگر کوئی حاجت مند حضرت بی بی جمال خاتون کے پاس اپنی حاجت روائی کے لیے آتا تو آپ مجذوب مذکور کی قبر پر جا کر توجہ فرماتیں اور حاجت مند کے حق میں دعا فرماتیں۔ جس سے اس کی مراد پوری ہو جاتی۔

حضرت شاہ عبداللہ مجذوب

آپ صاحب جذب و سکر اور کامل بزرگ تھے ان کا زمانہ عہد اکبر و جہانگیر بتایا جاتا ہے۔ آپ حضرت شیخ شہیاں (بھوگیوال) کے معاصر تھے۔ پہلے یہ جگہ نہایت ویران تھی۔ مگر اب اس کی مرمت کروادی گئی ہے۔

لاہور میں رہتے تھے۔ درویش مجذوب تھے۔ آپ کا مزار ایک بلند صیغ و غریب ٹیلے پر واقع ہے جس کے ساتھ قبرستان ہے یہ مزار پیر شیخ شہیاں سے بھوگیوال کی

ظرف آئین توکل کی نذر پر واقع ہے۔

شیخ محمد سلطان مرگ نینتی مجذوب

آپ سے مشہور شہسوار شاد نے آپ کو مرگ نینتی یعنی آمو چشمہ دے گا کہ حساب
دینا لگتا ہے مجذوب مجذوب دوسرے دستوں و محبت مجذوب تھے۔

وفاات : شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۲۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو لاہور میں ہوئی۔
زخمی شہسوار بیوتے کے دلچسپی کے نزدیک کوٹھیوں میں ایک بدمتن میں آپ کا
مزار ہے اس وقت نواب عینی خان ناظم لاہور تھے۔

حضرت فتح شاہ سمرست لاہوری

آپ کے والد سوداگر اسپاں تھے۔ ان کے گھر اولاد نہ ہوتی تھی تو وہ حضرت
شیخ برہان شاہ سمرالہی کی خدمت میں جانہ ہو کر دعا کے طالب ہوئے آپ ان کی
تقاضات پیدا ہوئے۔

آپ کی بیعت سلسلہ شطاریہ میں حضرت برہان شاہ سمرالہی سے تھی مگر بیعت
ان کے خلیفہ حضرت شاہ عبداللطیف برہان پوری سے پائی اور ان کی توجہ سے دل کامل

آپ ہمیشہ مست رہتے اور کلام کم کیا کرتے تھے۔ لعالم مستی برہان پور اکثر فرمایا کرتے تھے ان کا یہ سلسلہ حضرت شیخ وجہ الدین گجراتی سے حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری تک پہنچتا ہے جب لاہور آئے تو اکثر دریا کے کنارے گشت کیا کرتے تھے۔ جنگوں، ویرانوں اور بیابانوں میں پھر کرتے تھے اور اکثر اوقات دریاٹے راوی میں مشغول عبادت رہا کرتے تھے۔

آپ کی بے شمار کرامات مشہور ہیں۔ ایک دن روشن شاہ کو تو ال لاہور دریاٹے راوی کے کنارے سیر کے لیے گیا۔ تو اس نے آپ کو وہاں مصروف مجاہدہ دیکھا تو اس کا دل چاہا کہ وہ بھی اس طرح عبادت کرے چنانچہ وہ آپ کا مرید بن گیا ایک دن آپ نے روشن شاہ کے بدن پر لسی اور صابون گھول کر اس کے جسم پر ڈال دیا جس سے اس کے بدن کی کھال ادھر گئی۔ آپ نے اس کا اضطراب دیکھ کر توجہ فرمائی جس سے اس کا بدن صحیح سالم ہو گیا۔

ایک دن آپ نے روشن شاہ کو ایک خشک لکڑی دی اور فرمایا کہ اس کو زمین میں گاڑ دو۔ چنانچہ اس نے جب وہ خشک لکڑی زمین میں گاڑی تو چند دن کے بعد وہ خشک لکڑی سرسبز ہو کر بڑھنے لگی۔ اس درخت برنا کو جنرل ادی ٹولہ نے اکھاڑ دیا تھا۔

آپ کی وفات ۱۱۵۰ھ مطابق ۱۷۲۸ء لاہور میں بعمر ایک سو گیارہ سال ہوئی اور مزار خانقاہ فتا شاہ نزد بدھو کا آوا میں بنا۔ یہ مکان روشن شاہ کو تو ال لاہور سے ہوا کر دیا تھا جس کو جنرل ادی ٹولہ جنرل مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بعد درختان ویران کر دیا۔ حضرت فتح شاہ سر مست کے کئی ایک خلفاء تھے ان کی خانقاہ کے ساتھ بیالیس بجگہ زمین مزروعہ وغیر مزروعہ عہد شاہان سلف سے معافی تھی۔ نواب ذکریا خان المعروف خان بہادر ناظم لاہور۔ دیوان دلارام۔ خوشوقت رائے۔ گوہر سنگھ

اور دیوان کا بی بی مل نائب صوبہ لاہور ان کے ارادت مند تھے۔

حضرت سید عبد اللہ مجذوب قادری نوشاہی

آپ نواب مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری کے فرزند بتائے جاتے ہیں اور حضرت نوشہ کبچ بخش کے مرید۔ ان کے والد لاہور کے صوبیدار تھے اور ان کی رہائش بھی لاہور میں تھی ان کے محلات، باغات بھی ہیں تھے۔ انھوں نے ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تھی۔ اس مسجد میں ایک دفعہ آپ کے پیرو مشد موبیاریان حقیقت تشریف لائے تھے اور یہیں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ پھر شاہی منصبدار تھے پھر مجذوب ہو گئے اور تارک الدنیا ہوئے۔ مفتی غلام سرور لاہور نے اپنی تالیف "خزینۃ الصغیر" میں آپ کی تاریخ وفات ۱۲۳۱ مطابق ۱۸۱۵ء لکھی ہے اور مرقد لاہور تحریر کیا ہے جو کہ فرخ سیر بادشاہ ہندوستان کا عہد حکومت تھا۔ پنجاب کا حاکم نواب عبدالصمد خان دلیر جنگ ناظم لاہور تھا۔

پیر زہدیٰ مجذوب

آپ لاہور کے ایک مجتہد فقیر تھے اور سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ سعید بخاری

نفت بندی متوفی ۱۶۹۶ء سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ نام وجہیہ الدین تھا۔ پھر اپنے پیر و مرشد کی وفات کے بعد سلسلہ سہروردیہ میں حضرت شیخ جان محمد سہروردی لاہوری م ۱۶۰۸ء سے فیوض و برکات حاصل کیے۔

مولوی نور احمد چشتی مصنف "تحقیقات چشتی" نے لکھا ہے کہ آپ شہر لاہور میں گشت کیا کرتے تھے اور جو ٹکڑے زمین پر گرے ہوئے ملتے تھے ان کو صاف کر کے کھا جاتے تھے۔

ایک وقت آپ ممالک اسلامیہ کی سیر و میاعت کے لیے نکلے تو مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلیٰ۔ بیت المقدس اور بغداد شریف کے علاوہ دیگر بلاد اسلامیہ میں بھی گئے اور بے شمار شیوخ و قوت سے فیض حاصل کیا چشتیہ صابریہ سلسلہ میں حضرت میراں شاہ بھیکہ چشتی صابری سے خرقہ حاصل کیا۔ جب لاہور شریف لائے تو حضرت شاہ محمد عوث قادری لاہوری م ۱۶۲۹ء سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں کلاہ حاصل کیا۔

زہد و ورع۔ ریاضت و عبادت اور مجاہدہ میں بے نظیر تھے اور اس وجہ سے لوگ ان کو پیر زہدی کہتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۶۳۹ء مطابق ۱۶۲۶ء لاہور میں ہوئی۔ ان ایام میں نواب عبدالصمد خان دلیر جنگ ناظم لاہور تھا۔ آپ کو میاں فی قبرستان میں دفن کیا گیا آپ کے مرقد منور پر گنبد تھا۔ جو امتداد زمانہ سے گزر چکا ہے۔ آپ کے مزار پر لوگ نمکین اور شیریں روٹیاں بطور تیار لے کر جاتے ہیں۔

شاہ بخاری مجذوب

آپ محمد شاہ رنگیلام ۱۶۴۸ء کے عہد حکومت میں لاہور میں مجذوب گزرے ہیں صاحب جذب و سکر اور ولی کامل تھے آپ اغلباً اسی زمانہ میں بخارا سے لاہور تشریف لائے تھے۔ صاحب کرامات و خوارق بزرگ بتائے جاتے ہیں۔

آپ کی وفات ۶ صفر المنظر ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۶۴۶ء میں باغبان پورہ لاہور میں ہوئی تھی۔ جہاں مرتضیٰ خان شیخ فرید بخاری صوبیدار لاہور کی حویلیاں اور باغ تھے۔ وفات کے وقت خان بہادر نواب زکریا خان ناظم لاہور تھے۔ موجودہ صورت میں مزار ایک چوکھندی میں بغیر سقف کے ہے۔ یہ جگہ نیلا گنبد اور کالا برج کے مابین واقع ہے۔ اور محمد گنج گلی نمبر ۶۵ اور صدیق سٹریٹ گلی نمبر ۵۵ کے مقام انتقال پر ہے۔ اس کے ساتھ ایک وسیع میدان ہے۔ چوکھندی میں داخل ہونے کے لیے جانب شرق ایک کھڑکی ہے۔



عہدِ سگہاں

معصوم شاہ مجذوب

لاہور میں صاحبِ جذبِ مجذوب تھے۔ ان کی کئی ایک کرامات و خوارقِ مشہور ہیں۔ اپنے اجباب سے پر معنی گفتگو کرتے تھے۔ جذب و استغراق کی کیفیت طاری ہوتی۔ تو مدتوں خاموش رہتے اور کسی کی طرف نگاہِ التفات نہ فرماتے۔ دنیا اور اہل دنیا سے بے نیاز رہتے۔ ہمیشہ اپنے سامنے آگ روشن رکھتے ان کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ محلہ سید مٹھا میں ایک پرانی حویلی کے دروازے پر بیٹھا کرتے تھے اس کو کوچہ طاقاں والا بھی کہا جاتا ہے۔ آپ بارہ سال تک اس دروازے کی دہلیز پر ڈیرہ جمائے بیٹھے رہے اور لکڑیاں جلا کر آگ روشن کی۔ یہ آگ لکڑی کی دہلیز کے ساتھ جلتی رہتی۔ مگر دہلیز کو نقصان نہیں پہنچا کرتا تھا۔

مفتی غلام سرور لاہوری کہتے ہیں کہ ایک دن ایک مندر و ضعیف عورت کشیدہ کاری کے کپڑے لیے اس دروازے کے سامنے سے گزری۔ حضرت معصوم شاہؒ اٹھے اور کپڑے چھین کر آگ میں ڈال دیئے۔ جو دیکھتے ہی دیکھتے جل گئے۔ ضعیفہ روتی پٹیتی گھر چلی گئی۔ اگلے روز اس نے نور محمد منبردار سے اپنا حالِ زار بیان کیا۔ منبردار مذکور کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں آیا۔ اور اس کے متعلق کہا کہ یہ شریب عورت محنتِ مزدوری کر کے کام کرتی ہے آپ نے اس کے کپڑے آگ میں ڈال کر

بدا دینے۔ آپ نے کہا کہ میں نے پُرسے جلائے تو نہیں۔ ان کو آگ میں اس لیے
پھینک دیا تھا کہ شہیدہ کاری میں جو غلطی رہ گئی ہے ٹھیک ہو جائے۔ آپ اٹھتے
دیکتے ہوئے انکار سے ایک حرف نہ بولے اور تمام کپڑے صحیح سلامت نکال کر اس
عورت کے توالے کر دیئے۔

آج بھی اس جگہ ”تھڑیاں معصوم شاہ“ موجود ہیں۔ جہاں نشان بطور یادگار
بنا دیا گیا ہے۔ موجودہ عورت میں یہ تھڑیاں مسجد پٹوئیاں سے آگے ایک مکان کے
نیچے بد لب ٹرک زیارت گاہ عوام و خواص میں۔ اس پر سنگ مرمر کی ایک لمبی تختی پر
تحریر ہے ”وقف شدہ تھڑیاں حضرت معصوم شاہ صاحب“۔ تھڑیاں تین ہیں۔ اور
ان کے اوپر ایک چوٹا سا بنہ لگند ہے۔ فریش سنگ مرمر کا ہے جگہ صرف چند فٹ ہے
آپ کی وفات ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۰۶ء عبد مہاراجہ رنجیت سنگھ میں ہوئی۔
اور لوہاری دروازہ کے باہر آپ کو دفن کیا گیا۔ پھر یہ جگہ تکیہ معصوم شاہ کہلانے لگی۔
قبر کا موجودہ نشان مکی مسجد انارکلی بازار میں ہے۔

تاریخ وفات اس طرح ہے :-

آں شاہ کون د مکان معصوم شاہ	جو ذاتش طالب مطلوب عشق
سال وصل او چو بستم از فرد	گفت اے سرور۔ بگو مجذوب عشق

مستقیم شاہ مجذوب

آپ ایک روشن ضمیر فقیر۔ صاحب سکر۔ بذب و محبت کے مالک مجذوب تھے

لاہور کے مضافات فیض پور خورد میں حجام کی دکان کرتے تھے ایک واقعہ نے ان کی زندگی ہی بدل دی۔ ہوا یوں کہ ایک دن آپ ایک زمیندار کی حجامت بنانے اس کے کھیتوں میں گئے۔ آپ حجامت بنانے میں مشغول تھے کہ ایک فقیر قلندرانہ انداز میں دہاں آپنچا۔ اس نے کہا مستقیم! میں پیاسا ہوں۔ مجھے پانی کا ایک پیالہ پلا دو۔ آپ اٹھے اور پانی لا کر فقیر کو پلا دیا۔ پانی ٹھنڈا تھا فقیر خوش ہو گیا اور مستقیم کی طرف دیکھا۔ اس کی نگاہ پڑتے ہی مستقیم شاہ تڑپے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو تارک الدنیا ہو گئے۔ اور باقی عمر حذب و مستی میں گزار دی۔

ایک اور واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ فیض پور کا سکھ حاکم عطر سنگھ نے شیشم کا ایک بڑا درخت کٹوایا۔ اور اسے چھکڑے پر لا کر لاہور لانے کا ارادہ کیا سارے گاؤں کے لوگ جمع کیے گئے مگر وہ لکڑی ان سے اٹھا کر چھکڑے پر نہ لادی جاسکی۔ اسی اثنا میں میاں مستقیم اس طرف آنکلیے اور ان کو مشکل میں دیکھ کر فرمایا تم لوگ ہٹ جاؤ میں اکیلا ہی اس کو اٹھا کر چھکڑے پر رکھ دوں گا۔

چنانچہ اس نے بڑی آسانی سے لکڑی اٹھائی اور گاڑی پر رکھ دی۔ اس دن آپ کا راز افشاء ہو گیا اور لوگ آپ کو عقیدتمندی سے دیکھتے۔

آپ کی وفات ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۳ء عہد بہاراجہ رنجیت سنگھ میں ہوئی اور مزار فیض پور خورد شرق پور روڈ پر واقع ہے۔

رحمان شاہ مجذوب

فضل شاہ قادری نوشا ہی مجذوب آپ کا مرید تھا۔ مرشدی سلسلہ حضرت

پیر محمد سچیا رنمیڈار ہند حضرت نوشہ گینج بخش تک پہنچا ہے۔ مولوی نور احمد چشتی
اپنی تالیف "تذکرہ چشتی" میں لکھتا ہے کہ بعد از وفات رحمان شاہ مجذوب
کی قبر شاہ شانی کو بال اندرون شہر میں بنی۔

وفات ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۸۴۵ء کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔

تاجے شاہ مجذوب

یہ مست الست فقیر درویش اور مجذوب لاہور شہر کی گھیوں اور بازاروں میں
بھیرا رہتا تھا اکثر جنکھوں اور دیوانوں میں بھی نکل جاتا۔ کسٹھ کے ذریعے بعض غائبانہ
سہ بھی بیان کرتے تھے۔ استفراق اور مستی میں کھانے پینے کا پتہ نہ چلتا تھا۔
سروئی کھانا سامنے رکھ دیتا تو کھالیتے دگر نہ کئی کئی دن فاقہ مست رہتے تھے
آپ کی یہ لامنت بہت مشہور ہے۔

بس دن رنجیت سنگھ مر اس دن آپ گھیوں بازار میں کوبہ رہے تھے کہ اب یہ
سومیت صرف نو سال تک تو فرسے کی پھر زندگی حاکم ہو جائیں گے۔
مہاراجہ رنجیت سنگھ نے آپ کو اپنے یام مغل الموت میں بلایا اور صحت کے لیے
کہا۔ آپ نے کہا سب کو مرنا ہے جس طرح تیر اور میرا باپ مر گیا ہے تو بھی مرنے والا
ہے۔ چند دن کی لکڑی تیری چتا کے لیے لانی چاہیے۔ یہ سن کر رنجیت سنگھ بہت
پریشان ہوا۔ لکھا ہے کہ جب تاج شاہ قلعہ سے نکلے تو رنجیت سنگھ مر گیا۔
رنجیت سنگھ کے مرنے کے بعد جس طرح سکھ سردار قتل ہوئے اور ان کی حکومت

ختم ہوئی۔ اس سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ مہاراجہ کھڑک سنگھ۔ مہاراجہ شیر سنگھ۔ کنور نونہال سنگھ۔ راجہ دھیان سنگھ۔ وزیر اعظم راجہ سوچیت سنگھ۔ راجہ بہرا سنگھ۔ راجہ خواہر سنگھ۔ سرداران سندھانوالیہ۔ اجیت سنگھ اور دیگر نامی گرامی سکھ سردار آپس میں ہی لڑ کر قتل ہوئے۔ مہر گھسیٹا بھی قتل کیا گیا۔ پنڈت جلا بھی مارا گیا اور فقیر عزیز الدین کی وفات بھی اسی سال ۱۸۴۵ء ہوئی۔

آپ کی وفات ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۸۴۵ء میں ہوئی اور چیمبر لین روڈ (موجودہ خواجہ فیروز دین روڈ) پرانی سبزی منڈی کے پاس برب سٹرک پر قبر بنی۔

تاریخ وفات اس طرح ہے۔

بود تلجے شاہ تاج عارفاں
مشرشد جا بجا سرمست عشق
سال ترحیلش چو جسم از خرد
گفت ہادی ہرا سرمست عشق

ایک دوسری تاریخ وفات اس طرح ہے۔

رفت از دنیا چو در خلد بریں شیخ تاج شاہ پیر راہنا
مست مجذوبے بگو تاریخ او نیز عاشق مست کامل را

حلی شاہ مجذوب

آپ سرمست جذب واستفراق تھے۔ ایسے ذومعنی الفاظ بولتے۔ جن کی

سمجھ نہ آتی تھی۔ دیرانوں، بیابانوں، قبرستانوں اور جنگلوں میں گھوما پھرا کرتے تھے۔ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے نفرت کرتے تھے۔ سر پر بھاری پگڑھی پہنتے۔ رہائش کے لیے کوئی گھٹیا نہ تھی۔ لاہور شہر کے اندر بھی پھرا کرتے تھے۔ لاہور میں کافی عرصہ مقیم رہے۔ سیالکوٹ کا ایک مفلس آدمی آپ کی دعا و برکت سے امیر کبیر بن گیا اور آغا شاہ نواز خاں رئیس سیالکوٹ کے نام سے مشہور ہوا۔

آپ کی وفات ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۸ء دیکھوں کے زوال کے زمانہ میں ہوئی آپ کا تکیہ بیرون بھائی دروازہ ہے۔ مزار موضع کوٹلی ضلع سیالکوٹ میں ہے جو سیالکوٹ سے دو تین میل کے فاصلے پر جانب جنوب واقع ہے۔

مائی بھائی مجذوبہ

یہ مجذوبہ علاقہ بٹالہ کے موضع سنگھ تارو کی رہنے والی تھی۔ جس زمانہ میں پنجاب میں اڑھائی سیرا قحط پڑا۔ یہ اپنی ماں جیسا مہنت لوگوں کے ساتھ جو پہاڑوں سے آرہے تھے۔ امرتسر چلی گئی۔ وہاں اس کی والدہ فوت ہو گئی۔ بعد بارہ سال یہ لاہور چلی آئی۔ اور اندرون دہلی دروازہ کچینی بن بیٹھی۔ عالم جوانی اور حسن خداداد تھا بے شمار لوگ فریفتہ ہو گئے اس کے علاوہ اس نے شراب کی دودھ کائیں کر لیں۔ ایک اندون دہلی دروازہ دوسری شاہ عالمی۔ جس سے وہ بہت ملدار ہو گئی۔ چونکہ حسینہ شکیلا اور جمیلہ تھی۔ بہت سے عیاش اور اولاد لوگ اس شمع کے پروانے بنے۔

اس پیشہ سے اس نے بہت روپیہ کمایا۔

ایک دفعہ ایک مرد خدا ذوالفقار نامی اس کے پاس آیا اور شراب کا پیالہ طلب کیا اس نے بھر دیا۔ ذوالفقار نے ایک گھونٹ خود پیا۔ اور باقی اس کے حوالے کر دیا کہ پی لے۔ شراب کا بقیہ پیالہ پیتے ہی وہ مجذوب ہو گئی۔ کپڑے پھاڑ ڈالے۔ تمام زویر اتار کر پھینک دیا۔ گھر کا تمام اثاثہ لٹا دیا۔ اور ایک پرانی گودڑی لے کر اکبری دروازہ کے باہر میدان میں قیام پذیر ہوئی۔ حالت جذب و استغراق میں جو زباں سے کہتی وقوع پذیر ہوتا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اس کا بے حد معتمد تھا۔ اگرچہ یہ اس کو گالیوں دیتی وہ مگر اس کا پیچھا نہ چھوڑتا۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ مہاراجہ نے جب اس کے متعلق سنا تو پانچ سو روپیہ لے کر اس کے پاس آیا۔ چونکہ وہ اپنے پاس آنے والوں کو اینٹیں مارتی تھی۔ اس لیے مہاراجہ بھی کئی بار اینٹیں کھا کر اس کے آگے مھاگے پھرتے۔ جب مہاراجہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو راجہ دھیان سنگھ وزیر اعظم اور راجہ سوچیت سنگھ اس کو مہاراجہ کے پاس شاہی قلعہ میں لانے کے لیے گئے اور بہت سائق و جنس نذرانہ دیا۔ مگر وہ ان کے ساتھ نہ گئی۔ آخر مہاراجہ کھڑک سنگھ اس کو اپنے ہمراہ لائے اور وہ گیارہ روز تک سرکار کے پاس رہی۔ اس دوران مہاراجہ کو کچھ آرام ہوا۔ تو اس کے شکر یہ میں ایک حویلی بصر ف کثیر مانی مھاگی کو بنوادی۔ اب تو ہر شخص اس کے پاس آنے لگا۔ گنگا رام پنڈت بھی ہر روز اس کے پاس آنے لگا۔ ایک روز اس کی زبان سے نکلا کہ جا دربار میں دیوانی کا کام کر میرے پیچھے کیوں پڑا ہے؟ پس اسی روز سے اس کو دیوانی کا کام مل گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ راجہ دھیان سنگھ وزیر اعظم، راجہ سوچیت سنگھ۔ پنڈت گنگا رام، راجہ وینا ناتھ شہزادگان اور سرداران سندھانوالیہ وغیرہ کی بھی اس کے پاس بہت آمد و رفت تھی آخری عمر میں اس کو عمارت بنوانے کا بہت شوق ہوا۔ تو اس نے کئی ایک عمارت بھی

تعمیر کرائیں۔ حویلی مائی بھاگی کوٹ خواجہ سعید میں واقع تھی۔

مائی بھاگی مجذوبہ کی وفات ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۵۰ء میں ہوئی اس کی
قبر تیزاب احاطہ اور چاہ میراں کے درمیان ٹبہ عظیم شاہ کے قریب بنی۔ مگر اب یہ
قبر مفقود ہے۔ یہ تکیہ راجہ وینا نامتھ نے بنوایا تھا۔

شاہ سفر مجذوب

خان بہادر مولوی محمد شفیع پرنسپل اور نیشنل کالج لاہور نے اپنی تالیف
”اولیائے قصور“ میں اولیائے لاہور کے ضمن میں آپ کا تذکرہ کیا ہے وہ لکھتے
ہیں کہ آپ مجذوب تھے اور ان کی قبر دریائے راوی کی طرف ہے۔

بابا گاندی شاہ مجذوب

آپ داروغہ خاندان کے ایک صاحب جذب و سکروروش تھے داروغہ والا
میں رہتے تھے جہاں ان کے آباؤ اجداد کو شامان مغلیہ کی طرف سے جاگیر عطا
تھیں۔ آپ عہد سکھوں سے تعلق رکھتے تھے۔ لکھا ہے کہ جب مہاراجہ شیر سنگھ
اور اس کے لڑکے اجیت سنگھ کا قتل بارہ درمی شاہ بلاول قادری (کوٹ خواجہ سعید)

میں ہوا تھا۔

اس وقت آپ طفولیت کے عالم میں تھے۔
 آپ کی وفات عہد انگریزی میں ہوئی اور تکیہ گاندی شاہ مزار بنام مقبرہ
 کارنگ سبز ہے۔



انگریزوں کا زمانہ

فقیر نظام شاہ مجذوب

نظام شاہ مجذوب سکھوں کے عہد حکومت کے آخر اور انگریزوں کے اوائل عہد میں لاہور میں موجود تھا۔ عام طور پر کوچہ و بازار میں گھوما پھرا کرتے تھے۔ شراب پیتے اور مست رہتے۔ منشیات کھاتے اور مدہوش رہتے، حالت سکر اور استغراق میں رہتے تھے ولایت اور کرامتِ کاملہ کے مالک تھے۔ اپنے زمانہ کے نبض شناس اور حساس فقیر تھے۔ بے پناہ مخلوق ان کی عقیدت مند تھی۔ کبھی کبھی درزیوں کا کام بھی کرتے تھے۔ مگر ان تمام باتوں کے علاوہ کشفِ قلوب کے مالک تھے۔ جو ملتا غریبوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے بے شمار کرامات مشہور ہیں۔

جس دن لاہور میں مہاراجہ دلیپ سنگھ کا وزیر راجہ ہیرا سنگھ سپہ راجہ دھیان سنگھ قتل ہوا تو اس دن عید الاضحیٰ تھی۔ علی الصبح نظام شاہ مجذوب لاہور میں مسجد محلہ سادھواں میں تشریف لائے اور تمام نمازیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ پرانی صفیں الٹ دو اور نئی صفیں بچھا دو۔ چنانچہ دوپہر سے پہلے ہی یہ خبر لاہور میں عام ہو گئی کہ ہیرا سنگھ ۲۱ دسمبر ۱۸۵۷ء کو بمبہ پنڈت جھلا قتل کر دیا گیا ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری مصنف ”خزینۃ الاصفیاء“ کا بیان ہے کہ مجھے ایک بار غسل کی حاجت تھی اور کتاب ہاتھ میں تھی مسجد موران میں مولوی غلام اللہ کے پاس

پہنچا۔ میرا ارادہ تھا کہ وہاں غسل کر لوں اور وہاں ہی نمازِ فجر ادا کر لوں گا پھر سبق پڑھ لوں گا جب مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ نظام شاہ نمازِ فجر سے قبل ہی چراغ کی روشنی میں ایک کتاب پڑھ رہے ہیں مجھے دیکھتے ہی نظام شاہ اپنی جگہ سے اٹھا میری گردن پر ایک گھونسا مارا اور چلا کر کہا بے ادب غسل کی حالت میں مسجد میں آئے ہو۔ میں نے استاد کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور غسل خانے کی طرف چلا گیا۔ غسل کے بعد نماز ادا کی۔

جن ایام میں سکھوں سے انگریزوں نے حکومت چھین لی تو ان دنوں نظام شاہ میانی قبرستان میں رہائش پذیر تھا اور وہاں ایک کمرہ میں رہتا تھا۔ جس میں ایک ٹکڑی کی زنجیر جسے کاٹھ کتے ہیں، تیار کی۔ ایک دن ایک جوگی جولاہور میں گداگری کرتا تھا، پکڑا اور اس کو اس کاٹھ میں جکڑ دیا۔ یہ جوگی سارا دن جکڑا رہا، آزاد ہوا تو انگریزی عدالت میں جس بے جا کا مقدمہ کر دیا۔ ڈپٹی کمشنر لاہور نے خدابخش کو توال کا حکم دیا کہ نظام شاہ کو پیش کیا جائے تاکہ وہ جواب دعویٰ پیش کریں۔ خدابخش کو توال خود حاضر ہوا کہ بندہ آپ کا عقیدہ مند ہے مگر سرکار کا حکم ہے اس لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا بابا ہم ان ظاہری حکمرانوں کی عدالت میں حاضری دینے سے معذور ہیں۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہونا چاہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہ بلایا تو کل ہم آپ کے حاکم کے سامنے پیش ہو جائیں گے۔ چنانچہ اسی دن آپ کی وفات ہو گئی۔

آپ کی وفات ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۸۵۲ء میں ہوئی۔ بے شمار خلقت خدا آپ کے جنازہ میں شریک تھی اور میانی قبرستان میں ہی دفن کیا گیا۔ آپ کی تجہیز و تکفین کا انتظام لاہور کے مشہور ٹھیکیدار میاں محمد سلطان نے کیا تھا۔ اور قبر نواب شیخ امام الدین خاں سابق گورنر کشمیر نے بنوائی۔ موجودہ صورت میں آپ کی قبر تکیہ نظام شاہ میں ہے اس کے بالمقابل باغیچی سید چراغ شاہ چشتی ہے۔ اس کے متصل شمس العلماء خان بہادر سید محمد لطیف مصنف بہتری آف لاہور کی قبر ہے تکیہ میں مسجد اور حجرے بھی ہیں۔

تاریخِ وفات اس طرح ہے :-

ماشوقِ حق نظامِ شاہِ جہاں
ہوں برفت از جہاں بحق بیوست
سال مجذوب پیرِ خواں ستائش
تیم بدن عاشقِ نزلِ میرست

فضل شاہ مجذوب

آپ سید پور تحصیل ظفر وال ضلع سیالکوٹ کے باشندے تھے۔ عہدِ سلطنت میں لاہور آئے تو ایک مسجد میں امامت کرنے لگے۔ بعد ازاں مینک سازی کا پیشہ اختیار کر لیا اور جب حضرت شاہ رحمان قادری نوشاہی لاہور آئے تو ان سے بیعت کر لی جو حضرت پیر محمد سچیار سے ہو کر حضرت نوشہ گنج بخش تک جاتا ہے کچھ عرصہ بعد مجذوب ہو گئے، تو مہاراجہ رنجیت سنگھ، سکھ سردار اور ہندو امراء کثرت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ سینکڑوں روپے نذرانہ آتے۔ جوان کا جوان سال بیٹا بلند شاہ اٹھارے جاتا پھر یہ کیفیت ہوئی کہ مجذوبی حالت میں گلی کوچوں میں بسا اوقات لوگوں کو گالیاں دیتے راجہ وینا ناٹھ آپ کا بہت معتقد تھا انھوں نے اس کے پاس ایک منشی جیون داس مقرر کر رکھا تھا کہ وہ اس کی کہی ہوئی باتیں لکھ کر راجہ کو روزانہ پیش کرے۔ راجہ نے بیرون سستی دروازہ اس کے لیے ایک عالی شان مکان بھی بنوایا تھا۔ جو آج بھی میونسپل باغ میں واقع ہے۔ راجہ وینا ناٹھ تو تقریباً ہر روز آپ کی خدمت میں حاضری دیتا

نذرانہ پیش کرتا مگر آپ قبول نہ فرماتے اور مجذوبانہ حالت میں راجہ کو گالیاں دیتے پتھر اٹھا کر مارتے۔ مگر راجہ ناراض ہونے کی بجائے مجذوب کی اس پر کرم فرمائی تصور کرتا۔

آپ کی وفات ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۸۵۲ء عہدِ اوائل انگریز میں ہوئی۔ اور میونسپل باغ بیرون مستی دروازہ اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے راجہ دینا نامتھ اور دیگر سکھ سرداران کے جنازے پر حاضر ہوئے اور قیمتی دوشالے سب نے لاش پر ڈالے جب تک راجہ دینا نامتھ زندہ رہا وہ اس کا سالانہ عرس دھوم دھام سے کراتا رہا۔

مستان شاہ مجذوب

یہ فقیر لاہور کے شہر اور مضافات کے گلی کوچوں، دیرانوں اور بیابانوں میں سروپا برہنہ پھرتے تھے۔ مجذوبان باکمال اور مرستان صاحبِ حال بزرگوں میں سے تھے۔ تارک الدنیا، مستغنی المزاج تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے کوئی سروکار نہ تھا۔ سخت سردیوں میں ایک بھورے (کبیل) میں ہی گزراوقات فرماتے۔ مگر کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کرتے۔ لوگ نذرانے پیش کرتے۔ مگر آپ ان کی طرف ایک آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے۔ اور ضرورت مند حضرات خود ہی اٹھا کر لے جاتے۔ اگر بچ جاتے تو خود اٹھا کر لوگوں میں تقسیم کر دیتے۔ بعض اوقات برتن ساز کلاہوں کے پاس چلے جاتے اور مٹی کے برتن بننے دیکھتے رہتے۔ اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ انھوں نے خود برتن سازی شروع کر دی۔ اور اس خوبصورتی سے برتن بناتے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے

خود ہی باتیں کرتے رہتے۔ جو دوسروں کی سمجھ سے بالاتر ہوتیں۔ ایک بات کو دس دس بار تکرار کرتے جاتے بھوک ستاتی تو درختوں کے پتوں پر اکتفا کرتے مولوی نور احمد چشتی مصنف "تحقیقات چشتی" لکھتا ہے کہ وہ ان کو دیکھتا رہا ہے جسم فریب ہے شاہ عالمی دروازہ کے پاس ہمیشہ بیٹھے رہا کرتے تھے۔ خزانہ مہاراجہ سے ان کو ایک روپیہ یومیہ ملتا تھا۔ بڑے بڑے سکھ سردار آپ کے پاس حاضر ہوتے مگر آپ ان کی طرف نظر التفات نہ فرماتے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ بذات خود اکثر حاضر ہوتا۔ سینکڑوں روپیہ تدریجاً پیش کرتا۔ مگر آپ اس کی طرف دیکھتے تک نہ تھے بلکہ گالیاں دیتے تھے۔

آپ سے بے شمار کرامات و خوارق ظہور پذیر ہوئیں۔

مفتی غلام سرور لاہوری ایک دفعہ مزنگ سے اندرون شہر کی طرف آ رہا تھا، جب وہ حضرت شاہ اسماعیل محدث بخاری کے مزار کے پاس پہنچا تو اس نے دیکھا کہ آپ عین سڑک (ہال روڈ) کے درمیان ننگے بیٹھے ہیں کئی لوگ وہاں جمع تھے۔ آپ یکدم اٹھ کر چاہ وایتاں والے کی طرف گئے مکنوں سے ایک ٹنڈا مٹری چند انیٹیں جمع کر کے چولہا بنایا اور اوپر ٹنڈر کھدی۔ پھر پالک کا ساگ ٹوڑا اور اس میں ڈال دیا خشک لکڑیاں جمع کر کے چولہے میں رکھیں اور آگ لگا دی۔ ایک تالی ماری تو آگ بھڑک اٹھی پھر ایک اینٹ اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا کہ بھاگ جاؤ۔ یہاں کیا

دیکھ رہے ہو۔

مفتی غلام سرور لاہوری مزید لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور شیخ دہاب الدین

لاہوری شہر سے باہر ایک ریت کے ٹیلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت ہمیں بھوک لگی تھی مگر کھانے کو کچھ نہ تھا۔ یکدم ہم نے دیکھا کہ مستان شاہ چلے آ رہے ہیں ہم نے اس سے اپنی بھوک کا ذکر کیا تو اس نے ہاتھ اٹھایا اور غائب سے چند روٹیاں بچڑ کر

ہمارے حوالے کر دیں جب ہم نے کھانا شروع کیا۔ تو دیکھا کہ یہ روٹیاں روغنی بھی
تھیں اور گرم بھی۔

ایک بار بہاراجہ رنجیت سنگھ کا ایک مصاحب امام شاہ امرتسر میں گرفتار کر
لیا گیا۔ اس کے عزیز آپ کے پاس دعا کے لیے پہنچے آپ نے ان کو تسلی دی، خدا کا
کرنا اس دن اس کو امرتسر سے رہا کر دیا گیا پھر یومیہ وظیفہ بھی مقرر کر دیا گیا۔
مفتی غلام سرور لاہوری اپنی تصنیف ”محمد لقیۃ الاولیاء“ میں لکھتے ہیں کہ ایک
دفعہ بہاراجہ رنجیت سنگھ آپ کو ہاتھی پر سوار کر کے قلعہ کی طرف لارہا تھا کہ آپ
نے راستے میں ہاتھی پر سے چھلانگ لگا دی۔

آپ کی وفات ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء میں ہوئی۔ یہ انگریزوں کی حکومت کا
اوائیل عہد تھا۔ مزار قبرستان میانی صاحب میں تکیہ نظام شاہ میں ایک اونچے چوڑے
پر واقع ہے۔

تاریخ وفات اس طرح ہے :-

شہ مستان حق دیوانہ عشق

بگو مائل ولی مستان عشق

چو از دنیا بہ فردوس بریں رقت

بہ سال ارتحال آن شہر دیں

سید سید محمود آغا مجذوب

حضرت سید سید محمود آغا نقشبندی حضرت میر جان کاہلی نقشبندی از اولاد

حضرت خواجہ خاوند محمود نقشبندی المعروف بہ حضرت ایشان کے برادر خورد تھے

اور اپنے بھائی کی تلاش میں کشمیر ہوتے ہوئے مدینۃ الاولیاء لاہور تشریف لائے۔ خانقاہ نالیہ حضرت ایشان بیگم پورہ میں دونوں بھائیوں کی ایک مدت کے بعد ملاقات ہوئی۔ پھر آپ شالامار باغ میں شاہی حمام کے قریب بروج میں اقامت گزیں ہوئے مگر انگریز حکام کے تنگ کرنے پر آپ روضہ حضرت ایشان میں اپنے برادر اکبر کے پاس آگئے۔ پھر امرتسر چلے گئے مگر محوڑے ہی عرصہ کے بعد واپس اسی جگہ آگئے۔ آپ مجذوب اور مادر زاد ولی اللہ تھے۔ فارسی میں شعر بھی کہتے تھے اور رب تخلص کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں ہوئی اور مقبرہ حضرت ایشان بیگم پورہ کے باہر دفن ہوئے۔ آپ لا ولد تھے۔

بلند شاہ مجذوب

بلند شاہ حضرت فضل شاہ مجذوب قادری نوشاہی کا بیٹا تھا لکھا ہے کہ جب راجہ دینا ناتھ بلند شاہ کے باپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نذرانہ پیش کرتا۔ تو یہ روپے لے لیتا۔ راجہ مذکور اس کی سواری کے لیے عمدہ عمدہ گھوڑے اور پہننے کو عمدہ عمدہ قیمتی پوشاکیں اور دو دہرے دوہرے طلائی کڑے و کنٹھ و مالا وغیرہ لاتا۔ راجہ کی وفات کے بعد بلند شاہ نہایت مفلس و قلاش ہو گیا یہاں تک کہ سب حویلیاں اور مکانات فروخت کر کے مر گیا۔ اس کی وفات ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۷۰ء میں ہوئی اور اپنے والد کی قبر کے پاس مدفون ہوا۔

مکھن شاہ مجذوب

مکھن شاہ مجذوب حضرت حافظ احمد دین سہروردی المتوفی ۱۸۸۸ء سجادہ نشین

خانقاہ عالیہ حضرت میاں وڈا سہروردی سوا ہے اور اس خانقاہ میں رہتا ہے۔ سارا دن گلیوں، کوچوں اور بازاروں میں گشت کرتا رہتا تھا۔ مجذوب اور مست الست بزرگ تھے وفات کے بعد ان کو اسی خانقاہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

ایک مجذوبہ

ترجمان حقیقت علامہ سر محمد اقبال م ۱۹۳۸ء اپنے ایک خط بنام مہاراجہ کیشن پر شاہ وزیر اعظم ریاست حیدرآباد دکن لکھتے ہیں جبکہ کتاب ”شاد اقبال“ میں موجود ہے یہ خط علامہ موصوف نے، مارچ ۱۹۱۶ء کو لاہور سے لکھا تھا۔ لکھتے ہیں :-

”آج کل لاہور میں سلطان کی سرائے (کنڈ بازار) میں ایک مجذوبہ نے بہت لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رکھا ہے کسی روزان کی خدمت میں جانے کا قصد ہے۔“

مولوی عبداللہ مجذوب

مولوی فیروز دین چشتی نظامی م ۱۹۶۹ء مالک فیروز سنز اپنی تصنیف "جہاد زندگی" میں لکھتے ہیں۔ کہ مولوی عبداللہ لاہور کے رہنے والے اور ایک عالم فاضل شخص تھے۔ خدا جانے کیا ہوا کہ مجذوب ہو گئے اکثر ایک ٹیلی چادر میں رہا کرتے تھے سب کے سامنے پیشاب پافانہ کر دیتے تھے۔ اور اگر کوئی شخص کوئی پیش کرتا تو اس میں سے پھوڑا سا چمکھ کر باقی زمین پر پھینک دیتے۔ مولوی فیروز دین لکھتے ہیں کہ میں بھی دد تین دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور میں نے دیکھا کہ جو سوال میرے دل میں ہوتا وہ بغیر پوچھے اس کا جواب دے دیتے تھے۔



زمانہ پاکستان

عظیم شاہ مجذوب

ادائیل عہد انگریز میں یہ مجذوب لاہور میں رہا کرتے تھے۔ پہلے یہ فوج میں گھڑسوار تھے اور پانچ ہتھیار لگا کر گراؤنڈ سٹیڈیم میں پھرا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ انگریزوں کے آگے انگریز آگے اس سٹیڈیم کے پاس اس زمانہ میں ایک پڑاوا تھا۔ قاضی لاہور شیخ امام دین کو پھانسی کا حکم ہوا اور اس کو ماتحتی پر بٹھا کر پریڈ میں لے جا رہے تھے کہ یکدم ایک طرف سے سائیں عظیم شاہ آتے دکھائی دیئے۔ قاضی نے آپ کو دیکھ کر فریاد کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا۔ جب ان کو پھانسی پر لٹکایا گیا تو ایک طرف سے سائیں سوار آئے اور قاضی کی رہائی کا پروانہ لائے۔ چنانچہ آپ کو رہا کر دیا گیا۔ بعد ازاں گڑھی شاہو آکر خانقاہ حضرت جان محمد قصوریؒ میں رہنے لگے اور بعد از وفات یہیں دفن ہوئے۔

سائیں شیر محمد مجذوب

آپ کا مزار بیرون موچی دروازہ بلب بلب سڑک سرکلر روڈ ایک قدیم بڑے درخت کے

ہر نیچے ہے۔ حضرت میاں جہل احمد شہر قبوری کا کہنا ہے کہ پہلے آپ کو مصری شاد کے ریلوے کے پل کے پاس دیکھا گیا تھا۔ پھر اس مقام پر آگے اور درخت کے نیچے کھڑے رہتے تھے، عموماً ننگے رہتے یا ایک لنگوٹی زیر تن کرتے۔ راقم الحروف نے بھی آپ کو دیکھا ہے۔ بہت سی عورتیں وہاں آتی تھیں۔ جو آنا۔ لوگ اٹھا کر لے جاتے تھے۔

آپ کی وفات ۵ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۵۲ء بروز جمعہ ہوئی اور اس درخت کے نیچے دفن ہوئے۔

گڈی سائیں مجذوب

لاہور میں یہ مجذوب لمبا چوڑے پہنے گلیوں بازاروں میں گشت کرتے پھرتے تھے عام طور پر شاہی قلعہ لاہور کے گرد و نواح میں پھرا کرتے تھے۔ ہر وقت گڈی (کلوٹ) اور ڈور سے دل بہلایا کرتے تھے۔ اکثر سٹے باز لوگ ہر وقت ان کے ارد گرد پھرا کرتے تھے۔ اور نمبر پوچھا کرتے تھے۔

وفات ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء میں ہوئی اور شاہی قلعہ لاہور کی مشرقی دیوار کے بالمقابل اور مسجد بیگم شاہی کے جانبِ غرب دفن کیا گیا۔ اب یہ جگہ تکیہ گڈی سائیں کے نام سے مشہور ہے ان کی قبر پر ہر وقت گڈیوں کی چادر تھی رہتی ہے۔

دیر کا واگے مجذوب

دیر کا ایک نارمٹھ ولسیٹرن ریلوے کا سٹیشن تھا جو بلکہ سے امرتسر آتے ہوئے راستہ میں واقع ہے اس ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ پختہ سڑک بھی آتی ہے جس پر دیر کا کے پاس آپ شیشم کے ایک درخت تلے کھڑے رہا کرتے تھے۔ قیام پاکستان سے قبل جب مؤلف کتاب ہذا بٹالہ سے جانب لاہور آتا تو راستہ میں آپ کی زیارت ہو جایا کرتی تھی آپ سالہا سال تک اسی شیشم کے درخت تلے کھڑے رہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو ”ٹاپلی سائیں“ کہا جاتا ہے۔ بے شمار خلق خدا آپ کی خدمت میں آکر فیض یاب ہوتی اور دروازہ مقامات سے بھی لوگ نذرانے لیکر آتے مگر آپ گالیاں دیتے پھر بھی لوگوں کی کثرت کم نہ ہوئی۔ ۱۹۴۷ء کے بعد آپ کو وہاں سے لاہور لایا گیا اور مصطفیٰ آباد (دھرم پورہ) کی سادھیوں میں رہنے لگے اور وہاں ہی وفات پائی۔

آپ کا نام شیخ محمد دین قادری بتایا جاتا ہے۔

وفات ۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۵۰ء میں ہوئی، اور

وہیں دفن ہوئے۔

سید غلام محمد رنگیلا مجذوب

ولادت ۱۸۹۴ء میں ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہوئی جب لاہور آئے تو فلندراتہ طریق
مقا۔ کچھ عرصہ جی۔ ٹی روڈ ریوے کوارٹروں میں رہے پھر میاں میر آبادی میں آگئے۔
بعد ازاں ڈاکٹر غلام نعیم الدین کے گھر واقع گڑھی شاہو میں عرصہ ۲۵ سال رہے۔ آپ
مجذوب تھے بے شمار دنیا آپ سے فیضیاب ہوئی۔

آپ کی وفات ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۸۵ء مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۶۵ء بروز پیر بوقت
عصر فجر ۹۰ سال ہوئی۔ آپ کے عقیدت مندوں نے آپ کا نہایت عالی شان مقبرہ
قبرستان عوام الناس حضرت میا نیر قادری فاروقی میں تعمیر کرایا۔ مقبرہ ۱۹۶۲ء میں
پایہ تکمیل کو پہنچا۔ سالانہ عرس بھی ہوتا ہے۔

سائیں مجنوں مجذوب

راقم الحروف نے آپ کو کئی مرتبہ قبرستان میانی میں دیکھا ہے ان کا ردگرد
بہت سے لوگ بیٹھے رہتے تھے۔ تقریباً تیس سال یہاں ہی قیام فرما رہے، بولتے
نہیں تھے۔ معتقدین کہتے تھے کہ ان کو چپ کا روزہ ہے۔ اگر ضرورت محسوس کرتے

تو کاغذ پر لکھ کر جواب دیا کرتے تھے۔ آپ کریموں کا سالن بہت پسند کرتے تھے انھوں نے ساری عمر ٹھنڈا پانی نہیں پیا۔

آپ کی وفات ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹۶۹ء قبرستان میانی میں ہوئی اور مقبرہ گیلانیاں میں نظام الدین بودیا لوالی کے متصل ایک دوسری چار دیواری میں واقع ہے ہر سال عرس نہایت دھوم دھام سے انعقاد پذیر ہوا کرتا ہے۔

صوفی مقبول احمد مجذوب

حضرت صوفی مقبول احمد مجذوب بسنی پٹھاناں جو سرسند شریف سے دو میل کے فاصلے پر ہے میں پیدا ہوئے بچپن سے ہی آپ کی طبیعت مجاہدات اور ریاضات کی طرف مائل تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت اسماعیلؒ بندگی کے مزارات مقدسات

پر بدتوں چلہ کشی کرتے رہے۔ آپ کے پروردگار بابا رؤف شاہ تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بائیس سال تک مین روڈ پر کوٹھی نگر دھاری لال میں ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں ہر وقت پڑے رہتے تھے۔ اور اپنے ساتھ ایک قرآن مجید رکھتے تھے جو حاجتمند آتا اس سے کھڑکی سے بات کرتے۔ مستورات کثرت سے جاتی تھیں۔

آپ کی وفات ۸ شوال المکرم ۱۳۸۹ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۶۹ء لجر ۶۰ سالہ سی معمولی کوٹھڑی میں ہوئی اور مقبرہ قبرستان میانی میں بنا۔ جو ایک اونچے چبوترے پر واقع ہے مرقد پر سنگ مرمر کی لوح پر یہ تحریر ہے۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اعلیٰ حضرت صوفی مقبول احمد

دلی المعروف مسین روڈ والے صوفی جی بستی پٹھانان - ریاست پیالہ -
 مقبرہ سنگ مرمر کے ایک بلند چوڑے پر واقع ہے۔ تعویذ قبر بھی سنگ مرمر سے
 مرتین ہے۔ چھت اور دیواروں کو نفیس ترین اور رنگ برنگ کے دیدہ زیب شیشوں
 سے آراستہ کیا گیا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی شیش محل میں داخل ہو گئے ہیں

سامیں قادر بخش مجذوب

سرطان علی احمد خاں کا کہنا ہے کہ آپ داتا دربار کے باہر رہتے تھے۔ آپ
 لاہور کے باشندہ تھے۔ سالانہ عرس کے موقع پر آپ خانقاہ حضرت مادھو لال حسین
 قادری چلے جاتے تھے۔ جو تدرانے یا فتوحات آتے وہ سب سے پہلے کتوں کو ڈالتے
 تھے اور باقی حاضرین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ نہایت معنی، خیف الجبۃ اور کمزور تھے
 کسی کا سوال نہ سنتے تھے بلکہ عموماً خود ہی باتیں کرتے رہتے تھے۔ کٹی سٹہ والے اور
 ریس کھیلنے والے لوگ آتے تھے۔ ریلوے سٹیڈیم گڑھی شاہو کے قریب ایک قدیم
 بڑا درخت تھا جس کے سایہ تلے تقریباً پندرہ سال قیام فرما رہے۔ آپ کی وفات
 ۱۹۶۹ء میں ہوئی اور قبرستان مسافر خانہ گڑھی شاہو میں مدفون ہوئے اس وقت
 آپ کی عمر تقریباً ۷۵ سال تھی۔ حکیم روح اللہ قادری اکثر آپ کے پاس جاتے تھے
 آپ سبب الزباں تھے۔

عید محمد مجذوب

عید محمد مجذوب المعروف عید و سائیں ۱۹۶۰ء تک دربار حضرت داتا صاحبؒ میں رہے، جہاں موجودہ صورت میں ایڈمنسٹریٹو اوقاف داتا صاحب کا دفتر ہے، وہاں بیٹھے تھے۔ اکثر حالت سکر میں رہتے تھے جب کبھی بولتے اپنی مرضی سے بولتے تھے۔ اور کسی کی طرف کم متوجہ ہوتے تھے۔

جب عالم صحو میں ہوتے تو چند جملے بولتے تھے جس کا مطلب حاضرین اپنی اپنی عقل کے مطابق نکال لیتے تھے۔ نہایت خوبصورت تھے، روشن آنکھیں، کشادہ پیشانی اور لمبے بال تھے۔ وفات کی تاریخ کا پتہ نہیں چل سکا۔ عمر بوقت وفات تقریباً ۸۵ سال تھی۔ وفات کے بعد قبرستان میانی میں دفن ہوئے۔ سردار علی احمد خاں نے آپ کو دیکھا ہے۔

بابا مٹھو کر والا مجذوب

قلندری سلسلہ کے اس مجذوب کو چنگا پیر بھی کہا جاتا ہے۔ بڑے بابرکت اور پرفیض بزرگ تھے۔ آپ کی بے شمار کرامات بیان کی جاتی ہیں۔ آپ کی وفات ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں سوئی مقبرہ قبرستان عقب آبادی

شادباغ میں مرجع خلائق ہے آپ کے متقل ایک اور قلندرانہ طریق کے مجذوب سید محمد علی جالندھری المشہور بہ بابا بوٹا سائیں کی قبر ہے۔ ان کا وصال ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۷۲ء میں ہوا تھا۔

آپ کے متعلق محمد حنیف قریشی ایزدی ایک کتاب بنام ”گلستان قلندر“ تحریر کر رہے ہیں۔

سائیں غلام حمید مجذوب

آپ رڑہ تیلیاں نلکیاں والی گلی چوڑے منڈی میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں چند سے بیگم شاہی مسجد لاہور میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی جب بڑے ہوئے تو درزیوں کا پیشہ اپنایا۔ شادی کے بعد آپ تارک الدنیا ہو گئے اور جنگلوں ویرانوں میں پھرنے لگے اور چار سال تک صحرا نوردی کرتے رہے۔ ایک دن حیدرآباد سندھ میں پھر رہے تھے۔ کہ آپ کا کوئی شناسا آپ کو لاہور لے آیا۔ یہاں آکر مستی دروازہ کی گھائی پر ڈیرہ لگا لیا۔ ۱۹۶۵ء میں یہاں سے لکڑ منڈی چلے گئے ۱۹۶۶ء میں اقبال پارک کے باہر ریل ٹرک ڈیرہ جمایا۔ آپ یہاں سے شالامد بارغ تک کا چکر لگایا کرتے تھے۔ بڑے صاحب تصرف بزرگ تھے اس لیے خلق کا جھوم آپ کی طرف ہو گیا۔ بڑے صاحب جذب و استغراق مجذوب تھے۔ اکثر اوقات یوں ہوتا کہ آئینوالے کو اس کے دل کی بات پہلے ہی کہہ دیتے۔ سوتے بہت کم تھے آخری عمر میں گھومنا پھیرنا بند کر دیا اور قبلہ رخ ہو کر اس مقام پر تصور الہی میں گم سم بیٹھے رہتے۔ شدید گرمی۔ شدید سردی اور بارش کی آپ کو

مطلقاً پرواہ نہ تھی۔ اور یہ چیزیں آپ پر اثر انداز نہیں ہوتی تھیں۔
 آپ کی وفات ۱۳۹۲ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۷۳ء بروز جمعہ المبارک صبح ۶ بجے
 ہوئی اور بالمقابل شاہی قلعہ بربل سڑک نزد پٹرول پمپ آپ کو دفن کیا گیا۔ اب
 نہایت عالی شان مقبرہ تعمیر ہو چکا ہے ساتھ ہی مسجد بھی ہے۔ مقبرہ زیر نگرانی محکمہ
 اوقاف ہے۔

صوفی دین محمد مجذوب

اندرون دہلی دروازہ رہتے تھے۔ ساری عمر مجرّد حالت میں گذاری نہ بچوں سے نہایت
 شفقت سے پیش آتے تھے جو تدرانہ آتا وہ ان میں تقسیم کر دیتے تھے۔ اکثر بزرگانِ لاہور
 کے مزارات بالخصوص داتا دربار حاضری دیتے تھے۔ جمال دین بہپوان م ۱۹۷۵ء آپ کا
 بے حد معتقد تھا۔ سابق گورنر جنرل ملک غلام محمد سے آپ کی بے تکلفی تھی۔ اگر قرآن پاک
 پڑھتے تو سارا دن پڑھتے رہتے اگر ناچتے تو کئی کئی گھنٹے ناچتے اور سارا دن جو منہ میں
 آتا کہتے رہتے بے شمار بوڑھے مرد اور مستورات آپ کے پاس جاتے تھے کافی عرصہ
 گڑھی شاہو میں گذارا بازار میں نوٹ بھیرتے رہتے اکثر مقبرہ حضرت سید صوفی میں کھڑے
 ہو کر قرآن پاک پڑھا کرتے تھے۔ مزار میر کے ساتھ گانا سنتے اور رقص بھی کرتے۔

آپ کی وفات ۹ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ مطابق ۳ جون ۱۹۶۸ء بروز اتوار ہوئی
 اور مزار گلی میں اندرون دہلی دروازہ نزد امام باڑہ الف شاہ بنا جو بابو محمد گلزار ایس ڈی او
 پی ڈبلیو ڈی کی زیر نگرانی تعمیر ہوا۔

چھتری والی سرکار مجذوب

نام سلامت علی کشمیری مجذوب ہے ابتداءً دریائے راوی کے کنارے ذخیرہ میں ڈیرہ ڈالنا۔ درکامل بارہ سال اس ویرانے میں قیام فرمایا۔ کیونکہ آپ تنہائی بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔ پھر چوک مصری شاہ جامع مسجد کے باہر ایک دکان کے تختہ پر قیام فرمایا۔ یہاں بھی بارہ تیرہ برس کے قیام کے بعد بڈھا دریا پر مستقل ٹھکانا بنایا اور بابا کسی والی سرکار کے نام سے مشہور ہوئے۔ بے شمار دنیا آپ کے گرد جمع ہونے لگی۔ برائے والے و پانی اور چائے تو اضع کرتے اور کسی کو خالی نہ جانے دیتے۔ پھر یہ شہر مستقل حیثیت اختیار کر گیا جو نذرانہ آتا وہ حاضرین میں تقسیم کر دیا جاتا اور آپ بالکل اس طرح رہتے۔ آپ صاحبِ کرامت بزرگ اور مجذوب تھے۔ تمام علم قلندری طریق پر کنڈاری۔

آپ کی وفات ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۷۶ء بروز جمعرات پانچ بجے شام ہوئی اور وہیں دفن کیے گئے۔ اب آپ کے معتقدین نے لاکھوں روپے خرچ کر کے آپ کا نہایت عالی شان مقبرہ تعمیر کر دیا ہے۔ لوح مزار اس طرح ہے :-

”جناب حضرت سید صوفی سلامت علی شاہ رشی قادری قطب زماں المعروف

بابا چھتری والی سرکار“

سائیں محمد عالمگیر مجذوب

یہ مجذوب تقریباً عرصہ چالیس سال پاگل خانہ میں رہا۔ مزنگ کارہنے والا تھا۔ سائیں محمد عالمگیر سائیں مجنوں میانی والوں کا نبیض یافتہ تھا اکثر اس سے ایسی باتیں اور کام سرزد ہو جاتے جس سے لوگ بہت متاثر تھے ان کی بے شمار کرامات بیان کی جاتی ہیں۔ مستجاب الدعوات تھے ان کا سالانہ عرس محمد افتخار مزنگوی کراتا ہے۔ وفات ۱۹۴۸ء میں ہوئی اور مزار قبرستان میانی میں جنازہ گاہ میں راستے میں دائیں طرف واقع ہے۔

مائی بھائی مجذوبہ

یہ مجذوبہ نہایت خاموش الطبع تھی۔ ننگے پاؤں اور ننگے سر رہا کرتی تھی اس کا رونا کا معمول قبرستان میانی سے مقبرہ حضرت شاہ جمال تک پیدل جانا تھا۔ رات مقبرہ حضرت شاہ جمال میں بسر کرتی اور پھر سفر شروع کر دیتی۔ سردار علی احمد خاں کا بیان ہے کہ وہ بہت کم کسی سے گفتگو کرتی تھی۔ اگر کوئی چلتے چلتے دعا کی فرمائش کرتا تو اس کیلئے دعا کر دیتی تھی۔ بچوں سے نہایت شفقت سے پیش آیا کرتی تھی اور جو کچھ ہوتا وہ

ان میں تقسیم کر دیا کرتی تھی۔ کہتے ہیں کہ وہ مستجاب الدعوات تھی۔
اس کی وفات تقریباً ۱۹۶۸ء میں بعمر ۵۶ سال ہوئی اور قبرستان میانی میں
دفن کی گئی۔ اس کا جنازہ بہت بڑا ہوا۔

بابا غلام رسول مجذوب

بابا غلام رسول المعروف بہ بلیاں والی سرکار بھی مجذوب تھے۔ حضرت میاں
جمیل احمد شہرپوری کا کہنا ہے کہ ان کو سائیں نور محمد عرف نور انجیرے والا بھی کہا جاتا
تھا۔ یہ مجذوب حضرت میاں شیر محمد شہرپوری نقشبندی کے ملنے والوں میں سے تھا
اس کے کلام کو عام آدمی نہ سمجھ سکتا تھا۔ موسم گرما میں صرف دھوٹی پہنتا تھا۔
۲۵ نومبر ۱۹۶۳ء کو ان کی وفات ہوئی اور مسجد شیربانی بیرون بھائی دروازہ
نزد میونسپل بڈرو میں دفن ہوئے۔

غلام قادر مجذوب

مولوی مظفر اقبال خطیب جامع مسجد محلہ سیمیاں اندرون ملکسالی دروازہ ابن
حضرت مفتی غلام جان ہزاروی قادری لاہوری م ۱۹۵۹ء کا کہنا ہے کہ اس مجذوب کی

گشت ٹکسالی دروازہ سے لوہاری دروازہ تک تھی اور رٹائش بادشاہی مسجد کے
 قدیم حجروں میں جہاں اب ٹٹیاں بن گئی ہیں میں تھی اس کو پاکستان کے معرض وجود
 میں آنے کے چھ سات سال بعد تک دیکھا گیا پھر ایسے غائب ہوئے کہ نہ دیکھے گئے
 آپ کسی سے ہم کلام نہ ہوتے تھے اور گرمیوں میں سات آٹھ کوٹ پہنتے تھے اور
 اوپر کیبل رکھتے تھے، ننگے پاؤں رہتے تھے۔



دوسرا سفر ہندوستان

یہ سفر آپ نے ۱۹۸۱ء میں کیا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے مریدین بھی تھے۔ بالخصوص شیخ محمد اقبال۔

دہلی

حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی چشتی۔ حضرت سید نظام الدینؒ اولیاء چشتی۔ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی۔ اور سرخیل سلسلہ عالیہ نقشبند حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مزارات مقدسہ پر حاضری دی۔ اور وہاں سے فیضان حاصل کیا مزار حضرت امیر خسروؒ پر بھی فاتحہ خوانی کی۔

آپ کا پاسپورٹ نمبر ۶۴۲۸۲۲ AJ ۱۹۸۱ء تھا جس پر آپ کا نام محمد صادق ہاشمی ولد عبد الواحد تحریر ہے۔

اجمیر شریف

خواجہ خواجگان حضرت سید معین الدین چشتیؒ اجمیری کے شہر میں آپ آٹھ دن قیام فرما رہے۔ انا ساگر اور تارا گڑھ بھی دیکھا۔ اجمیر شریف سے گیارہ میل دور پہاڑوں کی پرلی طرف ایک جگہ ہے جہاں راجہ جے پال نے کولہو لگوایا تھا۔ جہاں ہر روز ایک

مسلمان کو کولہو میں پڑا میں جاتا تھا۔ کولہو بھی دیکھا۔ راجہ مذکور مسلمان کے خون سے
 تک لگا کر ناشتہ کرتا تھا۔ اور چربی سے دیا جلاتا تھا۔ اس سفر میں یہ لوگ شامل
 تھے۔ شیخ محمد اقبال۔ محمد اقبال شاہ۔

منظف نگر

یہاں بھی گئے

سہارن پور

سہارن پور بھی تشریف لے گئے۔

امر تسر

یہاں بھی قیام کیا۔



پاکستان میں سیر و سیاحت

پاکستان میں آپ کراچی، حیدرآباد، سکھر، سیون شریف، پاکپٹن شریف، جن پیر، مائی باپ، حضرت سلطان باہو، حضرت بری امام، گجرات، چوہاسین، شاہ وغیرہ مقامات میں تشریف لے گئے۔

لاہور

حضرت داتا گنج بخشؒ کے روضہ عالیہ کی سیرھیوں پر کئی سال پڑے رہے حضرت میاں میر قادری کے روضہ پر بھی گئے۔ لاہور کی کئی ایک آبادیوں میں قیام کیا۔

شورکوٹ

حضرت سلطان باہو کے روضہ عالیہ پر حاضر ہوئے یہ مرید ساتھ تھے۔ حامد نصیر، محمد اقبال، اقبال احمد شاہ، حاجی محمد افضل، حاجی محمد شتاق، ضیاء پسلوان وغیرہ ساتھ تھے۔

گجرات

حضرت شاہ دولہ دریائی سہروردی بھی حاضر دی۔ حضرت سائیں کاناوالی سرکار بھی

وزیر آباد

خود فرماتے تھے کہ میں نے ایک مسجد وزیر آباد میں بنوائی مکمل ہونے پر اس مسجد کے نام کی تختی ایک شخص لکھوا کر لایا جس پر میرا نام اس طرح لکھا تھا ”حاجی محمد صادق“ میں نے کہا میں نے حج تو نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ جب میں حج کرنے گیا تھا تو میں نے آپ کو وہاں دیکھا تھا۔

نورپور شاہاں

یہاں حضرت امام بڑی لطیف کے مزار منور پر حاضری دی۔ کار میں گئے سفر میں شیخ محمد اقبال، حاجی محمد افضل، صوفی نذر محی الدین وغیرہ شامل تھے۔

چولاسیدن شاہ

صوفی نذر محی الدین۔ محمد اقبال اور حاجی افضل شریک سفر تھے اور حاضری دی اس موقع پر مکمل بس کرایہ پر لی گئی تھی۔

سیالکوٹ

حضرت امام علی الحق چشتی کے روضہ پر حاضر ہوئے اس موقع پر محمد یونس شاد باغ ساتھ تھا اور یہ مرید بھی تھے۔ شیر حسین۔ صوفی نذر محی الدین۔ شیخ محمد اقبال۔

اس سفر میں مکمل بس کرایہ پر حاصل کی گئی تھی۔



سیون شریف

یہاں حضرت لال شہباز قلندر کے روضہ عالیہ پر حاضر ہوتے رہے یہ مرید شامل تھے بشیر حسین - بشیر احمد، صوفی نذر محی الدین - محمد اقبال - محمد اقبال شاہ - ضیاء الدین پہلوان - محمد شریف اور رستم وغیرہ ۲۵ آدمی ہم سفر تھے۔

ملتان

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی حضرت شاہ رکن الدین رکن عالم اور حضرت شمس تبریزی کے روضوں پر حاضری دی۔

کوٹہ

کوٹہ اور زیارت تک گئے۔

پاکپن شریف

شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنج شکر مسعود کے روضہ منورہ پر حاضر ہوتے رہے۔ شیخ محمد اقبال - محمد اقبال شاہ - حاجی محمد افضل - حاجی محمد شتاق - ضیاء پہلوان آپ کے ہمراہ تھے۔

لاری شریف

لاری شریف صوبہ سندھ میں حضرت خواجہ محمد زمان نقشبندی کے روضہ پر حاضر ہوئے۔

قصور

یہاں حضرت بابا بلھے شاہ قادری کے مرقد منور پر حاضری دی۔ یہ مرید سا مکتے تھے۔ محمد یونس شاد باغ وغیرہ

چھانگامانگا

یہاں جنگل میں آپ ایک عرصہ تک مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے یہ تقریباً ۱۹۲۱ء کا زمانہ ہے۔

کراچی

حضرت عبداللہ غازیؒ کے مزار پر گئے یہ عقیدہ مند سامتے تھے۔ حامد نصیر وغیرہ



وصال

۲۰ مئی ۱۹۸۲ء کی ایک صبح مغلپورہ ڈاکخانہ کے قریب موٹر سائیکل کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے۔ ایک دن میوہسپتال اور نو دن جنرل ہسپتال میں یہ علاج رہ کر ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۸۲ء بروز اتوار علی الصبح سحری کے وقت وصال فرما گئے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۰ جون دارڈ نمبر ۱ اور چار پائی نمبر ۱۰ تھی۔

نماز جنازہ علامہ احمد حسن نوری خطیب جامع مسجد فاروقیہ ریلوے کالونی نزد ڈاک خانہ مغل پورہ نے ناچ گھر اور نہر کے درمیان جو وسیع و عریض گراؤنڈ ہے اس میں پڑھایا۔ تقریباً دس ہزار افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جس میں آپ کے سب مرید اور عقیدت مند شریک ہوئے۔

وصال سے سات آٹھ سال قبل جذبِ مستی کی حالت میں نکلے۔ قوالی سنی نیز مکمل کپڑے زیب تن کیے۔ شہروانی، لنگی اور رومال پہنے اور سلوک کی منزل میں داخل ہوئے، روزہ رکھتے تھے اور جمعہ کی نماز جامع مسجد فاروقیہ نزد ڈاک خانہ مغلپورہ میں علامہ احمد حسن نوری خطیب مسجد کے پیچھے ادا کرتے تھے۔ آپ نے کسی مرید کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ غسل مستری جان محمد سائیں محمد شریف بٹ اور دیگر مریدین سے دیا۔ وفات سے ایک رات قبل درج ذیل پانچ آدمیوں نے آپ کے کمرہ میں جو اسٹیل کی الماری تھی اس میں سے رقم نکالی اور گنی۔

۱۔ صوفی نذر محی الدین ۲۔ محمد اسحاق ۳۔ محمد رمضان

۴۔ محمد شریف ۵۔ حاجی محمد افضل

برآمد شدہ رقم ۲۶۵، ۶۴، ۲ روپے تھی۔ جو روضہ، مسجد اور حجرہ جات کی تعمیر پر خرچ کی گئی۔ اس رقم کے علاوہ ۲ لاکھ روپے سے زیادہ اور اخراجات ہوئے۔

خانقاہ عالیہ جو تقریباً ۳۱ کنال جگہ پر مکمل ہوگی ابھی زیر منسوبہ بندی ہے



مقبرہ

مقبرہ نبرا پر باری دو آب اور ریوے لائن کے درمیان واقع ہے جو اندرون بیرون سنگ مرمر سے آراستہ و مزین ہے اور بربلب سڑک پختہ واقع ہے۔ اور گرد چار دیواری ہے مقبرہ کے چاروں اطراف میں غلام گردش ہے اور صدر دروازہ جانب جنوب ہے۔ غلام گردش آٹھ ستونوں پر قائم ہے۔ مقبرہ ایک چبوترہ پر واقع ہے۔ جس کے اندر ایک چھوٹے چبوترے پر درمیان میں آپ کا مزار ہے آپ کے چہلم پر پانچ سو جوڑے اور چالیس شیرداناں تھیں۔ جو لوگ آپکو دے جاتے تھے اور یہ سب چہلم کے موقع پر تقسیم کر دیئے گئے تھے۔

روح مزار پر تحریر اس طرح ہے :-

اللہ اکبر

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

مرکز انوار تجلیات

حضرت پیر محمد صادق نقشبندی الف ثانی

تاریخ پیدائش : رمضان المبارک ۱۹۱۴ھ

تاریخ وفات : ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۸۴ء عیسوی
بروز اتوار۔

۱۔ شریعت غم ہستی سنوارنے والے
۲۔ تجلیوں کو فلک سے اتارنے والے

۳۔ دلوں کو بخش گئے ہیں قرار کی دولت
۴۔ تمام عمر تڑپ کر گزارنے والے



جامع مسجد پیر محمد صادق نقشبندی

بقبرہ عالیہ کے متصل جامع مسجد پیر محمد صادق نقشبندی واقع ہے اس کی عمارت سر منزل گنبد دار ہے۔ مسجد کا مینار ۶۰ فٹ بلند ہے۔ اور کافی دور سے نظر آتا ہے مسجد کا سنگ بنیاد حضرت سائیں صاحب نے اپنی حیات میں ہی رکھا تھا یہ جامع مسجد تہ خانہ۔ ایوان مسجد اور گیلریوں پر مشتمل ہے۔ محراب مسجد آئینہ سازی سے مزین کی گئی ہے تہ خانہ میں مختلف تقاریب کے سلسلہ میں سامان نگر وغیرہ ہوتا ہے یہ حضرت پیر محمد صادق کا کرم خاص ہے کہ ان کے مریدین پر مشتمل انتظامیہ کمیٹی نے دربار عالیہ میں یہ مسجد اتنی محقر مدت میں مکمل کی جس کی مثال نہیں ملتی۔ سب مریدین انتظامیہ کے ہر فیصلے پر تسلیم خم کرتے ہیں اور آج تک انتظامیہ نے جو بھی فیصلے کیے ہیں سب انکی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے کیے ہیں۔ اور تمام مریدین اپنی جیب سے ہی تمام اخراجات کرتے ہیں اور کسی سے آج تک چندہ وصول نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی کے آگے دست سوال دراز کیا ہے۔

نام فقیر تنہا ندا با سو قبر جنہاں دی جیوے ہو



دارالعلوم نقشبندیہ

مسجد کے ساتھ ایک دینی مدرسہ دارالعلوم نقشبندیہ کے نام سے جاری ہے۔
مسجد کے ساتھ دو کمرے ہیں۔ پہلے کمرے میں حضرت سائیں صاحب کے

تبرکات محفوظ ہیں جن میں یہ اشیاء ہیں :-

شیروانی - بوٹ - شلوار - قمیص - پگڑی - کلاہ - چھتری - سوئی
دودگیں - الماری جس میں آپ کی کتابیں ہیں - قرآن پاک - رضائی
وغیرہ کے علاوہ آپ کا کاشت کاری کا سامان از قسم کدال - کھریا
مبہ گھنگھرو ہیں -

مسجد اور کمروں کے پیچھے گلی کے آخر میں ایک اور کمرہ بنایا گیا ہے اور باہر

کی طرف دس نو خانے ہیں -



آئندہ منصوبہ بندی

انتظامیہ و اراکین دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت پیر محمد صادق نقشبندی نے حضرت سائیں صاحب قبلہ کے وصال کے بعد مقبرہ مسجد اور حجرے وغیرہ نہایت اعلیٰ پیمانے پر تعمیر کرا دیئے ہیں اور مزید ان کی منصوبہ بندی ہے۔ کہ دربار عالیہ کے چاروں اطراف چار دیواری تعمیر کر دی جائے۔ نیز زائرین کے لیے مزید رہائشی کے انتظامات کیے جائیں۔ مدرسہ نقشبندیہ میں توسیع کی جائے اور خطیب امام صاحب دہلوی کے لیے رہائشی مکانات تعمیر کیے جائیں۔ پانی کی فراوانی کے لیے ٹیوب ویل نصب کیا جائے۔



عرس مبارک

آپ کا عرس مبارک ہر سال تہایت تنک و احتشام سے ہوتا ہے۔ جس میں آپ کے مریدین۔ اراقت مند۔ عقیدت مند اور دوسرے اصحاب کثرت سے شرکت کرتے ہیں۔

عرس سے ایک دن قبل تمام مریدین اپنے گھروں میں قرآن خوانی کرتے ہیں اور اس کا ثواب آپ کی روح پر فتوح کو پہنچاتے ہیں۔ نیز کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔ بیسیوں مرید ہر سال چادریں چڑھاتے ہیں ان سے کچھ درگاہ میں محفوظ رہتی ہیں اور بقایا تقسیم کر دی جاتی ہیں۔



اخلاقِ عالیہ

آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ مجذوبیت میں گزرا اور مختلف حالات میں اللہ اللہ کرتے رہتے۔ صاحبِ جذب و استغراق بزرگ تھے۔ حالتِ جذب و سکر میں آپ ایسے الفاظ ادا کرتے تھے جن کا مطلب حاضرین سمجھ نہ پاتے تھے۔ گرمیوں میں چودہ چودہ کوٹ زیب تن فرماتے اور سردیوں میں نہر میں کئی کئی گھنٹے گزار دیتے لشتوالگریزی اُردو، فارسی اور عربی زبانیں جانتے تھے آپ حنفی المسلک اور عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محمور رہتے تھے۔ سکر میٹ ہُتے اور ہر قسم کے نشہ سے نفرت کرتے تھے۔ کسی کی دل آزاری اور دل شکنی کی بات نہیں کرتے تھے۔

قد میانہ، بدن پتلا، رنگ سفید گندمی، تیکھی ناک، خوب صورت آنکھیں اور اندازِ نکتہ مشفقانہ تھا۔ مریدوں سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ اور انکے مصائب و تکالیف کا خیال رکھتے تھے۔ حُتے اور سکر میٹ سے شدید نفرت کرتے تھے اور اپنے نزدیک کسی مہنگی چرسی کو نہ بیٹھنے دیتے تھے۔

آپ کی شخصیت ایک ایسے ہیرے کی مانند تھی جس کے کئی پہلو تھے اور ہر پہلو اپنی مستردِ تاب رکھتا تھا۔ آپ ہر شخص کے سوال کا جواب اس طرح رازدرا نہ انداز میں دیتے کہ صرف سائل موصوف ہی سمجھتا تھا۔ باقی بیسیوں افراد جو وہاں موجود

تو ہوتے تھے مگر یہ کلام ان کے فہم و ادراک سے بالاتر ہوتا تھا۔ آپ ہر شخص سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ کسی کی دل شکنی نہ فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مرید یہ دعویٰ کرتا ہے کہ قبلہ کا ہی اس کے ساتھ جس کمال شفقت سے پیش آتے تھے وہ شاید ہی کسی اور کے حصے میں آئے۔ یہی آپ کی شخصیت کا کمال تھا انداز تکلم مشفقانہ اور لہجہ دھیما تھا۔ مگر جلالی کیفیت میں اس میں بجلی کی سی کڑک پیدا ہو جاتی تھی۔ انداز کلام میں وہ بے نیازی تھی جو کسی فقیر کا خاصہ ہوتا ہے۔ آپ کسی کی امارت یا مرتبے سے خائف نہ ہوتے تھے۔ آپ کے روئے مبارک میں وہ نور چمکتا تھا۔ جس سے تشنگانِ فیض کو طمانیت نصیب ہوتی تھی چہرہ مبارک پر وہ جلال تھا کہ شرارتی اور شرپندوں کی قوتِ گویائی سلب ہو جاتی تھی اور وہ تمام ترقوی کے اجتماع کے باوجود لب کشائی پر قادر نہ ہو پاتے تھے۔ آپ ظاہری وسستی شہرت کو ناپسند فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں یہ دعویٰ پسند نہیں کرتا۔ کہ میرے لاکھوں مرید ہوں۔ بلکہ میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ میرے مریدوں میں سے کوئی بھی گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو اور حقیقتاً آپ کا یہ فرمان بالکل درست تھا ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ اگر اس کا فلاں کام ہو جائے تو وہ آپ کو اتنے پیسے دے گا۔ آپ جلال میں آگے اور فرمایا مجھے بمختاری دولت کی ضرورت نہیں ہے اگر دولت میری خواہش ہوتی تو میں جس درخت کو ہاتھ لگاتا، وہ سونا بن جاتا۔

آپ بحث اور مناظرے سے پرہیز کرتے تھے۔ مگر سوال کا جواب دینے میں دین جہلوں میں دے دیتے تھے اور سائل لاجواب ہو جاتا تھا۔ آپ کے جملہ کمالات کو سمجھنا ناممکن ہے آپ کے کلام کا ہر لفظ پُر معنی۔ ذومعنی اور معرفت کے اسرار سے لبریز ہوتا تھا باوجود اس کے کہ آپ کسی دنیاوی سکول سے تعلیم یافتہ نہ تھے۔ آپ ہر زبان

جانتے تھے اور کئی علوم پر دسترس رکھتے تھے۔

آنجناب نہایت سخی اور فیاض تھے۔ سناوت کا یہ عالم تھا کہ کسی سائل کو خالی نہ لوٹاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں خوش ہوتا ہوں ان ہاتھوں کو دیکھ کر جو سائل کا سوال پورا کرنے کے لیے ملتے ہیں۔ دنیا میں جو ہم جمع کرتے ہیں وہ سب

فانی ہے اور جو اللہ کے نام پر خرچ کرتے ہیں وہی باقی رہنے والا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دو آیات إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ مِنَ الْهَوَىٰ نے

ملا مال کر دیا ہے اور اب کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ میں نے اللہ کے بلند مقام سے ڈر کر نفس کو خواہش کرنے سے روک دیا ہے پس جب خواہش ہی ختم ہو گئی تو ضرورت کس بات کی؟ آپ بڑے گوشت کو نہایت چاہتے تھے بسا اوقات اپنے ہاتھ سے خود کھانا تیار کر لیتے تھے۔

لاہور میں آپ کی گشت مغل پورہ سے صدر بازار تک تھی جو رات دن کی تھی اکثر فارسی کلام بھی پڑھا کرتے تھے۔



ارشاداتِ عالیہ

جو لوگ صحیح قول کی نسبت نکتہ چینی کرتے ہیں اس میں ان کی ناقص رائے کا تصور ہے۔ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔ اگر تم شکر کرو گے تو تمھاری نیتوں کو بڑھائیں گے۔ اگر تو آیاتِ قرآنی کو شعلہ زن آگ کے خوف سے پڑھے، تو ان کے ورد سے شعلہ زن آگ کو بجھا دے۔ محبت ہی کے باعث مجھے وصالِ الہی حاصل ہوا۔ کیونکہ محبت کا نتیجہ وصال ہے۔ جب وصال حاصل ہوا تو میں اس قابل ہو گیا کہ شراب کو (فیضِ الہی سے مراد ہے) طلب کروں۔ بعد از وصال میں ایسے نشے کا متحمل ہو گیا اور میرا حق تھا کہ میں اپنی شرابِ مقدر کو طلب کروں۔ وصال کے بعد خاص استعداد حاصل ہوتی ہے۔ جو قبل از وصال نہیں ہوتی (چوں نرا وقت مسی مگر ایں جامِ را) جب مجھے وصالِ الہی ہو گیا تو میرا کاسٹہ دل شرابِ فیض کا ظرف بن گیا۔ جس طرح نشیب کی طرف جلدی جاتا ہے اسی طرح وہ شرابِ میری طبعی مشین سے سیالکوٹ کو دوڑتی ہے اور اس لیے دوڑتی ہوئی آئی۔ اور اس کو پی کر مست ہو گیا۔ اور میری مستی محفئی نہ تھی۔ اس کا مشاہدہ میرے احباب نے کیا۔ شراب پینے کے بعد جب مجھے بصیرت ہوتی تو میں نے دیکھا کہ دیگر اقطاب اس نشہ عرفان سے نا آشنا ہیں اس لیے میں نے خود کہاں یہ کہ بیا داں خودی کے سبیل سے تمام اقطاب کو دعوت دی کہ آپ ہی میرے رفیقِ طریقت ہیں۔ میری اتباع و تقلید کرو تا کہ آپ بھی میرے

رنگ میں رنگے جاؤ :-

” اقتباسات از نوٹ بک حضرت پیرسائیں محمد صادق نقشبندی،
ذہابا کرتے تھے۔“

” تصوف ایک کٹھن راستہ ہے صوفی کی جان و مال وقف ہوتی ہے
وہ سارے جہان کا دکھ تو سہہ سکتا ہے مگر کسی سے اپنا دکھ نہیں
کہہ سکتا وہ لوگوں کے غم میں تو شریک ہوتا ہے مگر اپنے غم کا بوجھ خود
تنہا ہی اٹھاتا ہے وہ لوگوں کے سوال تو بارگاہِ خداوندی میں پیش
کر سکتا ہے مگر اپنا سوال کسی بشر کے سامنے پیش نہیں کر سکتا :-
بچہ ذہابا :-

” تم کسی کو اپنے سے بُرا نہ کہو شاید وہ اپنی جگہ سچا ہو اور تم جھوٹے ہو :-
ایک جگہ تحریر فرمایا :-

” جھنگ وغیرہ نشہ پینے والوں کے لیے جہنم کی آگ میں جلنے کی وعید ہے“
☆ دین کا مغزیہ ہے کہ مصیبت میں بھی نماز ادا کی جائے۔
☆ مختار جمع کیا ہو اماں ہمیشہ نہ رہے گا۔
☆ عیب ڈھونڈنے والے اور طعنہ دینے والے کے لیے بربادی ہے۔
☆ حلال رزق کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔

☆ جو لوگ صحیح قول کی نسبت نکتہ چینی کرتے ہیں اس میں ان کی ناقص رٹ
کا قصور ہے۔

☆ مستقیمین کے آفتاب کمال غروب ہو گئے مگر ہمارا آفتابِ جلال عزت و
حشمت کے آسمان پر ہمیشہ درخشاں رہے گا۔
☆ اگر تو شعلہ زن آگ کے خوف سے آیاتِ قرآنی کی تلاوت کرے تو ان کے

ورد سے شعلہ زن آگ کو بجھا دے ۔

☆ بے حُبِّ محمدؐ اہل ایمان ہو نہیں سکتا

خدا کو چاہنے والا مسلمان ہو نہیں سکتا

☆ حب درویشاں کلید درجنت است

دشمنی ایشاں سزائے لعنت است

☆ حیاتی مماقی ہمہ وقت ما

کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ



خوارق و کرامات

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہِ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
عاجی محمد شتاق کہتے ہیں کہ میری اہلیہ اکثر بیمار رہتی تھی۔ بہت سے ڈاکٹروں
اور حکیموں کو دکھایا مگر کوئی افادہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض بڑھتا گیا۔ بالآخر ڈاکٹروں نے جواب
دے دیا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا بیان کیا کہ بہت سے خرچہ
کے بعد ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے آپ مہربانی فرمائیں۔ آپ نے چند پڑیاں دیں
جس سے مرض مکمل طور پر جاتا رہا اور پھر ایسی شکایت کبھی نہ ہوئی۔

عاجی صاحب مذکور مزید بیان کرتے ہیں کہ کراچی کے ایک اہل حدیث میرے
سہان تھے اس دوران آپ بھی میرے گھر تشریف لے آئے، آپ کو نہایت عزت
سے بٹھایا۔ اہل حدیث سوچتا رہا کہ جب یہ بزرگ جائیں گے تو میں ان کے متعلق سوال
کروں گا اس وقت آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لوگ دوسروں کی کرامات تو
پوچھتے ہیں مگر اپنا حال نہیں جانتے جب آپ تشریف لے گئے تو اہل حدیث نے
کہا کہ اس وقت میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ کون سے کرامات کے مالک ہیں مگر آپ نے
اس وقت میرے خیال کا جواب مے دیا۔

اقبال احمد شاہ کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ آپ میرے گھر تشریف لائے تو میرے مکان کے سامنے والے پلاٹ میں پودے لگانے لگے اور فرمایا کہ اس کے ساتھ تیسرا پلاٹ بھی خرید لو۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا کہ پلاٹ خرید لو تمہارے لیے بہتر رہے گا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی وقت ایک آدمی جس سے میں نے چالیس ہزار روپے لینے تھے وہ دے گیا۔ بعد ازاں پلاٹ والوں کا ایجنٹ آگیا کہ تم یہ پلاٹ خرید لو۔ رقم بعد میں دے دینا۔ چنانچہ وہ قطعہ اراضی خرید لیا گیا۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے دعوت کے پاس جانا چاہتا تھا کہ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ آپ دروازے میں کھڑے ہیں۔ آدھی رات کے بعد پھر کوشش کی مگر اس دفعہ بھی آپ سدرہ بنے چنانچہ میں اس امر سے باز رہا اور آئندہ ایسا قصد کیا۔ آپ اقبال احمد شاہ کے گھر کثرت سے جایا کرتے تھے۔

اقبال احمد شاہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ اجمیر شریف کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں تھکانے بھون ضلع مظفر نگر میں ایک رات قیام کیا۔ جب آپ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے جانے لگے تو میزبان نے ایک آدمی آپ کے ساتھ کر دیا کہ راستہ نہ بھول جائیں آپ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے چلے گئے اور وہ آدمی باہر بیٹھا رہا۔ جب کافی دیر ہو گئی تو وہ آدمی آپ کو دیکھنے کے لیے مسجد کے اندر گیا تو دیکھا کہ آپ وہاں نہیں ہیں وہ گھبرا گیا۔ اتنی دیر میں میزبان بھی آگیا اس نے کہا کہ بابا اندر نہیں ہیں چنانچہ دونوں مسجد کے اندر گئے تو دیکھا کہ آپ مسجد میں ہی موجود ہیں۔

شیخ محمد اقبال محمدی مارکیٹ شاہ عالمی لاہور بیان کرتے ہیں کہ ابتدا میں ایک دکان پر ملازم تھا۔ مالک نے مجھے کچھ رقم دی کہ کراچی جا کر مال لے آؤ میں کراچی گیا وہاں ایک شخص کو رقم دے دی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ آدمی اچھی شہرت کا نہیں ہے میں لاہور چلا آیا تو استاد ملاؤ الدین سے اس بات کا ذکر کیا اس نے کہا کہ حضرت سائیں صاحب کے پاس جاؤ۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں بہت سے آدمی بیٹھے تھے میں نے کہنے کی جرأت کی مگر آپ متوجہ نہ ہوئے، مٹھوڑی دیر کے بعد آپ نے خود ہی مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ شخص لالو کھیت کراچی میں رہتا ہے اور اس کا غلیہ یہ ہے۔ اور چند روز تک آپ کے مالکوں کی رقم واپس مل جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

یہی حضرت کہتے ہیں کہ میری شادی کی ایک رات کسی نے مجھ کو زہر دے دیا جس سے میں شدید بیمار ہو گیا بہت علاج کیا بالآخر ڈاکٹروں نے جواب دے دیا پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو کسی نے زہر دے دیا ہے اور مجھے چند دوائیاں لکھوائیں کہ بازار سے خرید لاؤ۔ چنانچہ وہ دوائیاں خرید لایا۔ آپ نے ان کو کوٹ پیس کر دوائی بنائی سارا دن آگ جلتی رہی۔ اور دوائی بنتی رہی۔ اس وقت آپ وہاں مکمل طور پر بیٹھے رہے اور مجھے فرمایا کہ اگر دوائی بننے کے دوران وہاں نہ بیٹھا جائے تو موکل اثر لے جاتے ہیں اس دوائی کے ایک دن کے استعمال کے بعد افاقہ ہو گیا۔ آپ ہر قسم کے مریضوں کو نسخہ لکھ کر دے دیا کرتے تھے۔

شیخ محمد اقبال مزید بیان کرتے ہیں کہ دوران سفر اجیر شریف میں آپ کے

بمراہ تھا۔ رات کے وقت ایک ہندو عورت ہماری قیام گاہ پر آئی اور کافی دیر تک آپ کو تکتی رہی۔ پھر کہنے لگی کہ ایک عرصہ گزرا آپ اس درخت کے نیچے بیٹھا کرتے تھے اور کافی عرصہ بیٹھے۔ اس پٹر کے ساتھ ہی حضرت مجدد الف ثانی کا حجرہ تھا۔ غور فرمائیے اس ہندو عورت نے کئی سال قبل کا واقعہ کس طرح بیان کیا ہے۔

صوبیدار محمد یونس خاں نقشبندی کہتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں ایک دن دربار حضرت داتا گنج بخشؒ میں حاضر تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک ادھیڑ عمر شخص دعا مانگ رہا تھا۔ کہ اس کی شادی فلاں لڑکی سے ہو جائے۔ جس کی عمر بارہ سال ہے حضرت سائیں صاحب مزید فرماتے ہیں کہ چند روز کے بعد میں نے دیکھا کہ اس بوڑھے کی شادی اس لڑکی سے ہو گئی اور پھر وہ حضرت داتا صاحبؒ کے مزار پر سلام کے لیے آیا ہوا تھا۔ آپ فرماتے ہیں، میں نے سوچا کہ ولایت کے ترکش کا کوئی تیر بھی نشانے سے خطا نہیں ہوتا۔ کیوں نہ میں بھی کچھ مانگوں چنانچہ میں نے دعا کی۔ کہ اللہ مجھے ولی کامل بنا دے۔ حرف دعالب سے جدا نہ ہوئے تھے کہ غائب سے ندا آئی کہ یہ اٹھنی لے لو اور پونا (بھارت) چلے جاؤ اور ساتھ ہی اٹھنی کے گرنے کی آواز آئی۔ میں نے اٹھنی اٹھالی۔ اور ریل پر سوار ہو کر پونا (بھارت) چلا گیا اور کئی سال دہاں جذب وستی میں گزارے۔

یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جس زمانہ میں آپ کفن (ایک کپڑا) پہنا کرتے تھے۔

یہی صاحب لکھتے ہیں کہ راقم فنیل آباد میں اپنے بھائی کے اہل و عیال کے ہاں مقیم تھا اور وہیں ملازمت بھی کرتا تھا۔ محکمہ سے دو ماہ کی رخصت اسلئے لی تھی

کہ بھائی کے اہل و عیال کی نگہداشت کر سکوں اور بھائی کی اہلیہ کو جو کہ امید سے تھیں
 فوری طبی امداد کا بندوبست کر سکوں کیونکہ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق کمیس پیپڈہ
 اور خطرناک تھا۔ اٹھنی دنوں بھائی کسی سرکاری کام سے چند ماہ کے لیے باہر جا رہے
 تھے۔ چھٹی کے دو تین روز ہی گزرے تھے کہ دربار عالیہ سے بلاوا آ گیا، میں تیار ہو گیا
 رخت سفر باندھا۔ دیکھا تو بھابی بھی ناراض اور والدہ صاحب بھی کہنے لگیں چھٹی تو
 آپ نے ہمارے لیے لی اور تیاری لاہور کی؟ میں نے عرض کیا یہ وہ حکم ہے جو ٹالا
 نہیں جاسکتا۔ میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جو مجھے بلا رہے ہیں وہی آپ کا خیال
 رکھیں گے۔ میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں بس! دربار عالیہ میں پہنچا تو وہاں بھی
 رہ رہ کر یہی خیال آتا کہ خاندان قبیلے والے اس راز سے نا آشنا ہیں۔ انھیں ان جھیلوں
 سے کیا عرض؟ انھیں ناراض ہونے کے لیے محض بہانہ چاہیے یہاں تو واضح وجہ موجود
 ہے۔ ایک ہفتہ اسی سوچ میں گذر گیا تو ایک دن حضرت صاحب نے ایک کتاب
 کھولی چند صفحے الٹ پلٹ کر ایک جگہ انگلی رکھ کر فرمایا ”پڑھ“ پڑھا تو لکھا تھا ”دنیا
 فقیر کے لیے ایک نقطے کی مانند ہے“ پھر فرمانے لگے۔ ”اگر دنیا کو دیکھنا ہے تو ایک
 جگہ بیٹھ کر دیکھو اگر اس کے پیچھے بھاگو گے تو صرف آگے والا حصہ نظر آئے گا، تو
 پیچھے والی دنیا آنکھ سے اوجھل ہو جائے گی۔“ دل کو اطمینان سا ہوا کہ آپ میرے حالات
 پر نظر رکھے ہوئے ہیں میں تقریباً وہاں پندرہ دن قیام کیا۔ دوران قیام کئی بار
 خیال آیا کہ آپ کو اپنے گاؤں لے چلوں۔ مگر یہ خوف لب کشائی میں مانع رہا کہ
 شاید گاؤں میں ان کی نمایان شان خاطر مدارت کر بھی سکوں گایا نہیں۔ آپ نے میری
 دلی کیفیت کو بھانپ لیا۔ اور فرمایا کہ میں آپ کے (میرے) گاؤں جانا چاہتا ہوں
 میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس روز شام کو ہم فیصل آباد کے لیے بذریعہ بس روانہ ہوئے
 رات کے تقریباً دس بجے فیصل آباد پہنچے تو آپ نے پوچھا کہ آپ کے (میرے) بھائی بھی

یہیں رہتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔

چنانچہ ہم بھائی کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے وہاں پہنچے تو بھائی کے نومولود بچے کو اٹھا کر پیار کیا۔ جو اسی روز صبح پیدا ہوا تھا۔ خیریت دریافت کی اور باہر صحن میں آکر تشریف فرما ہوئے اور میری والدہ صاحبہ سے فرمایا کہ وہ ایسے ہی ان کے مرید (مجھ) سے ناراض ہو رہی تھیں۔ بس اتنی سی بات تھی۔ اللہ نے اپنا کرم کیا اور آپ کو پوتا عطا کیا۔ اور کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ چند لمحے بعد میری والدہ صاحبہ نے پیر صاحب سے عرض کی کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نواسہ دے۔ پیر صاحب نے فرمایا بے بے اندھیرا ہے یہ اللہ کے کام ہیں لڑکی دے یا لڑکا۔ یہ اسی کا اختیار

ہے اس پر والدہ صاحبہ نے دل میں سوچا کہ میرا لڑکا جعلی پیر کے چنگل میں پھنس گیا

ہے جو پیر مشکل میں کام نہ آئے اس کا کیا فائدہ۔ وغیرہ وغیرہ خیالات آتے رہے۔

پیر صاحب نے کھانا تناول فرمایا اور تبسم فرماتے ہوئے میری والدہ صاحبہ سے مخاطب ہوئے۔ ”بے بے تو آپ کیا کہتی ہیں کہ تمہارے لڑکوں کا پیر ٹھگ ہے

اچھا تو اللہ آپ کو نواسہ دے گا۔ اس کا نام نجیب اللہ رکھنا۔ میرے دادا کا نام

ہے چند ہی روز بعد آپ کا یہ فرمان درست ثابت ہوا۔ اور لڑکے کا نام نجیب اللہ

ہی رکھا گیا۔ اگلی صبح ہم راقم کے گھر کی طرف جو رجوانہ چوک متلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے

نواحی گاؤں میں واقع ہے روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر کچھ دیر آرام فرمایا۔ پھر راقم کی

زرعی زمینوں کی طرف روانہ ہوئے۔ راقم کے بھائی بھی ساتھ تھے۔ فصلوں کو دیکھ کر

فرمایا ”بہت خراب حالت ہے“ تو راقم کے بھائی نے عرض کی سرکار! نہری پانی

بہت کم ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ ٹیوب دہل لگاؤ۔ تو بھائی نے عرض کی سرکار

پانی کھا رہا ہے آپ خاموش ہو گئے اور قبرستان کی طرف روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر

آپ نے اہل قبور کے لیے دعا فرمائی۔ اور راقم سے دریافت فرمایا کیا اس قبرستان میں

کوئی ولی ہے۔ راقم نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے
 دعا کی اور واپس آکر فرمایا۔ قبر خالی ہے اس میں کوئی شخص دفن نہیں ہے راقم نے
 اس کی تصدیق جب اپنے چچا سے چابی جن کی عمر گاؤں کے آباد ہونے کی عمر کے تقریباً
 پڑ برس ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ پیر صاحب کا فرمان درست ہے قبر خالی واقعی ہے
 یہ سائیں چمٹی نے لوگوں سے نذرانہ وغیرہ ہونے کے لیے بنائی تھی۔ پھر آپ راقم کی
 دادی جان کی قبر پر تشریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ خوش بخت عورت تھی
 قبر میں بھی قرآن شریف پڑھ رہی تھی۔ پھر آپ راقم کے والد کی قبر پر تشریف لے
 گئے فاتحہ پڑھی اور چہرہ انور پر انفسدگی ظاہر ہونے لگی۔ راقم سے فرمایا وہ تکلیف میں
 ہیں۔ ان کے لیے دعا کیا کرو۔ قبرستان سے واپسی کے بعد ایک جگہ بیٹھے اور
 فرمایا کہ یہ جگہ ٹوبہ دہل کے لیے ٹھیک ہے۔ مرض کیا گیا کہ یہ سامنے پرانے
 ٹوبہ دہل کی عمارت کے کھنڈرات ابھی باقی ہیں۔ جو کامیاب نہ ہو سکا۔ پیر صاحب
 نے ایک اور طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ جہاں گوبر کا ڈھیر لگا ہوا تھا کہ یہاں ٹوبہ دہل
 لگاؤ چنانچہ یہ ٹوبہ دہل گذشتہ چار سال سے ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔

آپ مزید لکھتے ہیں کہ میرے بھائی نے اپنے ایک دوست کا مسئلہ پیش کیا
 کہ ان کے ہاں چار بچیاں ہیں۔ اور بچہ کوئی نہیں ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ ان کو
 بیٹا مل سکتا ہے۔ اگر وہ مجھے ایسی بھینس دیں جیسے یہ سامنے بندھی ہے اور ساتھ
 ہی فرمایا کہ سائل اپنا سوال خود نہیں کرے۔ مختصر یہ کہ ہم لگے روز سائل جن کا نام
 ملک محمد خان تھا کے گھر گئے۔ پیر صاحب نے فرمایا اللہ بیٹا دے گا اس کا نام ذاکر
 حسین رکھنا چند ماہ بعد عید الفطر کے روز اللہ تعالیٰ نے ملک صاحب کو لڑکا عطا فرما کر
 عید کی دوسری خوشی سے نوازا۔

محمد یونس شادباغ والے کہتے ہیں :-
 کہ میں نے پلاسٹک کے کھلونے بنانے کا چھوٹا سا کام شروع کیا تھا تو
 آپ کی دعا و برکت سے وہ کام جلد ہی ترقی پذیر ہو گیا ۔

ان کا مزید کہنا ہے کہ مصری شاہ میں جہاں میں پہلے رہا کرتا تھا ۔ آپ
 بارہ بجے رات کو آٹے کسٹری دیکھی اور فرمایا کہ یہ کسٹری خرید لو میں نے عرض کیا کہ
 حضور میرے پاس پیسے نہیں ہیں آپ خاموش رہے جب میں سیالکوٹ آپ کے
 ساتھ گیا تو آپ ایک مٹھائی کی دکان پر بیٹھ گئے وہاں آپ نے جلیبیاں لیں اور
 چائے کے ساتھ دیں میں آپ کے قدموں میں بیٹھ گیا ۔ اور پاؤں دبا تا رہا ۔ تھوڑے
 سے وقفہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم نے وہ کسٹری نہیں خریدی ۔ تو شادباغ میں
 کوئی جگہ خرید لو اور پھر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مجھے وہاں جگہ مل گئی اور میں نے
 مکان بنا لیا ۔ جب آپ اس مکان میں تشریف لائے تو فرمایا کہ حضور غوث الاعظم کا
 حتم دلاؤ ۔ جب وہ حتم پڑا تو دوسری جگہ جو خالی پڑی تھی آپ نے فرمایا کہ یہ
 زمین خرید لو ۔ چنانچہ وہ کام بھی ہو گیا اس کا مالک میرے پاس آیا اور کہا کہ یہ
 پلاٹ لے لو جب چاہے رقم دے دینا ۔

مزید کہا کہ ۱۹۸۲ء میں شادباغ میں ایک روز میری لڑکی نے بتایا کہ مکان
 کی چھت پر سانپ ہے میں دو بجے رات تک خوفزدہ رہا ۔ بوی کو اٹھایا کہ چائے
 بناٹے ۔ اس نے چائے بناٹی اور ہم پینے لگے ۔ مگر سانپ کا خیال دل سے نہ نکلا
 اسی دوران ہم نے دو پھنیٹر سنہری سانپ دیکھے ۔ جس سے ہم بے حد خوف زدہ
 ہوئے اس وقت ہم نے سرکار کو یاد کیا اور پھر قریب سے ایک سریالے کرا انکو

مارا۔ جس سے وہ دونوں مارے گئے۔ یہ سانپ چار پانچ فٹ لمبے تھے۔ پھر ان کو مکان کے نیچے دفن کر دیا۔ اگلے روز جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ان سانپوں کو مار دیا ہے۔ اور پھر آپ خاموش رہے۔

پھر کہا میں ایک عرصہ سے جوڑوں کے درد میں مبتلا تھا۔ جس کے علاج کے لیے میں ایک گلاس پانی کا مہرا سوا پیتا تھا۔ طریقہ یہ تھا کہ گلاس شام کو پانی سے بھر کر رکھا جاتا۔ مگر جب صبح پینے کے لیے گلاس اٹھاتا تو وہ یا آدھا ہوتا تھا یا کبھی کم۔ ہم حیران تھے کہ ایسا کیوں ہوا۔ اوپر والے واقعہ کے اختتام پر یہ جوڑوں کا درد بھی ختم ہو گیا۔

شیر حسین۔ مین بازار گوالمندھی کا بیان ہے کہ میرے ایک دوست کی ریسٹری نہیں ہو رہی تھی۔ شیخ محمد اقبال نے کہا کہ سائیں صاحب کے پاس چلے جاؤ میرا دوست فقہ حنفیہ سے تعلق رکھتا تھا جب ہم وہاں پہنچے تو آپ نے ہم دونوں کی تمام برائیاں بیان کر دیں۔ جس سے ہم بہت متاثر ہوئے اور توبہ کی اور پھر اس دوست کا کام بھی ہو گیا۔

حامد نصیر علامہ اقبال ٹاؤن والے کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں میں دہلی میں تھا ان کے وہاں خط بھی جاتے تھے ایک دفعہ قیام دہلی میں آپ خواب میں آئے تو آپ نے مجھے بازو سے پکڑ کر کشتی میں بٹھا دیا۔ کشتی پر لکھا تھا یا غوث الاعظم دستگیر۔

ایک دفعہ مچھرو بی بی میں ہی خواب میں آپ کی زیارت ہوئی دیکھا کہ آپ موٹر سائیکل چلا رہے ہیں اور مجھے منع فرمایا کہ موٹر سائیکل نہ چلانا۔

بشیر احمد موضع ڈمالہ نزد نارووال کہتا ہے کہ میری بچی بیمار تھی میں اس کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ اس کو آسیب کا سایہ ہے وہ گاؤں سے باہر ایک جگہ گئی تھی جہاں بڑے درخت ہیں۔ خانقاہ ہے قدیم کنواں ہے وہاں نہ جایا کرے۔ نقش دیا اور فرمایا کہ وہاں حجرات کو دیا جلایا کرنا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ چنانچہ وہ بیماری دُور ہو گئی۔

پھر کہا ایک دفعہ آپ سیون شریف میں تھے اور میں لاہور میں۔ رات کو آپ نے خواب میں مجھے سیون شریف کی زیارت کرا دی۔ جس سے مجھے وہاں کا سارا نقشہ یاد ہے۔

مدثر حسین شاہ مصطفیٰ آباد لاہور کا بیان ہے کہ میرا بھتیجا مکان کی چھت سے گر گیا۔ کان سے لہو بہنے لگا۔ سر مچھٹ گیا ڈاکٹر نے جواب دے دیا۔ چنانچہ اس کو آپ کے پاس لے گئے۔ وہاں اس وقت سوڈ ٹریڈ سو شخص بیٹھے تھے۔ آپ کے سامنے خون آلود بچہ پڑا تھا مگر آپ متوجہ نہ ہوئے تقریباً دس منٹ کے بعد آپ نیچے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ کس کا بچہ ہے میں نے عرض کیا کہ میرا بھتیجا ہے آپ نے اس کا منہ، کان اور دوسری جگہوں سے خون صاف کیا اور کہا اسے گھر لے جاؤ جب گھر پہنچے تو وہ بچہ بولنے لگا۔ حالانکہ وہ قبل ازیں بے ہوشی کے عالم میں تھا۔

محمد جہانگیر ہلو ان چوک ناخداوسن پورہ لاہور کا کہنا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ مجھے فرمایا کہ تمہارے بھائی کی کتنی اولاد ہے۔ میں نے عرض کیا تین لڑکیاں۔ آپ نے نسخہ لکھ کر دیا۔ اور کہا کہ گھر لے جا کر اس کو استعمال کرو۔ چنانچہ ایسا کرنے سے اس کے گھر لڑکا تولد ہوا۔ اور اس طرح یکے بعد دیگرے دو لڑکے پیدا ہوئے۔

عبد اللطیف۔ میں بازار رام گلی لاہور کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ فرما رہے تھے کہ مجھے تین ماہ کا فاقہ تھا۔ اس دوران ایک ہستی آئی جو اپنے ساتھ ایک بوری کھجوروں کی لائی تھی۔ انھوں نے سونے کی جوتی پہن رکھی تھی اور مجھے کھجوریں کھدانی شروع کر دیں میں تمام بوری کھا گیا۔ جب میں نے ادھر ادھر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ اس کا پیچھا کرنے کا قصد کیا۔ مگر وہ یکدم غائب ہو گیا ہے اور کہیں نظر نہ آئے اور نہ ہی ان کے قدموں کے نشان ملے۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ریلوے لائن پر بیٹھے تھے میں وہاں گیا، تو میرے دل میں خیال آیا کہ گیارہویں شریف کا کیا طریقہ ہے؟ اور یہ کیوں دی جاتی ہے ناگاہ مجھ پر عنودگی کی حالت طاری ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ میں بغداد شریف حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی کی خانقاہ عالیہ میں ہوں۔ حضور وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ بزرگان دین کے نام اللہ تعالیٰ کے توسل سے نیاز دینی چاہیے اور یہ طریقہ ہے آپ نے مزید فرمایا کہ تمہارا قابوت لاہور میں ہے اور روح بغداد شریف میں۔ چند لمحوں کے بعد میں نے دیکھا کہ میں یہاں ہی ہوں۔

حاجی بشیر احمد ٹاؤن شپ والے کہتے ہیں کہ آپ کشف القلوب اور کشف الدعوات

تھے۔ میں نے ایک دفعہ عرض کیا کہ میری تبدیلی فیصل آباد ہو جائے آپ نے دعاء فرمائی اور تبدیلی ہو گئی۔

محمد سرفراز۔ باغبان پورہ لاہور کہتے ہیں کہ ایک زمانے میں مجھے درد گردہ کی زبردست شکایت تھی۔ اور پیشاب سخت تکلیف سے آتا تھا آپ نے تین بھونکیں ماریں اور میری تکلیف جاتی رہی۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ ایک زمانہ میں میں مشہد (ایران) میں تھا۔ وہاں میں نے خیال کیا کہ اگر گھر گیا تو آپ کو دس روپے نذر کروں گا۔ چند یوم بعد جب واپس آیا تو آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ دس روپے لاؤ۔

پھر کہا جب میں جرمنی گیا تو آپ نے فرمایا کہ پھر ملیں گے چنانچہ میں دو دفعہ جرمنی گیا اور جب واپس آیا تو آپ سے ملاقات ہو گئی۔

یعقوب علی رام گلی ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر بیان کرتا ہے کہ میرے گھر اولاد نہ تھی میں نے ایک لڑکی لے پالک پرورش کی پھر اس کی شادی کر دی۔ مگر اس کے گھر اولاد نہ ہوتی تھی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے سب کو چائے پلائی مگر خود نہیں پی۔ میں نے اپنی حاجت بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔

مرکزی مجلس رضا کے بانی اور سرپرستِ اعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں آپ

شیشم کے درخت تلے بیٹھا کرتے تھے میں گیا تو آپ ایک شخص سے جو شیشم کے درخت کے اوپر چڑھ کر ایک ٹہن کاٹ رہا تھا۔ کہہ رہے تھے کہ اس کو نہ کاٹو۔ مگر اس نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم یہ لکڑی لے کر گھرنہ جاسکو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب وہ لکڑی لے کر جا رہا تھا تو گاڑی کے نیچے آکر مر گیا۔ آپ کا بیان ہے، کہ آپ و سن پورہ، رام گلی، باغبان پورہ میں پھرا کرتے تھے۔

شیخ نذیر حسین رام گلی والا آپ کے پاس شروع سے ہی جاتا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ اس نے آپ کو ہوا میں اڑتے دیکھا ہے۔ سائیں صاحب ان کے گھر بھی سائیکل پر جاتے تھے۔

محمد ظہیر مدنی کا کہنا ہے کہ وہ بھی اکثر سائیں صاحب کی خدمت میں جایا کرتا تھا اور آپ بھی اکثر اس کے ہاں آیا کرتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ میرے گھر میں تھے کہ میرے ایک دوست آئے اور کہا کہ وہ پنشن کے کاغذات بنوا رہے ہیں آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ تمہارے کاغذات ختم۔ چنانچہ اس کے کاغذات گم ہو گئے اور اس کو پنشن نہ مل سکی۔

شیخ محمد اقبال ولد اللہ دتہ کی پہلی رہائش موجپور وازہ میں تھی۔ پھر آپ نے سکیم نمبر ۲ و سن پورہ میں اپنا ذاتی مکان بنالیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے بھائی محمد ہادی کی دعوت و لمیہ تھی ہمارا اندازہ ۲۵۰ مہانوں کا تھا۔ اور اس کے مطابق ہم نے کھانا تیار کر لیا چنانچہ آپ بھی تشریف لائے اور آپ کو ایک کمرے میں بٹھا کر کھانا دے دیا۔ اس اثناء میں مہمان کثرت سے آنے شروع ہو گئے۔ جن کی تعداد

بہت زیادہ ہو گئی۔ ہم گھبرا گئے کہ اس تھوڑے سے وقت میں اتنا کھانا کیسے تیار ہو سکے گا۔ آپ کو معلوم ہو گیا چنانچہ آپ نے کھانا کھاتے کھاتے اپنی پلیٹ میں چمچ کھڑا کر دیا اور فرمایا کہ اب کھانا ختم نہیں ہوگا جتنے آدمی چاہیں کھالیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

محمد رمضان صدر انتظامیہ کمیٹی کا بیان ہے کہ آپ ان کے گھر میں وظائف کرتے تھے اور چلہ بھی کاٹا تھا۔ ایک دفعہ نہر کے کنارے آپ کے ڈیرے میں میں اور میرالطاف کا زیارت کے لیے گئے اندھیرا ہو چکا تھا اس وقت ہم نے آپ کے جسم کو مختلف ٹکڑوں میں علیحدہ علیحدہ دیکھا تھا۔ اس وقت میرالطاف کا بھی موجود تھا جب کہ ہم دونوں آپ کی زیارت کے لیے نہر کے کنارے ان کے ڈیرے پر گئے تھے پھر ایک دفعہ میں اور میرا بیٹا طارق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ شام کا وقت تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ سونے کی حالت میں ہیں۔ عرض کیا کہ آپ سو جائیں پھر یک دم آپ میرے لڑکے سے گویا ہوئے کہ مجھے سانپ کاٹ رہا ہے اس نے آپ کے جسم کو پیچھے سے دیکھا تو کوئی نشان نہ پایا۔ پھر آپ نے کہا کہ میرے بدن کو سانپ کاٹ رہا ہے۔ اس نے پشت پر ہاتھ پھیرا پھر دوبارہ فرمایا میرے بدن کو سانپ کاٹ رہا ہے میری پشت پر ہاتھ پھیرو۔ پھر سانپ وہاں سے نکل کر میرے بازو کے پٹے سے گزرا۔ سب نے دیکھا تو گھبرا گئے۔ اسے مار دیا اس کے بعد بابا جی کی پشت کو دیکھا۔ تو دو جگہ سے خون بہ رہا تھا اور کچھ دم بھی ہو گیا تھا۔ آپ اسی حالت میں اٹھ کر نہر پر نہانے چلے گئے واپس آئے تو خون بند ہو چکا تھا اور کمر پر سانپ کے کاٹنے کا کوئی نشان نہ تھا۔

محمد رمضان مزید کہتے ہیں کہ ان کی لڑکی شدید بیمار تھی اس کا ہر چند علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا ایک دن ڈاکٹر نے کہا۔ کہ اس کا آپریشن ہوگا ہسپتال میں داخل کراؤ۔ اس ڈاکٹر کے حکم کے مطابق میری عدم موجودگی میں میری بیوی بچی کو ہسپتال داخل کرانے لے گئی تو ڈاکٹر نے داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس صبح آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ جو ہسپتال میں داخل ہوتا ہے وہ مر جاتا ہے اس لیے بچی کو داخل مت کراؤ پھر بچی کو واپس گھر لے آئے آپ نے ایک دوائی بنا دی۔ اور سرین کی کھال پر نقش لکھ دیا۔ بچی بالکل تندرست ہو گئی اور بیماری سے مستقل نجات مل گئی

علی احمد ظہیر مدنی۔ مدنی انٹرپرائزرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۱۸ پٹیالہ گراؤنڈ۔ لنک میکو ڈروڈ لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت سائیں صاحب رات ہمارے ہاں بٹھہرے ہوئے تھے اس وقت میرے بڑے دادا امیر احمد ضیوٹ سے اپنی ریٹائرمنٹ کے کاغذات تیار کروانے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ ان کی بھی آپ سے ملاقات ہوئی۔ صبح کے وقت انھوں نے حضرت سائیں صاحب سے کہا کہ میں پنشن کے کاغذات تیار کروانے کے لیے جا رہا ہوں جو آج تیار ہو جائیں گے اسی رات ہم کمرے میں بابا جی سے باتیں کر رہے تھے کہ کسی کو چھینک آگئی دوسرے کمرے میں دادا جی نماز کے بعد تسبیح پڑھ رہے تھے انھوں نے جو شورش سنا تو کہا کہ کیا ٹرٹلگار کھی ہے بند کرو یہ منگامہ۔ صبح ناشتے کے بعد انھوں نے دادی جان سے کہا کہ سائیں صاحب سے کہیے کہ دعا کریں آج مجھے پنشن کی ادائیگی ہو جائے جیسے ہی دادی جان نے سائیں صاحب سے دعا کے لیے کہا تو انھوں نے کہا کہ ہم تو ٹرٹل کرتے ہیں ان کی تو وہاں نائل ہی نہیں ہے۔ جب دادا جان دفتر گئے تو واقعی انکی نائل نہ مل سکی۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے والد صاحب حضرت سائیں صاحب کو ملنے

گئے تو انھوں نے پوچھا سناؤ ٹر ٹر کا کیا حال ہے زندہ ہے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ عرصے کے بعد وہ بیچارے سیڑھیوں سے گرے اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اکرام الحق ولد سدا اختر سکیم نمبر ۲ شاد باغ لاہور کا کہنا ہے کہ میں ۱۹۸۰ء میں آپ کی خدمت میں گیا۔ آپ اس وقت کمرہ میں رہتے تھے اس وقت آپ تہ بند، قمیص، بگڑی اور دو چار کوٹ پہنے ہوئے تھے میں نے عرض کیا کہ ہمارے گھر میں لوگ جنات وغیرہ کے خوف سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں اور راتوں کو نیند نہیں آتی۔ چنانچہ آپ ہمارے مکان پر تشریف لائے اور نقش دیا۔ کہ اس کو دروازے کے اوپر لگا دو۔ اللہ تعالیٰ کا اس قدر فضل ہوا کہ پھر کبھی شکایت نہ ہوئی۔

محمد طارق ولد معراج دین۔ میناری فروش۔ رحمت مارکیٹ، قصائی گلی راولپنڈی کہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس راولپنڈی میں تین چار دفعہ تشریف لائے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے پیشاب کی حاجت ہے چنانچہ میں آپ کو لے کر مسجد میں چلا گیا آپ استنجا خانہ گئے میں باہر کھڑا انتظار کرتا رہا جب کافی دیر ہو گئی تو میں نے استنجا خانہ دیکھا وہاں کوئی بھی نہ تھا میں دکان پر آیا دیکھا کہ آپ دکان پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کی وجہ سے ہماری دکان اری خوب چمکی۔

محمد ابراہیم جاسٹس سیکرٹری کا بیان ہے کہ میری بیوی بیمار تھی اس نے مجھے بتایا نہیں مگر خود ہی ڈاکٹر سے دوالاتی رہی مگر افاقہ نہ ہوا چنانچہ ایک دن میں بھی ہمراہ گیا ڈاکٹر نے اکیس رے کرانے کے لیے تجویز کیا اگلی صبح اکیس رے کرانا تھا۔ آپ علی الصبح میری بھانجی کے گھر تشریف لے گئے اور اسے ہمراہ لے کر آئے اور فرمانے لگے

مجھے رات فرشتے نے بتایا تھا کہ تمہاری طبیعت بہت خراب ہے اس لیے میں آیا ہوں۔ اکیس سے کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم کو آرام آجائے گا۔ پھر بھی ہم نے آپ کی اجازت سے اکیس سے کرایا۔ جس کی رپورٹ بالکل درست تھی اور اس کے بعد میری بیوی تندرست ہو گئی۔

ایک دفعہ آپ کے آستانہ پر ختم تشریف تھا اور آپ کے حکم کے مطابق نماز عصر کے بعد تھا۔ سین آپ اسی صبح شیخ محمد اقبال مجددی مارکیٹ شاہ عالمی دسے کے ہمراہ ناروواں چلے گئے۔ میری بیوی بھی آستانہ عالیہ میں موجود تھی۔ عین نماز عصر کی وقت آپ تشریف لے آئے اور سیدھے آستانہ کے اندر چلے گئے اس وقت میری بیوی شدید تکلیف میں مبتلا تھی آپ نے اسے پوچھے بغیر ایک انڈہ توڑ کر اس میں دوئی ٹائی اور ایک کپڑے پر لگا کر اسے کہنے لگے جہاں تمہیں درد ہو رہی ہے وہاں لگا دو۔ اس کے لگانے کے کچھ دیر بعد تکلیف مستقلاً دور ہو گئی۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق



تاثرات

تیرے نام میں دیکھی ہے اسم اعظم کی تاثیر
بارہا دیکھ لیا نام بمقتار اے کہ

حضرت میاں شہاب الدین قادری لاہوری

حضرت میاں شہاب الدین قادری م ۱۹۶۵ء فرمایا کرتے تھے۔ کہ سائیں محمد صادقؑ
کی کئی حیثیتیں تھیں کبھی سالک، کبھی مجذوب۔ آپ نے عمر عزیز کا بیشتر حصہ جذب و
سکرا اور استغراق میں گزارا۔ جو بات منہ سے نکالا کرتے تھے وہ پوری ہو جایا کرتی
تھی سیف الزبان تھے اور نہایت دببے والے بزرگ تھے۔

حضرت پیر محمد خلیل نقشبندی سیالکوٹی

حضرت پیر محمد خلیل نقشبندی م ۱۹۸۳ء خلف الرشید حضرت پیر حیات محمدؑ
نقشبندی م ۱۹۴۲ء فرمایا کرتے تھے کہ حضرت پیر محمد صادق صادق الطیب اور
سیف الزبان بزرگ ہیں۔ حضرت سائیں پیر محمد صادق نقشبندی کے پاس آپ اکثر

تے رہتے تھے ان کے ہمراہ ان کے صاحبزادگان بھی آتے تھے اور ان سے نہایت
اخلاص اور محبت سے پیش آتے تھے۔

عاشقوں کو اب بھی ملتے ہیں وہ اکثر بے حجاب
چشمِ بینا کے لیے ہرگز نہیں کوئی حجاب

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری سرپرست اعلیٰ و بانی مرکزی مجلسِ رضا
لاہور کہتے ہیں :-

”میں نے چار دفعہ سائیں محمد صادق نقشبندی سے اتقائی ملاقات کی
تھی ایک دفعہ میں مغلیہ پورہ سے خانقاہ عالیہ حضرت میاں میر قادری
کی طرف جا رہا تھا تو دیکھا کہ آپ ریلوے کے آہنی پل کے پاس
تشریف فرما ہیں۔ اور کافی لوگ وہاں موجود تھے۔ ایک ٹرک سنگڑوں
وغیرہ کا وہاں کھڑا تھا۔ اور دیکھیں بھی پک رہی تھیں۔ یہ سارا سامان
حاضرین کی خاطر تواضع کے لیے تھا۔ کیونکہ اس دن عید میلاد النبیؐ کا
مبارک ہوا تھا۔“

آپ صاحبِ کشف اور صیغ اللسان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا ذکر ادب و احترام سے کرتے تھے۔ خواہ حالت جذب و استغراق میں ہی کیوں
نہ ہوں۔ نیز امام اہل سنت حضرت شاہ احمد رضاؒ خاں بریلوی کی تعریف کرتے اور
ان سے گہری محبت رکھتے تھے۔

حکیم صاحب کا کہنا ہے کہ حضرت گنائیں صاحب ”شمع شبستانِ رضا“ سے بھی تعویذ لکھ کر دیا کرتے تھے۔

حافظ خواجہ دین نقشبندی جماعتی

حافظ خواجہ دین نقشبندی جماعتی ناظمِ اعلیٰ جامعہ جماعتیہ حیات القرآن

پاپڑمنڈی لاہور فرماتے ہیں :-

”میں پیرسائیں محمد صادق کو کئی سال سے جانتا ہوں وہ پہلے علی پور سبداں میں حضرت امیر ملت سید جماعت علی شاہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ اور بیعت کی درخواست کی۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ تمہارا حصہ حضرت پیر حیات محمد نقشبندی سیالکوٹی م ۱۹۲۲ء کے پاس ہے چنانچہ آپ تین یوم تک وہاں رہے پھر حضرت پیر حیات محمد نقشبندی کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔ مقررے ہی دنوں بعد ان پر مجذوبی حالت طاری ہو گئی۔ آپ سیالکوٹ میں اپنے پیر و مرشد کے عرس پر بھی جایا کرتے تھے اور ان کے سجادہ نشین حضرت پیر محمد خلیل نقشبندی م ۱۹۸۲ء کی خدمت میں بھی جایا کرتے تھے۔ جو آپ سے نہایت محبت اور غلوں سے پیش آیا کرتے تھے۔ حضرت سائیں صاحب کو حضرت پیر محمد خلیل سے خلافت حاصل تھی۔

ایک دفعہ حضرت سائیں صاحب جامعہ جماعتیہ حیات القرآن میں گئے تو حافظ خواجہ دین سے انہوں نے لسی کی خواہش ظاہر کی۔ جب انہیں لسی پلائی گئی اس کے بعد وہ چلے گئے اور فرمانے لگے کہ یہ میرا آخری پھیرا ہے حافظ خواجہ دین کا کہنا ہے

کہ وہ کئی مرتبہ دربارِ صادقہ میں گئے ہیں اور ان کے ساتھ حضرت پیر محمد خلیل بھی تھے ان کا کہنا ہے کہ ہم ہر جمعہ المبارک کو ختمِ نقشِ بندہ میں سائیں صاحب کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں جب کبھی سائیں صاحب ختم شریف کراتے تو اس مدرسہ سے طالب علم قرآن مجید پڑھنے کے لیے جاتے تھے۔ حضرت سائیں صاحب کے چالیسویں پر جب ہم گئے تھے تو اظہر حیات خلف حضرت پیر محمد خلیل نقشبندی بھی ہمراہ تھے۔ اور دربارِ صادقہ میں کچھ عرصہ ٹھہرے۔

عالم حسین چیمہ المعروف بہ عالم فقیری

جناب عالم حسین چیمہ (عالم فقیری) ایم اے ایل ایل بی لاہور بیان کرتے ہیں ”جناب حضرت سائیں پیر محمد صادق نقشبندی اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے آپ کا مشربِ فقیرانہ اور درویشانہ تھا۔ آپ عالی باطن میں کامل تھے۔ آپ نے بے پناہ ریاضت اور مجاہدات کے بعد یہ مقام پایا۔ آپ پر ذکر کا غلبہ اتنا رہتا تھا کہ جس سے چاہے کلام کرتے۔ آپ کی ذات بابرکات آنے والوں کے لیے قلبی سکون کا سامان مہیا کرتی تھی۔ اس لیے مصیبت زدہ لوگوں کو وہاں راحت ملتی تھی۔ اکثر لوگ آپ کے پاس عموماً آکر بیٹھے رہتے۔ آپ پر سکر و صحو کی حالت اکثر طاری رہتی تھی اور مجذوبانہ حرکات اکثر آپ سے سرزد ہو جاتی تھیں۔ میں ان سے ملا ہوں۔ ان کی محفل میں ہر قسم کا آدمی آتا جاتا تھا۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ دیرانوں اور بیابانوں میں گزرا۔ لیکن آپ کی حالتِ جذب سے یہی معلوم ہوا کہ آپ بہر حال میں یادِ الہی میں مگن رہتے تھے۔

محمد الیاس ولد محمد اکبر (خشک دودھ) والے بیرون شاہ عالمی کا کہنا ہے کہ حضرت سائیں صاحب قبلہ سے ان کی ملاقات ۱۹۷۲ء سے تھی اس وقت آپ مقررہ میں رہتے تھے۔ بعد ازاں ہر سے پار چلے گئے میرے ایک ملاقاتی مجھ کو ان کے پاس لے گئے ہر وقت ہزار پانچ سو روپیہ جیب میں ہوتا تھا۔ جس کو حاجت مند سمجھے اس کی حاجت پوری کر دیتے تھے۔ آپ کے زخمی ہونے پر میں ہسپتال بھی جاتا رہا اور نماز جنازہ میں بھی شریک ہوا۔ آخری عمر میں آپ نے عید میلاد النبی کا جشن بھی ہر سال منایا۔ اور قوالیاں بھی کرائیں۔ میں ایک ابتلاء میں مبتلا ہوا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا۔ آپ نے نقش دیئے۔ ان کی برکت سے میرا معاملہ حل ہو گیا۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ کس کس کو کوئی بیان کرے۔ مجھے آپ کے وصال سے تین ماہ قبل ہی آپ کی وفات کا اشارہ ہو گیا تھا۔ آپ کی دعا و برکت سے مجھے بہت فیض حاصل ہوا۔

علامہ احمد حسن نوری

علامہ احمد حسن نوری مدیر ماہنامہ ”عرفات“ جامعہ نعیمیہ لاہور اور خطیب جامع مسجد فاروقیہ نزد ڈاک خانہ مغلیہ ریلوے کالونی کہتے ہیں۔ حضرت پیر سائیں محمد صادق نقشبندی سے میری ملاقات مکمل طور پر اس وقت ہوئی۔ جب آپ عالم جذب و سکر سے نکل کر سلوک کی منازل طے کرنے لگے آپ نے سالک حالت میں وفات پائی اور یہ بہترین وفات ہے آپ نماز جمعہ میری افتاء میں جامع مسجد حنفیہ فاروقیہ ریلوے کالونی نزد ڈاک خانہ مغلیہ لاہور میں ان ایام میں

پڑھتے تھے اور عیدین کی بھی۔ آپ کی نمازِ جنازہ بھی میں نے پڑھائی۔ مزید فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں جو بھی آیا اس پر برکتوں کا نزول ہوا اور اس کے رزق میں برکت بڑھی۔ آپ علامہ احمد حسن نوری کی بہت تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ ایک نیک خیالات کا انسان ہے اور اس کی نمازِ جمعہ کا خطبہ بہت اثر انگیز ہوتا ہے۔

مفتی محمد شفیع کامونکے والے

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت سائیں صاحبِ نہایت کامل بزرگ تھے بے شمار لوگ آپ سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ آپ عوام الناس کے لیے رحمتِ خداوندی تھے

جناب محمد اسحاق (ڈرائی پورٹ مغلیہ پورہ) چیئرمین دربارِ کمیٹی کا کہنا ہے کہ آپ نہایت قناعت پسند، وعدہ پورا کرنے والے اور صداقت پسند تھے آپ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔

حاجی محمد افضل خراچی سکیم نمبر ۲ شاد باغ کہتے ہیں کہ میری ملاقات ۱۹۶۸ء میں ہوئی۔ ۱۹۸۰ء میں حج کا ارادہ ہوا تو فرمایا کہ آتے وقت ایک ویسٹ اینڈ کی گھڑی لیتے آنا۔ چنانچہ مناسک حج سے جب فارغ ہوا تو گھر کے لیے سامان خریدا مگر آپ کی گھڑی یاد نہ رہی۔ اس دوران میں حرم شریف میں بیٹھا تھا کہ آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ چلو بازار چلیں اور گھڑی خرید لائیں چنانچہ میں نے گھڑی خرید لی۔ ہوائی ادھے

بھی گئے تھے۔ میرے غریب خانہ پر بھی آتے رہے۔ آپ کی خصوصیت تھی کہ آپ اپنے مریدوں کو گناہ کرنے سے روک لیتے تھے۔

محمد رمضانؒ انتظامیہ کی سیٹی بیان کرتے ہیں کہ آپ قرآنی علوم کے عالم تھے۔ جس مضمون کو بیان کرنا ہوتا وہ قرآنی آیات کی مدد سے بیان فرماتے انہوں نے بے شمار گنہگار لوگوں کو راہِ ہدایت دکھائی میں ان کی صداقت پسندی سے بہت متاثر ہوا جس سے میں آپ کا مرید ہو گیا۔

ان کا مزید کہنا ہے کہ آپ ان کے ہاں وظائف بھی کرتے تھے اور چلے بھی کاٹا۔

محمد شریف بٹ رکن انتظامیہ کہتے ہیں کہ آپ مسائل صحیح بیان فرماتے تھے کرامات کے مالک تھے اور صاحبِ تصرف بزرگ تھے کئی پیچیدہ امراض کے مریض آپ سے صحت یاب ہوئے۔ غرضیکہ آپ بہترین اوصافِ حمیدہ اور خصائلِ پسندیدہ کے مالک تھے۔

شیخ محمد اقبال جنرل سیکریٹری فرماتے ہیں کہ حالانکہ میں غیر مسلک تھا مگر آپ کی نگاہِ کرم اور تصرفِ باطنی سے تائب ہوا۔ اور راہِ راست پر آ گیا۔ حضرت سائیں صاحب کی دوا سے ایک میجر کا مرض دور ہو گیا۔ آپ مریدین کو پنج وقتہ نماز کی ادائیگی والدین کی خدمت اور نماز تہجد کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ سفرِ جمہیر ۱۹۸۱ء میں میں آپ کے ہمراہ تھا وہاں وہ حجرہ مقدسہ جس میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اعتکاف و عبادت کیا کرتے تھے۔ اس کے قریب ہی آپ کو حجرہ مل گیا

تھا۔ جس میں آپ دوران قیام اجمیر شریف مقیم رہے۔ اجمیر شریف کے تمام مزارات پر حاضری دی۔ دہلی کے مزارات مقدسہ پر بھی حاضری دی۔ کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو قرآن و حدیث کی رُو سے جواب دیتے۔ فارسی شعر بھی سناتے تھے آپ نے دربار عالیہ پر مجھے ۱۹۶۹ء میں سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کر کے مرید بنایا۔ اور حکم دیا کہ نماز تہجد کبھی فضا نہیں کرنی۔ عید کی رات کپڑے لے کر جایا کرتا تھا۔ اور آپ لوگوں کو دے دیتے تھے۔ فتوحات بے شمار آتی تھیں اور آپ سب اسی دن تقسیم فرما دیتے تھے۔ بعد از وصال بھی ان کا تصرف جاری ہے دوسرے تیسرے روز آپ کے دیدار سے قلبی سکون مل جاتا ہے سفر میں ساتھ مریدین کا خود خیال رکھتے تھے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ کوئی بھی مصیبت زدہ یا بیمار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ اس کے آرام کے لیے فوری کارروائی فرماتے۔ فالج، لقوہ، دم اور دوسری پیچیدہ امراض کے بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا، اور شفا یاب ہوئے۔

حاجی محمد شائق بازار و چھو والی اندرون شاہ عالمی لاہور کا کہنا ہے کہ میں ۱۹۶۹ء میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسی سال آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ پنجگانہ نماز اور تہجد کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ جو کچھ آتا۔ مریدوں اور دوسرے حاضرین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ دوسروں کی تکلیف برداشت نہ کر سکتے تھے۔ مریدوں کا بہت خیال رکھتے تھے، میرے ہاں مہنتہ میں ایک دفعہ آتے تھے۔

اقبال احمد شاہ سکیم نمبر ۲ شاد باغ لاہور کا بیان ہے کہ میں نے ۱۹۶۸ء میں آپ سے بیعت کی۔ آپ نماز روزہ کی ادائیگی کی نہایت تاکید کرتے تھے موسم گرما میں

میں چار گرم کوٹ اور بڈی پہنے رہتے تھے اور موسم سرما میں اُدھی رات کے وقت نہر سے غسل کر کے یا دالہ میں مشغول ہوتے تھے۔ اکثر جب میرے گھر آتے تو نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ سفر دہلی میں آپ کے ہمراہ تھا وہاں آپ نے حضرت نظام الدین اولیاء حضرت قطب الدین بختیار کاکی۔ حضرت امیر خسروؒ۔ پیر سرے مجھے کے مزارات پر حاضری دی تھی۔ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر بھی گئے۔

پاکستان میں پاکپن شریف۔ جن پیر۔ شور کوٹ۔ حضرت سلطان باہو۔ حضرت امام بریؒ نور پور شاہاں۔ سیون شریف۔ عبداللہ شاہ غازی کراچی وغیرہ مقامات پر آپ کے ساتھ تھا۔

محمد یونس پلاٹ نمبر ۱۱۹۔ تاج پارک عامر روڈ شاد باغ لاہور کہتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں پہلے پہل ۱۹۶۶ء میں حاضر ہوا اور پھر متواتر جاتا رہا۔ آپ کئی دفعہ میرے گھر تشریف لائے۔ حاجت مندوں کو نقش تعویذ وغیرہ لکھ کر دے دیا کرتے تھے۔ کئی دفعہ ان کے ساتھ سفر پر گیا۔

شبیر حسین۔ مین بازار گوالمنڈی لاہور کا بیان ہے کہ وصال سے چھ ماہ قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مرید ہوا۔ میں آپ کا آخری مرید ہوں۔ سیون شریف اور سیالکوٹ کے سفر میں آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔

حامد نصیر علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کہتے ہیں کہ ۱۹۶۴ء میں آپ کی خدمت میں جانا شروع کیا پھر دو بی چلا گیا واپسی پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے وہاں خط بھی لکھتے رہے میں آپ کے ساتھ کراچی اور حضرت سلطان باہو گیا تھا۔

بشیر احمد۔ ڈمالہ۔ نزد نارووال کا کہنا ہے۔ کہ آپ مستجاب الدعوات تھے اور آپ کی بہت کرامات ہیں۔

مدر حسین شاہ رکن سنگر کیٹی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں اہل تشیع سے تعلق رکھتا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں جب آپ سے ملاقات ہوئی تو اس وقت آپ شیخیم کے درخت تلے تھے۔ آپ کی روحانیت سے متاثر ہو کر میں آپ کے وصال تک آپ کا عقیدہ مند رہا۔ جب کبھی ہم آپ کے قدم دباتے۔ تو فرماتے کہ والدین کی خدمت کیا کرو۔ ۱۹۸۲ء میں بیعت کر لی۔ ۱۹۶۵ء میں جب میں اپنے والد کے ساتھ بکریاں چرانے جاتا تھا تو آپ کو مقبرہ نواب بہادر خاں میں دیکھا کرتا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ اس کے پاس اپنے پیرو مرشد کی کئی ایک تحریریں ہیں۔ جن میں جھوٹ، شراب نوشی اور زنا کاری جیسی لعنتوں سے بچنے کی تلقین ہے دورانِ قیام کویت آپ کا خط وہاں بھی جاتا تھا۔ ایک دفعہ فرما رہے تھے۔

- ۱۔ اپنے پیرو خواب میں دیکھنا بزرگی کی علامت ہے
- ۲۔ اپنے پیر کے بتائے ہوئے وظائف کو یاد کر لینا فرمانبرداری کی علامت ہے
- ۳۔ ہر وقت مرشد کا تصور عمر زیادہ کرتا ہے۔
- ۴۔ مرشد کے نقش قدم پر چلنا اندیشہ غم دور کرتا ہے۔
- ۵۔ ہمیشہ پاک صاف رہنا چاہیے۔
- ۶۔ چلتے پھرتے اٹھے بیٹھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ دل میں پڑھتے رہنا چاہیے۔

۷۔ مرشد کا اسم اعظم یہ ہے کہ پیر فرمان پر ہر سانس میں اللہ اللہ کہے۔

محمد جہانگیر پہلوان چوک ناخداوسن پورہ لاہور کہتے ہیں کہ میں نے ۱۹۷۹ء میں بیعت کی۔ آپ نے مجھے نماز روزہ کی تعلقین فرمائی تھی۔ پھر مجھے غسل کر کے رات کے دس گیارہ بجے مرید کیا میں نے رومال بگڑھی نذر حضور غوث الاعظمؑ اور پے پیش کیے دوزانو ہو کر مرید ہوا۔

ڈاکٹر محمد لطیف شاہ روضہ پر رہتے ہیں پہلے ریلوے میں ملازم تھے پھر آپ کی محبت آپ کے پاس لے آئی اور آپ یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ آج تک آپ دربار کی خدمت پر ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ آپ کا دستور ہے کہ جو کچھ لنگر سے کھاتے تھے اس کا حساب رکھتے تھے اور مہینہ گزرنے پر اس رقم کو جمع کر دیتے ہیں۔ آپ پر جذب و سکر کی حالت ہے اور رضائے الہی پر صبر و شکر کرتے ہیں۔

عبد اللطیف مین بازار رام گلی لاہور کا کہنا ہے کہ اس نے ۱۹۸۱ء میں بیعت کی حالانکہ اس سے کئی سال قبل میرا آنا جانا تھا۔ آپ دو دفعہ میرے غریب خانہ پر تشریف لائے تھے اور نماز کی بہت تاکید کرتے تھے۔

صوفی نذر محی الدین عباس منزل، عباس رٹھریٹ، عالمگیر پارک نواں کوٹ لاہور کا بیان ہے۔ کہ میں ۱۹۸۰ء میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ کے ساتھ میں سیون شریف چوہا سیدن شاہ، پاکپٹن شریف، حضرت سلطان باجوہ، سیالکوٹ، امام بری گیا تھا۔

حاجی بشیر احمد ٹاؤن شپ لاہور بیان کرتے ہیں کہ میرا آپ سے ۱۹۵۶ء سے

۱۹۶۶ء تک مکمل رابطہ رہا۔ ۱۹۶۶ء سے ۱۹۸۳ء تک سکھر چلا گیا۔ آپ وہاں بھی میرے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ حیدرآباد بھی جاتے رہے۔ کشف القلوب اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ عید میلاد النبی پر لائٹنگ وغیرہ کا بہت اچھا انتظام کرتے تھے لنگر ہر قسم کا ہوتا تھا۔ بے شمار لوگ آتے اور جس کا جی چاہے لے جاتا۔ قرآن پاک کی آیات پڑھ کر اس کی تفسیر بھی کرتے تھے۔

محمد سرفراز درس و ڈاروڈ باغبان پورہ لاہور کہتے ہیں میرا آپ سے ۱۹۵۸ء سے رابطہ تھا۔ مگر بیعت ۱۹۸۲ء میں کی۔ آپ میرے گھر میں دو دفعہ تشریف لے گئے بیعت میں نے نہر کے کنارے کی۔ جرمنی اور کویت میں جب تھا تو وہاں بھی آپ کے خطوط جاتے تھے جن میں نماز روزہ کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ نے مجھے پشتیہ اور اد کی اجازت بھی دی تھی۔ قوالی بھی سنتے تھے۔ قوال نصرت فتح علی خاں بھی آیا کرتا تھا۔ محمد رمضان کے گھر سنگھ پورہ میں قوالی ہوئی جس میں عزیز میاں کراچی والا آیا تھا۔ آپ نے اس کی قوالی بھی سنی۔

خواجہ محمد عارف کشمیری ریلوے روڈ گوالمندی لاہور کا کہنا ہے کہ وہ اپنے کئی ایک ساتھیوں کے ساتھ اکثر و بیشتر بر لب نہر حاضر ہوا۔ اور آپ کو مجذوبی حالت میں پایا۔ آپ مجذوبانہ بزرگان میں سے تھے۔ اور جودل میں آتا کہہ گزرتے اور لوگ اپنی اپنی عقل و فراست کے مطابق اس کا مطلب نکال لیتے۔ لوگ آپ کے پاس دعا و برکت کے لیے جایا کرتے تھے۔

محبوب احمد بٹ ۴۴۳ جی ٹی روڈ نزد کوپریو سٹورز لاہور کہتے ہیں کہ

(۱) ایک دفعہ ہماری بھینس گم ہو گئی ہم اس کو کئی دن تلاش کرتے رہے مگر نہ ملی۔ ایک دن ہم نہر کی طرف آنکے تو دیکھا کہ ایک درویش سات آٹھ گرم کوٹ پہنے اور فوجیوں کے بوٹ پہنے بیٹھا تھا۔ حالانکہ یہ گرمیوں کا موسم تھا میرے والد صاحب اور میں آپ کے پاس گئے اور اپنی تکلیف بیان کی۔ آپ نے فرمایا گھر جاؤ بھینس خود بخود گھر آجائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مزید بیان کیا کہ آپ موسم سرما میں کئی کئی گھنٹے نہر میں رہتے تھے۔
 ۱۹۷۷ء میں میں دیاں سنگھ کالج میں بی ایس سی کا طالب علم تھا اس زمانہ میں مجھ پر قتل کا کیس بن گیا۔ میری والدہ اور نانی سائیں صاحب کے پاس گئے اور میری رٹائی کے لیے بات کی۔ آپ نے فرمایا کہ چار ماہ بعد فلاں تاریخ اور فلاں وقت بڑی ہو جائے گا۔ اور ٹھیک اسی تاریخ اور دن کو میری بریت کا حکم عدالت نے صادر کیا۔

ایک دفعہ آپ نے میری نانی کو جو اندرون دہلی دروازہ رہتی تھی کہا کہ بھقارا مکان جل جائے گا۔ اور تم تانگے کے حادثہ میں مر جاؤ گی۔ ایسا ہی ہوا۔
 وفات سے تقریباً تین ماہ قبل مارشل لاء کے دوران آپ مجھ کو لے کر مارشل لاء کے دفتر واقع لارنس روڈ گھنگھر و بانڈھ کر جاتے رہے۔ اس دوران بریگیڈ میجر اور کرنل آپ کو سلام کرتے تھے۔

میری ہمشیرہ کے گھر اولاد نہ ہوتی تھی پھر پانچ بچیاں ہوئیں ہم آپ کے پاس پہنچے آپ نے دعا کی اور اس کے بعد دو بیٹے تو ام پیدا ہوئے۔
 ۱۹۷۷ء میں میری شادی دہلی جہاں میں چاہتا تھا وہیں ہوئی۔ آپ کی دعا و برکت سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔

پھر کہا آپ کے مجھ پر بے حد احسان ہیں مجھے نوکری نہ ملتی تھی۔ آپ سے عرض کیا تو فرمایا کہ تم گھگھو کے ساتھ جاؤ گے چنانچہ کئی جگہ نوکریوں کے بعد میں ریلوے میں ملازم ہو گیا۔ ۱۹۶۸ء سے ۱۹۸۲ء تک سروس کے بعد میں آپکی دعا و برکت سے فوراً میں ہو گیا مالا کر ریلوے میں ایسی کوئی مثال نہ تھی۔

حاجی شیخ نذیر حسین امرتسری ولد شیخ عبدالصمد رام گلی لاہور کہتے ہیں کہ وہ حضرت سائیں ^{رح} کو ۱۹۵۲ء سے جانتے تھے۔ جس زمانہ میں میری رہائش بجلی گھر شالامار ٹاؤن میں تھی۔ اس وقت آپ نے کہا کہ تم یہاں اپنا مکان بناؤ۔ چنانچہ میں نے آپکے ارشاد کے مطابق بنالیا۔ حالانکہ میرے پاس پیسے نہ تھے۔ اور آپ کئی دن وہاں رہے پھر مجھے مقبرہ بہادر خاں میں لے گئے۔ جہاں ایک کھڑکی میں آپ کی رہائش تھی ایک دن میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ گیا تو آپ ایک دیوار سے کبھی باہر نکلے اور کبھی دیوار کے اندر چلے جاتے تھے اس وقت آپ کے پاس جن آتے تھے۔ اور جنات آپکے کنٹرول میں تھے۔

۱۹۸۱ء میں میں لندن میں تھا۔ وہاں آپ کا خط ملا۔ جس میں بابا حاجی نے لکھا ہے کہ تم میرے مرید طریقت ہو مجھ کو خط اب نہ لکھنا کیونکہ میں اجیر شریف جا رہا ہوں۔

ایک دن میں اور بیٹا آپ کی خدمت میں نہر پہ گئے رات کا وقت تھا۔ آپ اُٹھ کر پرلی طرف چلے گئے میں بھی اندھیرے میں آپ کے پیچھے ہولیا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی گردن ہی نہیں ہے دوسری دفعہ آپ کے جسم کے مختلف اعضاء بھرے دیکھے جب واپس آکر بیٹھے تو میں نے کہا کہ کیا میں آپ کو غوث کہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا

تم نے دیکھ لیا میں نے ہاں میں جواب دیا تو فرمایا کہ تم چاہے غوث کھو چاہے قطب

شروع شروع میں آپ مغلیہ مہمانانہ کے ارد گرد گشت کیا کرتے تھے اور ڈبے لکھے کر کے مہمانانہ کے عقب میں پھینک جاتے تھے۔ بچے وہاں جا کر ڈبے دیکھ کر کوئی پانچ روپے کا نوٹ نکال لیتا تھا کوئی دس روپے کا۔ حالانکہ اس وقت دو آنے کا چائے کا کپ ملتا تھا۔ میں نے یہ بات آپ سے دریافت کی تو فرمایا کہ بچے نوٹ نکال لیتے ہوں گے۔

ایک شخص غلام محمد نے اولاد نرینہ کی خواہش کی آپ اس کو لے کر نند میں آئے اور سونے کا ڈھیر دکھایا۔ اس نے کہا مجھے سونا نہیں چاہیے، لڑکا چاہیے چنانچہ لڑکا ہی ہوا۔

علی احمد ظہیر مدنی شاد باغ لاہور کا کہنا ہے کہ میں اور میرا والد آپ کی خدمت میں اکثر جایا کرتے تھے اور ہم کو آپ سے بے انتہا فیض پہنچا۔ حضرت سائیں صاحبہ کی خدمت اقدس میں ہمارا جانا ۱۹۶۱ء سے ہوا۔ اور اس کے بعد مسلسل جاتا رہا اور آپ ہمارے ہاں بھی تشریف لائے۔ آپ ہر کسی کی مدد فرماتے تھے آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔ آپ کی غذا بالکل معمولی تھی ہم نے کبھی ان کو ادھی یا چوتھائی روٹی کھاتے نہیں دیکھا۔ زیادہ سے زیادہ دو تین نوالے کھاتے تھے۔ ان کا محبوب مشروب چائے تھی۔ ہمارے گھر سے ان کو بہت محبت ہو گئی تھی اس لیے وہ جب مرضی ہوتی بغیر بتلائے چلے جاتے۔ اپنی پہلی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے علی احمد ظہیر مدنی۔ مدنی انٹرنیشنل (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۱۸ پٹیا لہ گراؤنڈ لنک میکلورڈ روڈ لاہور نے بتایا کہ ۱۹۶۱ء میں

جب میں اپنے والد صاحب اور ایک رشتہ دار کے ہمراہ گنبد نواب بہادر خاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ گنبد خالی ہے ایک آدمی نے ہمیں گنبد کے اوپر والے حصے کا ایک سوراخ جو کہ تقریباً ایک آدمی کے گزرنے کا راستہ ہے۔ بتلایا میں اور میرے والد سیرٹھیوں سے اوپر والی جگہ پہنچے چونکہ اس سوراخ سے اندر جانا آسان نہیں ہے اس لیے میرے والد نے مجھے اٹھا کر اونچا کیا۔ اس زمانے میں میں ساتویں جماعت کا طالب علم تھا۔ اندر چلا گیا اور فوراً ہی خوف کے مارے باہر کو بھاگا۔ جیسے ہی میں پھر اندر داخل ہوا میں نے ایسے ایسے وسیع الجبہ جانور جن کی اشکال اپنے ہاں کی چھپکلیوں سے ملتی تھیں۔ دیکھیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سائیں صاحب کے ساتھ ہی سوری تھیں اندر اندھیرا تھا۔ اس لیے ماحول بھیانک اور خطرناک تھا۔ جب اونچی آواز سے پکارا گیا تو آپ تین چار گرم کوٹ اور تہ بند باندھے نمودار ہوئے۔ اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہم نے اپنی حاجت بیان کی تو آپ ہمارے ساتھ ہی نیچے اترے، اور ہماری بات سنی۔

آستانہ عالیہ غوثیہ کے الحاج پیر عطاء اللہ شاہ مدنی، عربی، نوشاہی، قادری لون میانی تحصیل مہلوال ضلع سرگودھا بیان کرتے ہیں کہ حضرت سائیں صاحب نہایت کامل بزرگ تھے اور ان کے دربار میں جا کر کوئی شخص نامراد نہیں آتا تھا آپ اپنے خط محررہ $\frac{12}{86}$ لکھتے ہیں کہ آپ ولی کامل تھے۔

ڈاکٹر علی محمد۔ فاروق آپٹیکل سروس ۱۰ علامہ اقبال روڈ لاہور کا کہنا ہے کہ سلامت پورہ سے آتے وقت ہم اکثر آپ کو نہر کے کنارے بیٹھے دیکھتے تھے جہاں سے بہت سے حاجت مند اور دوسرے لوگ حاضر رہا کرتے تھے۔ آپ

نہایت بزرگ تھے اور آپ کی خدمت میں بیٹھنے کا وقت بھی ملا۔

مدرّ حسین شاہ کا کہنا ہے کہ ایک دن آپ نے مجھے ایک ہزار روپے دیئے کہ فلاں غریب عورت جو ایک امیر عورت کے ساتھ آئی تھی کو دسے آؤ۔ میں اس امیر عورت کا گھر جانتا تھا۔ وہاں گیا اور غریب عورت کے گھر کا پتہ پوچھا اس نے بتا دیا جو چوچہ صاحب دھر سپورہ میں واقع ہے میں اس کے گھر گیا اور اس کو رقم دی اس نے کہا کہ میں دو ماہ قبل حضرت سائیں صاحب کے پاس گئی تھی کہ میری لڑکی کی شادی ہے اور میرے پاس انتظام نہیں ہے کل شادی ہے اور آج آپ نے رقم بھیج دی۔

فاروق ملک ولد محمد اسلم ملک ماڈل ٹائون والے بیان کرتے ہیں کہ میرا والد حضرت سائیں صاحب کا مرید تھا۔ ان کی ملاقات ۱۹۶۲ء میں ہوئی ان کا کہنا ہے کہ میری خالہ کے گھر اولاد نہ ہوتی تھی اس طرح بیس برس گزر گئے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا کہ اولاد نہیں ہو سکتی جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اولاد ہوگی۔ چنانچہ ایک سال بعد ان کے گھر لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حضرت سائیں صاحب نے خمسہ رکھا۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ میری ملاقات ۱۹۶۶ء میں ہوئی جب کوئی مصیبت زدہ یا خوفزدہ آدمی آپ کے پاس آجاتا تو وہاں پہنچتے ہی اس کا سارا خوف جاتا رہتا۔

ان کا کہنا ہے کہ میری والدہ نے بتایا کہ جب وہ آپ کے دربار میں حاضر ہوئی تو وہاں ایک عورت حضرت سائیں صاحب کو کہہ رہی تھی کہ مجھے حج کرادو آپ نے کہا

کہ کاغذات مکمل کراؤ۔ چنانچہ وہ حج کے بعد آپ کی خدمت میں آئی تو اس نے کہا کہ میں نے آپ کو حج کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس عورت کو آئندہ اپنے پاس آنے سے منع کر دیا۔

شیخ سلیم اللہ ولد شیخ رحمت اللہ دھبھو والی کا بیان ہے کہ حضرت سائیں صاحب سے آپ کی ملاقات ۱۹۷۶ء سے ہے کوٹھڑی میں بھی آپ زمین پر بیٹھتے تھے۔ ۱۹۸۲ء میں چارپائی پر بیٹھے جب میرا لڑکا فوت ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ مت اللہ تعالیٰ اس کا بہترین نعم البدل دے گا۔ چنانچہ اللہ کریم کی مہربانی اور آپ کی دعاء برکت سے بچہ تولد ہوا۔ آپ نورانی چہرہ اور پر جلال شخصیت کے مالک تھے۔ ہزاروں اشخاص نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کیے۔ جناب جسٹس کرم الہی جو مان جو وکیل تھے تو آپ کے پاس گئے تھے۔

غلام سرور قریشی ولد محمد دین قریشی حویلی میاں خاں اندرون موچی دروازہ لامور کہتے ہیں کہ حضرت سائیں صاحب سے ان کی پہلی ملاقات ۱۹۶۸ء میں شیشم کے درخت تلے کچے حجرہ میں جو ایک بے آباد جگہ تھی ہوئی۔ متواتر روزانہ جاتا تھا اور آپ مجھ پر خصوصی مہربانی فرماتے تھے۔ اکثر ہمارے گھرانے کا آنا جانا تھا۔ ان ایام میں آپ کے حجرہ سے باہر کافی آدمی اور عورتیں آتی تھیں۔ کاریں، گاڑیاں، رکشا، موٹر سائیکل اور سائیکل ٹرک پر کھڑے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ساری ساری رات لوگوں کا اثر دام رہتا تھا۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ میرے کسٹمرل آزاد کشمیر میں تھے۔ میری بیوی بچے وہاں گئے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو لانے کے لیے آپ سے اجازت مانگی تو فرمایا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے تم یہاں ہی رہو۔ صبح میرے ساتھ چلنے کے لیے روانہ ہونے لگے تو فرمایا تمہارے بچے میرے سامنے ہیں مگر ان کا اشارہ نہ سمجھ سکا۔ بہر حال ہم آزاد کشمیر کی

طرف روانہ گئے۔ جب گجرات سے آگے بسیں میل کے فاصلے پر کوٹہ پہنچے تو ایک ہوٹل میں چائے پینے کے لیے بیٹھ گئے۔ اسی دوران وہاں میرے گاؤں کا ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ تمہارے بیوی بچے آج صبح لاہور روانہ ہو گئے ہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا کہ تمہارے بیوی بچے میرے سامنے ہیں۔

میری شادی کو تین ماہ ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوگا، تو اس کا نام غلام فرید رکھنا۔ اس زمانے میں آپ مجذوبیت کی حالت میں تھے کئی ماہ کے بعد ایک دن میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ آپ نے مجھے کہا کہ لو بھٹی شیر شاہ ولی آگیا۔ شام کو جب میں گھر آیا تو میری بیوی صحیح حالت میں تھی اور بچہ پیدا ہونے کے کوئی آثار نہ تھے۔ یکا یک رات کو درد زہ ہوا اور لڑکا تولد ہو گیا۔

جس زمانے میں میں دبئی گیا تھا تو آپ میرے ساتھ مجھ کو ہوائی جہاز پر چڑھانے کے لیے کراچی گئے تھے میرے گھر کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔ جرمنی اور کویت گیا تب بھی آپ کے خطوط باقاعدہ طور پر مجھے وہاں موصول ہوتے تھے جو اب بھی میرے پاس موجود ہیں۔

ایک دفعہ ہم باغبان پورہ سنگھ پورہ کی طرف گھوڑے شاہ روڈ پر جا رہے تھے تو باغ راجہ دینا نامتھ سے آگے دائیں طرف ایک قبرستان میں رُک گئے اور فرمایا کہ میں نے مجاہدات و ریاضات کی کچھ منازل یہاں بھی طے کی ہیں اس وقت یہ بالکل بے آباد اور ویران جگہ تھی آپ ہر جمعرات کو داتا دربار جاتے تھے۔

میرا بھائی شمس الدین تھا جس کی رہائش مکانہ گوالمنڈی کے قریب تھی رہ مجھ سے پانچ چھ سال قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

چوہدری محمد حسین اسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت سائیں صاحب کی خدمت میں وہ پہلی بار ۱۹۵۶ء میں حاضر ہوئے اور ان کے دصال تک برابر جاتے رہے۔ جب میں دو اور آدمیوں کے ہمراہ گیا تھا۔ تو آپ گنبد میں نہ تھے ہم مغلیہ پورہ اور راکھڑھ تک ان کی تلاش میں گئے۔ مگر وہ نہ ملے۔ دوسرے دن میں اکیلا گیا۔ تو آپ سے ملاقات ہو گئی اس وقت آپ کے ارد گرد کئی ایک مرد اور مستورات بیٹھی تھیں۔ کچھ دیر بعد آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ بھی افسر ہے پھر مجھے چلنے والی دکان پر لے گئے چائے پی اور میں وہاں رات کے دو بجے تک رہا۔ پھر میرے ساتھ سنہرداس روڈ (نیو گارڈنز) تک آئے اس زمانے میں آپ گنبد میں سوتے تھے اور تسبیح بھی پڑھا کرتے تھے۔

آپ ہر حاجت مند کی مدد کرتے تھے میں ہسپتال بھی آپ کی بیماری کے دوران گیا۔ اور جنازہ میں بھی شریک تھا۔ نہایت سخی اور فیاض طبیعت کے مالک تھے رات دن خلقت خدا وہاں رہتی تھی۔ اس لیے آپ کو سونے کا وقت بھی نہ ملتا تھا نہایت کم خوراک اور کم لباس تھے۔ آپ نے عبدالعزیز ڈسپنسر کارپوریشن کی بہت مدد کی تھی۔ آپ اکثر میانی صاحب میں بھی گشت کیا کرتے تھے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں کمشنر آفس میں تعینات تھا میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ رات زیادہ ہو گئی صبح بجٹ کی میننگ تھی۔ مختار مسعود کمشنر لاہور ڈویژن تھے

آپ نے مجھے نہ جانے دیا۔ اگلے دن جب میں دفتر گیا تو میں بہت فکر مند تھا کہ پتہ نہیں کبھی صاحب بہادر کیا کہیں گے۔ مگر کبھی صاحب نے کہا کہ سارا سال تم ڈیوٹی دیتے رہے ایک دن میں نے آپکی جگہ ڈیوٹی دے دی تو کیا ہوا۔

ایک دفعہ کارپوریشن مجسٹریٹ آپ کو گڈا گروں کے ساتھ پکڑ کر لے گیا آپ نے اس کی شدید مخالفت کی۔ بالآخر انہوں نے آپ سے معافی مانگی اور عزت سے رخصت کیا۔

ایک دفعہ میرے ساتھ داتا دربار گئے ہم پیرل سو گئے رات دو بجے تک رہے ہوٹل میں کئی بزرگ آپ سے ملاقات کے لیے آئے۔ آپ ہر ایک سے مصافحہ کرتے رہے اور ان سے خوش دلی سے ملتے رہے۔ پھر مجھ سے کہا کہ کیا تم نے دانا صاحب کو دیکھا ہے میں نے اپنی لائسنس کا اظہار کیا۔ تین بجے رات کے بعد واپس آئے۔

ہر معاملہ میں حاجت مند اور مسکین افراد کی مدد کرتے تھے۔ فقہ، حدیث کی تمام کتابیں جانتے تھے۔ مشنری مولانا روم، گلستان بوستان، شیخ سعدی اور علامہ اقبال کے اشعار بھی پڑھا کرتے تھے۔ میوگا رڈ نر کے سامنے جو کھیتوں میں چیفیس کالج کے پاس مزار ہے۔ وہاں فاتحہ خوانی کی اور فرمایا یہ کس ولی اللہ کا مزار ہے۔

میرے بیٹے محمد ایاس کی ولادت سے قبل ہی آپ نے کہہ دیا تھا کہ تمہارے گھر فرزند ہوگا۔ اس کا نام محمد ایاس رکھنا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں آپ یہاں ہی تھے

اور فرمایا کرتے تھے کہ دشمن کو منہ کی کھانی پڑے گی۔

بشیر احمد مغل ولد مرزا محمد طفیل۔ مغل ٹریڈنگ کمپنی ساکن اسلام پورہ لاہور
 بیان کرتے ہیں کہ سنرت پر صاحب قبلہ سے ان کی ملاقات ۱۹۶۵ء سے ہے
 جس وقت کہ آپ گنبد سے نکل کر مچھانک پر آگئے تھے اور شیشم کا درخت تھا
 اس وقت آپ سنگوٹی پوش تھے بے شمار آدمی دہاں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت
 آپ پر عجز و تبت کا دور تھا۔ سکر کا عالم تھا۔ مجھ کو چوہدری چراغ دین برادر نسبتی
 جناب کرم الہی چوہان موجودہ جسٹس ہائیکورٹ نے لے کر کیا تھا جب آپ لوگوں سے
 فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تو میرا مرید ہو جا۔ دوسری دفعہ
 حاضر ہوا تو فرمایا کہ تم کب میرے مرید ہو گئے تیسری دفعہ حاضر ہوا تو فرمایا کہ میرا
 مرید ہو جا۔ میں سفید تہ بند، سفید چونا، پگڑی، مصدئی، کلا، کلاے رنگ کے
 بوٹے، جراب، تسبیح، رومال، خوشبو، چار سیر لٹو لے کر حاضر خدمت
 ہوا۔ میرا لڑکا اور چراغ دین بھی ہمراہ تھے۔ آپ کپڑے پہن کر وضو کرنے چلے
 گئے۔ واپس آ کر نعت شنبدی سلسلہ میں بیعت کیا اور ہدایات دیں کہ نشہ نہیں
 کرنا گانا نہیں سننا۔ تمباکو نہیں پینا۔ نماز روزہ کے پابند رہنا۔ سنت نبوی پر
 عمل پیرا ہونا۔ پھر مٹھائی بانٹی گئی اور مرید بننے کے لیے مجھے مبارکباد دی۔

ایک دفعہ میرے گھر تشریف لائے میری بچی شدید بیمار تھی۔ بظاہر اسکے تندرست
 ہونے کا امکان نظر نہ آتا تھا۔ آپ ساری رات اس کی چار پائی کے پاس بیٹھے رہے
 صبح ۴ بجے فرمایا کہ تمھاری بچی پنج گئی۔ آپ نے فنا فی الشیخ۔ فنا فی الرسول۔ فنا فی
 اللہ۔ فنا فی الوجود اور بقا باللہ کی منازل طے کی تھیں۔

ایک دفعہ آپ نے دو ماہ تک کچھ نہیں کھایا تھا۔ آپ کے پسینہ سے بو نہیں آتی تھی۔ یہ ہسپتال جاتا رہا۔ لیکن نماز جنازہ پر دیر سے پہنچا۔ اکثر چوک متی میں مفتی کی دکان سے دوائیاں خرید کر لاتے تھے اور حاجت مندوں کو دوا تیار کر دیتے تھے دکان پر بھی آتے۔ اور پھر وہاں قیام کرتے۔ رات بارہ بجے آپ کو پہنچ دے دیا جاتا۔ اس پر بیٹھ جاتے اس دوران صبح تک چھوٹے قدم کی مخلوق حاضر ہوتی اور آپ کو سلام کرتی اور پھر وہ لوگ چلے جاتے۔ میں سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت پاک کر چکا تھا۔ ایک دن مجھ پر ناراض ہو گئے تو فرمایا کہ میں آج تم کو قتل کر دوں گا۔ میں نے سرکار مدنیہ کا واسطہ دیا۔ خدا کا کرنا

اسی وقت چوہدری محمد حسین بھٹی اور دوسرے لوگ آگئے اور آپ کو ٹکیوں میں بٹھا کر لے گئے۔ جب میں شام کو کپڑے لے کر گیا تو فرمایا کہ تم بڑے خوش نصیب ہو کہ فقیر سے بچ گئے۔

جب میرے سر کا اپریشن ہوا تو ڈاکٹر بشیر اور ڈاکٹر اعجاز وغیرہ اپریشن میں مصروف تھے مجھے بے ہوش کر دیا گیا۔ مگر مجھے ہوش تھا اس وقت اچانک بجلی چلی گئی۔ تو اس اپریشن کے دوران میں ڈاکٹروں کو ہدایات دیتا رہا۔ کہ اس طرح کرو اس طرح کرو۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ جب آپ کا حادثہ ہوا۔ تو آپ کو بھی اسی کمرہ میں داخل کیا گیا۔ بیڈ نمبر ۱۔ کمرہ نمبر ۱۰۔ ۱۰ رمضان المبارک۔ اس موقع پر ڈاکٹر اعجاز بھی وہاں تھا۔

میرا لڑکا اور بس احمد فضل جب ایران گیا تو وہ سمندر میں بجلی کے کام میں مصروف تھا۔ کہ اچانک اس میں مچھنس گیا۔ اس کا کہنا ہے کہ میں نے آپ کو یاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بچا لیا۔

آپ مزارات اولیائے لاہور پر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک رنچ میں نے دیکھا کہ اورنگ زیب نے آپ کا گریبان پڑا ہے۔ میں اپنے گھر تھا۔ میں نے یہ دیکھ کر اس کو پھپھڑا کر سید کیا۔ اگلے دن جب میں سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ اورنگ زیب کا رخسار سو جا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو پھپھڑا نہیں مارنا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اس نے آپ کے گریبان کو کیوں پکڑا تھا۔ حضرت پیر محمد حیاتؒ یا لکھنؤ کے ہاں آپ نے میلۃ القدر دیکھی تھی۔ مزید کہتے ہیں کہ میں نے سپرد میں مغلاں والا تالاب جس کا رقبہ ۱۶ کنال تھا آپ کے ارشاد پر LEASE پر لیا تھا اور FISH FARM قائم کیا ایک دن میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے وہاں تکلیف ہے آپ نے فرمایا تمہاری مرضی۔ چنانچہ مجھے پوری رقم حاصل ہو گئی۔

سرکار نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۶۱ء میں پاک بھارت جنگیں ہونگی اور یہ واقعات ظہور پذیر ہوں گے۔ پھر بتایا کہ تاج دین فضاٹی آپ کے پاس رہتا تھا اور آپ کے ساتھ سویا ہوا تھا اس کا بیان ہے کہ میں جاگ بھی رہا تھا اور غنودگی کی حالت طاری تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ چھڑی لے کر میرا پیٹ چاک کر رہے ہیں۔ انٹریاں صاف کیں اور پتہ نکال لیا اور پھر اس طرح پیٹ درست کر دیا۔ ایک ماہ تک بیمار رہا۔ تو وہ کہا کرتا تھا کہ ہم دن کو لاہور میں اور رات کو مدینہ پاک میں ہوتے تھے۔

سر محمد رفیع ولد محمد دین۔ بہار شاہ کالونی۔ فتح رہیمان کا کہنا ہے کہ حضرت سائیں صاحب قبلہ سے ان کی ملاقات ۱۹۲۵ء کے لگ بھگ ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں آپ ریلوے کیرج سٹاپ کی سڑک پر سے کاغذوں کے ٹکڑوں کو اکٹھے کیا کرتے تھے

پھر کافی عرصہ نظر نہیں آئے۔ کیرج شاپ کے بعد گنبد نواب بہادر خاں کے مکین ہوئے
 پھر مچھاٹک نمبر، پر گنبد کے قریب ایک مکین کے پاس آئے۔ ایک رات موسم سرما
 میں شدید بارش اور ڈالہ باری ہوئی۔ میرا ادھر سے گذر ہوا تو دیکھا کہ آپ نے ایک سفید
 کپڑا اوڑھا ہوا ہے۔ اور بیٹھے ہیں۔ میرے دل میں خیال گذرا کہ صبح تک یہ درویش
 فوت ہو جائے گا۔ لیکن صبح جب آپ کو دیکھنے کے لیے آیا تو آپ وہاں صبح سلامت
 تھے۔ پھر جب کبھی میں آنا نسوار کی ایک پڑھی لے آتا۔ پھر مکین کے پاس سے گنبد
 کے طرف ہی نہر کے کنارے ایک شیشم کے درخت تلے چلے گئے۔ ازاں بعد کچھ
 مدت کے بعد نہر کے دوسرے کنارے شیشم کے درخت تلے آگئے۔ ایک کچی
 جھونپڑی تھی پھر کسی نے پختہ بنوادی۔ اس وقت آپ پر محذوبیت کی حالت طاری
 تھی۔ فرش پر بوری تھی اور اوپر بھورا کبل وغیرہ تھا۔

میری کئی ایک برائیاں جو کہ شدید قسم کی بھتس آپ کی نظر کرم سے دور ہو گئیں
 ۱۹۸۲ء میں آپ نے مجھ کو اپنا مرید کیا میں آپ کے ساتھ سیون شریف اور سیالکوٹ
 گیا تھا۔ آپ نے ایک دفعہ مجھے اپنا عمامہ دیا تھا۔ جو آج تک میرے پاس محفوظ ہے

سکندر سلطان ولد محمد دین، موہنی روڈ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت
 میں جھگی میں ۱۹۷۶ء میں حاضر ہوا۔ میری پسلی میں شدید درد تھا۔ جو کئی ایک جگہ
 علاج کرنے کے بعد رفع نہ ہوا۔ چنانچہ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرا
 بیان کیا تو آپ نے نقش لکھ کر دیا۔ جس سے میری تکلیف دور ہو گئی۔ میں آپ کے
 ساتھ سیون شریف اور سیالکوٹ گیا تھا۔ ۱۹۸۲ء میں آپ نے مجھے فرمایا کہ
 میرا مرید ہو جا۔ میں پگڑی، تولیہ اور لٹو وغیرہ لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے مرید کر لیا

اور لدو حاضرین میں تقسیم کر دیئے۔ آپ کی منظر کرم سے میں کئی باتوں سے
ممنون ہو گیا آپ نے مجھے دو نوپایاں بھی عنایت فرمائیں جو میرے پاس موجود ہیں۔

محمد طفیل ولد عمر دین گزین پارک ٹالامار ٹاؤن کا بیان ہے کہ وہ سہ کار کا چار
سال تک ڈرائیور رہا۔ جہاں آپ کی خواہش ہو تو وہاں سے جاتا۔ میں آپ کو لے کر
فتھور، پاکپن، شورکوٹ، حضرت سلطان باجو، کھیوڑہ، نور پور شاہان، چوہاسین
شاہ وغیرہ مقامات پر لے کر جاتا رہا۔ ایک دفعہ تم شورکوٹ جا رہے تھے جب پیر محل
پہنچے تو وہاں غمگین اقامت کیا۔ جب چلنے کا وقت آیا۔ تو دیکھا کہ آپ گاڑی میں نہیں
ہیں۔ بہت دھونڈا مگر آپ کا پتہ نہ مل سکا۔ آخر میں آپ خود ہی ظاہر ہو گئے اور
فرمایا کہ اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔

ہم امام برمی لطیف جا رہے تھے کہ آپ نے نہر کے کنارے ڈیرہ میں ایک
جد چھڑی گاڑ دی۔ اور کہا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ ہم نے کہا کہ یہاں تو کوئی قبر نہیں
ہے۔ بعد از وصال وہاں آپ کی قبر بنی۔ جہاں کہ آپ نے چھڑی گاڑی تھی۔

رستم علی ولد غلام نبی سلطان پورہ (نامب صدر دربار کسٹی) کا کہنا ہے کہ میں
سنہ ۱۹۶۷ء سے آپ کی خدمت میں جانا شروع ہوا۔ میری بہت سی تکالیف آپ کے
سہی لطف و کرم سے دور ہوئیں۔ سیون شریف، سیالکوٹ وغیرہ مقامات پر آپ کے
ساتھ گیا تھا۔ جب آپ کو حادثہ پیش آیا تو مجھے نے ڈاکٹر محمد بشیر سرمن سے کہا کہ آپ کا
بہترین علاج ہونا چاہیے اس لیے اسیرون ملک بھی بھیجا پڑے تو ہم خرچ برداشت کرنے
کو تیار ہیں۔

ملک محمد طارق ولد اللہ دتہ چو نے منڈی کوٹے میں کہ میں ۱۹۸۲ء میں عید
میلاد النبی کے جشن پر جو آپ کے زیر انتظام ہو رہا تھا گیا، وہاں قوالی ہو رہی تھی
آپ اکثر خواب میں ملتے رہتے ہیں۔

تجمل خورشید بادشاہ اندرون شیرانوالہ دروازہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی
ملاقات ۱۹۸۱ء سے ہے۔ آپ کی نظر کرم سے میرے گھر میں تعلقات جو عرصہ
چار سال سے خراب تھے آپ کی توجہ سے درست ہوئے۔ میرے کارخانے کا نام
آپ نے ہی ”سہیلی پلاسٹک“ رکھا تھا۔ آپ کی بے شمار کرامات ہیں۔ پشاور، راولپنڈی
ساہی وال، سیون شریف، سیالکوٹ، نور پور شمالی وغیرہ مقامات پر آپ کے
مہراہ گیا بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔

ہیڈ کلرک اریگیشن ورکشاپ مغلو پورہ نے لکھا کہ آپ بڑے کرامت والے ولی
تھے۔ ان سے بے پناہ لوگوں کو فیض حاصل ہوا۔ میرے بچے پر آپ کی خصوصی
توجہ تھی بعد از وصال آپ کا فیض جاری ہے۔

تاج دین ڈرائیور جو چو پک صاحب مغل پورہ میں رہتا ہے کا بیان ہے کہ
ایک دفعہ آپ میرے گھر چلے آئے۔ اس وقت ہم دونوں میاں ہوی چولھے کے
آگے بیٹھے تھے۔ میں نے عرض کیا تشریف رکھیے۔ آپ بیٹھے گئے میں نے دریافت
کیا کہ حضور کیا کھاٹیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم کھن سکتے ہو میں نے عرض کیا
کہ اگر ممکن ہوا تو کھلا دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ دسبے کی چکی۔ میں سارا بازار بھرا
مگر چکی کہیں سے دستیاب نہ ہو سکی۔ میں ایک چکی والا دنبہ لے آیا۔ اور اس کو ذبح

کر کے آپ کو مطلوبہ چیز کھلا دی۔ آپ چلے گئے۔ کچھ سالوں کے بعد میری لڑکی
 شدید بیمار ہو گئی اور پھر اس کی بینائی جاتی رہی۔ اس زمانے میں آپ حالت مجذوبیت
 سے نکل کر عالمِ صحو میں آچکے تھے۔ لڑکے والے لڑکی کو طلاق دینے کے درپے تھے
 بہت علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہو سکا۔ بالآخر ایک دن میں آپ کی خدمت میں
 حاضر ہوا۔ تو آپ کو نہ پہچان سکا۔ مگر آپ نے مجھے پہچان لیا۔ اور کہا کہ کیا تکلیف
 ہے۔ میں نے ساری کیفیت بتا دی۔ آپ نے سرمہ بنا کر دیا جس سے بینائی واپس
 آگئی۔ اور فرمایا کہ یہ سرمہ مجھے حضور غوث الاعظمؑ نے بتایا تھا۔ جس سے بھاری
 لڑکی کو آرام آیا۔ اس سرمے کا نام ”بغدادی سرمہ“ رکھنا چاہیے۔



کرامات بعد از وصال

آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے خوارق و کرامات کا سلسلہ جاری ہے اور بے شمار اصحاب نے بیان کیا ہے کہ وہ ان کے خواب میں آتے ہیں اور اگر کوئی الجھن یا مصیبت پڑ جائے تو ان کی رہنمائی فرماتے ہیں۔



أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترکیب ختم خواجگان نقشبند

دھرم اللہ تعالیٰ علیہما جمیعین

پہلے ۱۰۰۰ اٹھا کر فاتحہ یا رواج پاک حضرت خواجہ خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ
اسرار ہم پڑھیں۔ پھر تین مرتبہ یہ دعا مانگیں۔

خداوند! بحضرت جلال تو باز گشتیم توبہ کر دیم از سرگناہ و بدی سہو و
بیکاری خطا و غفلت کہ از ما گذشتہ است از زمان مکلف تا این
دم دانستہ یا نادانستہ از ہمہ باز گشتیم توبہ کر دیم بعدق دل می خوانیم
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

زال بعد الحمد شریف مکمل مع بسم اللہ الرحمن الرحیم سات مرتبہ
درود شریف اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ۱۰۰ مرتبہ
پھر سورت التمشیح مع بسم اللہ شریف ۶۹ مرتبہ۔

پھر سورت اخلاص ایک ہزار مرتبہ۔ پھر الحمد شریف ۶۰ مرتبہ پھر درود شریف
۱۰۰ مرتبہ۔ آخر میں مندرجہ ذیل دعائیں گیارہ گیارہ مرتبہ یا بہ شرط فرصت تو سو مرتبہ پڑھیں

- ۱- اَللّٰهُمَّ يَاحَلِّ الْمَشْكُوٰتِ
- ۲- اَللّٰهُمَّ يَاکَافِي الْمَهْمَاتِ
- ۳- اَللّٰهُمَّ يَاقَاضِيَ الْحَاجَاتِ
- ۴- اَللّٰهُمَّ يَادَافِعِ الْبَلِيَّاتِ
- ۵- اَللّٰهُمَّ يَامَنْزِلِ الْبَرَكَاتِ
- ۶- اَللّٰهُمَّ يَاجُجِبِ الدَّعُوٰتِ
- ۷- اَللّٰهُمَّ يَادَافِعِ الدَّرَجَاتِ
- ۸- اَللّٰهُمَّ يَاشَافِعِ الْاَمْرَاضِ
- ۹- اَللّٰهُمَّ يَامُسَبِّبِ الْاَسْبَابِ
- ۱۰- اَللّٰهُمَّ يَامُفْتَحِ الْاَبْوَابِ
- ۱۱- اَللّٰهُمَّ يَاغِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ
- ۱۲- اَللّٰهُمَّ يَادَ لِيْلِ الْمُتَحَيِّرِيْنَ
- ۱۳- اَللّٰهُمَّ يَا اَمَانَ الْخَائِفِيْنَ
- ۱۴- اَللّٰهُمَّ يَا اَذْهَبِ السَّرَاحِسِيْنَ

مچھریہ نطقہ تین یا پانچ یا سات مرتبہ پڑھیں۔

شیطانہ چوں گدگے مستمند المدد خواہم ز شاہ نقش بند

المدد یا خواجہ مشکل کشا ماہمہ محتاج تو حاجت روا

مچھریہ رباعی تین یا پانچ یا سات مرتبہ پڑھیں۔

مغلسانیم آمدہ در کوئے تو شیطانہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما آفرین بردست و بر بازوئے تو

اس ختم خواجگان نقش بند کا ثواب بخدمت تاجدار مدینہ سرور و عالم رحمۃ اللعالمین

نام النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کر کے جمیع حضرات خواجگان نقشبند و اولیائے عظام جمیع سلاسل صوفیائے کرام و جمیع مومنین مومنات بھیج کر حاجات دینی و دنیاوی بہ خشوع و خضوع طلب کریں۔

ہدایات

- ۱۔ ختم شریف با وضو پڑھیں۔
- ۲۔ مجلس ختم شریف میں تا اختتام دوزانو سو کر بیٹھیں۔
- ۳۔ دوران ختم شریف ہر قسم کی کلام سے پرہیز لازمی ہے۔
- ۴۔ حقہ سگریٹ پینے والے حضرات کو شریک نہ کیا جائے۔
- ۵۔ سورۃ الم نشرح اور سورت اخلاص ایک ایک دانہ پر مع بسم اللہ پڑھیں۔



حضرت پیران پیر و شکر کا الہامی فرمان

پہل کاف شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کَفَّالَ رَبِّكَ كَوِّفِيكَ وَ الْفَنَّةَ كِنَّا فَهَمَّا - كَلِّبَيْنَا كَاتَ مِنْ بَكْلٍ
کافی ہے تجھ کو پروردگار تیرا - اکثر چھینے اس کے سے جو مانند چھینے شکاری
کفایت کرے تجھ کو حادثہ سے - کے ہے -

اس کے ترجمہ پر غور فرمائیے۔ حقیقت میں انسان کو پروردگار روزانہ کتنی مصیبتوں سے بچاتا ہے کتنی محافظت کرتا ہے اور آرام سے رکھتا ہے دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے اور وہی عالم الغیب ہے جو چھپی ہوئی گھاتوں سے خبردار اور ہوشیار کرتا ہے اور مخالفت کو خود بخود مطلوب بناتا ہے۔

تَكْرِ كَرًا كَرًا الْكُرِّي فِي كَبِدٍ تَحْلِي مَشْكَلَةً كَلْبًا لَكَا
کہہ حملہ کرتا ہے مانند حملہ کرنے اور وہ چھری کا سا کام کرتا ہے مانند اس شہر کے
حملہ آور کے عکس میں۔ جو بیچھے سے پنجہ مارے۔

تشریح :- وہ مصیبت حملہ کرتی ہے حملہ کرنا مثل لپیٹ رسی کے سختی اور مشقت میں۔ حکایت کرتی ہے ایک آہن پوش لشکر کی مثل تیز نیزے کے یا یوں سمجھیے کہ مثل تیز فرسہ جو ان اونٹ سخت گوش والے کے۔

کَفَّالَ مَا بِي كَفَّالَ الْكَافِ كَوِّبَتَهُ يَا كَوِّبًا كَانِ يَحْلِي كَوِّبَ الْفَلْبِ
کافی ہے خاص کر تجھ کو اس چیز سے کفایت اب ستارہ دل میرے کا مشابہت رکھتا ہے

کرتا ہے بازر کھنے سے اندوہ جگر کے۔ ساتھ ستارے آسمان کے۔

تشریح:۔ اے دل کافی ہو جو تجھ کو تیرا پروردگار اس شے سے جو میرے ساتھ
ہے یعنی میرے علم میں ہے۔ کفایت کرنے والا تجھ کو کفایت کرتا ہے ربخ اور
تکلیف سے۔

اے ستارے یعنی دل جو آسمان کے ستارے کی حکایت کرتا ہے ان اشعار
کو سات بار روزانہ پڑھنا چاہیے۔ بڑے بڑے وظائف سے بہتر ہے۔



شجرہ شریف

حضرت پیرسائیں محمد صادق نقشبندی لاسوہری نے ۱۹۷۷ء میں شجرہ شریف شائع کرایا تھا جس کے چند ایک اقتباسات اس طرح ہیں۔

وبا اور بیماریوں کے لیے یہ دعا پڑھیں :-

لی خمسة الحقی بہاجر الوباء المحاطمة
المصطفی والمرتضی وابناهما والفاطمہ

قاعدہ ورد وظیفہ :-

نماز فجر کے بعد ذکر اذکار سے فراغت کرنے کے بعد اپنے پیشوا کا تصور کرنے کے بعد سات (۷) بار بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں۔

نماز ظہر ادا کرنے کے بعد ستر (۷۰) بار بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں اور تیس (۳۳) بار لا الہ الا اللہ پڑھیں۔

نماز عصر کے بعد ۵ منٹ اللہ کا ذکر کریں پھر سبحان اللہ و بحمدہ کا گیارہ (۱۱) دفعہ ورد کریں۔

نماز مغرب کے بعد گیارہ دفعہ (۱۱) سبحان اللہ و بحمدہ کا ذکر کریں۔
ہر نماز ادا کرنے کے بعد دوزا نو بیٹھ کر ناک بائیں طرف دل کے اوپر رکھے اور

پیر و مرشد کا چہرہ مبارک تصور میں رکھ کر تین (۲) منٹ تک اسم اعظم اللہ اللہ کا ذکر کریں
اس کے بعد گیارہ (۱۱) بار الرحمن الرحیم کا ورد کریں۔

عشاء کی سترہ (۱۶) رکعت نماز ادا کرنے کے بعد دو زانو سوپ کر ذکر الہی کریں
اس کے بعد قل شریف یعنی سورت اخلاص ایک سو (۱۰۰) بار پڑھیں۔

اگر سمجھیں کہ سونے کے بعد آنکھ نہیں کھلے گی تو ایسی حالت میں بارہ (۱۲) رکعت
تہجد کی نماز عشاء کی نماز کے بعد ہی ادا کر لیں دو تین رکعت کی نیت کریں اور ہر
رکعت میں ایک قل شریف بڑھاتے چلے جائیں۔ اس طرح تہجد کی نماز ادا کرنے
کے بعد ہزارہ درود شریف کی تسبیح ادا کریں۔

درود شریف ہزارہ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ بَعْدَ كُلِّ ذُرَّةٍ مِائَةَ أَلْفِ أَلْفِ مَرَّةٍ هِ الْثَّانِيَةَ الْثَّانِيَةَ ط
بُرائے کاموں کے نام بُرے ہوتے ہیں۔ غصہ، کینہ، قرض، چغلی، بخیلی، کسی
کی چھپ کر باتیں سنا۔ وعدہ کر کے پورا نہ کرنا۔ بحث کرنا، بُرے خیال سے دوستی
رکھنا۔ ایسی سب باتوں سے خدا اور رسول اور بزرگان دین، پیر و پیشوا کے پیشوا
تنگ ہوتے ہیں ایسے بُرے کام نہ کریں۔

نیک والدین کی اطاعت کریں اپنے پیر و مرشد سے ڈر کر رہیں کہ کہیں ناراض نہ
ہو جائے کیونکہ پیشوا کی مرضی اور خدا کی مرضی ایک ہوتی ہے۔ اپنے پیر جیسے دوسرے
پیر کو پیر نہ سمجھے۔ چاہے غوث کیوں نہ ہو۔ پیر مرشد کا تصور دل میں رہے۔ نیک
کام میں حصہ لینے کی کوشش کریں۔

یہ اشیاء سلسلہ نقشبندیہ میں منع ہیں :-

حقہ، چرس، نسوار، افیون، بھنگ، مک، چنڈو، گانجہ، سگریٹ، شراب
 پینے والے اپنے پیشوا قبلہ نقشبندی کی زیارت نہیں کر سکتا۔ ان نشے والوں کے لیے
 دعائے مغفرت نہیں ہے۔ امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل
 کے مذہب میں روئے ہوئے ہیں۔

اس شجرے پر چلنے والوں کو نگاہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملتی ہے۔ نور خدا نگاہ
 ملی آدم کو اور نگاہ نور ملا محمد کو۔ اور درود شریف پڑھنے سے نگاہیں ملتی ہیں،
 اُمت کو بھیر کیوں نہ پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

مصیبت پڑے جب تو درود پڑھو

یہ ہے اک دوا لکھاں بیماریاں توں

درود و سلام نور نبی اول آخر روز میثاق حشر بشر سنتے چلے آئے اور قیامت
 تک نور من نور کا دروزباں پر رہے ذکر و فکر یاد الہی ہر وقت چلتے بھرتے اٹھتے
 بیٹھتے دل میں رہے۔

جو دم غافل سو دم کافر

سائیں محمد صارق لاہور ۱۹۶۶ء



تعویذات و عملیات

حضرت قبلہ سائیں محمد صادق نقشبندی اس طرح لکھتے ہیں :-
 ”عالی جناب قبلہ و کعبہ کی نگاہِ رسائی اور مہربانی سے یہ نسخے لکھے جاتے ہیں
 پیر و مرشد محمد صادق ضلع ہزارہ ساکن کوٹلی بالانے بطور نذرانہ کر دیئے ہیں -
 جو صاحب حاصل کرنا چاہے تو حوصلہ اور ہمت سے ان کو حاصل کر لے - ورنہ بعد
 میں پھپھانا ہوگا - عامل سے اجازت ضروری ہے یہ ہر مرض کے نسخہ جات میں لکھتے
 وقت اپنے قبلہ رہنما کا چہرہ مبارک اپنے نظروں اور دل میں حاضر ناظر رکھے - گویا کہ
 پاس ہی تشریف افروز ہیں - یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ نے بے شمار نقش، تعویذ
 وغیرہ لکھے - لیکن تاکید یہ رکھی کہ صرف ان کو عامل استعمال کر سکتا ہے اور وظائف
 مرید کر سکتا ہے -

۸۴۷۱۸۴۷۱

چوبیسے پینچنے کے لیے

۶۲۷۵۶۱۷۵

۷۸۶

۱۶۵۶

۱۶۵۱۱۶۵۸

۲۹۲۶۲۹۲۶

۱۶۵۷

۱۶۵۵۱۶۵۲

۲۵۲۸۲۵۲۸

۱۶۵۲

۱۶۵۹۱۶۵۴

۷۸۶

۳۷	۳۲	۳۹
۳۸	۳۶	۳۲
۳۳	۳۱	۳۵
۳۴	۳۴	۳۴
۳۴	۳۴	۳۴

اللہ	اللہ	اللہ	اللہ
اللہ	اللہ	اللہ	اللہ
اللہ	اللہ	اللہ	اللہ
اللہ	اللہ	اللہ	اللہ

۲۔ معشوق لاکھ آئے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا - اکیس بار ہر نبولے پر پڑھیں۔

ہر ایک نبولے پر ایک ایک مرتبہ پڑھیں۔ اکیس نبولے ہوں۔

ہر ایک نبولے کو آگ میں ڈالتے جائیں ختم ہونے پر معشوق طالب کے

لاکھ آئے۔

۷۸۶			۷۸۶		
۲۲	۲۵	۳۷	۱۶	۲۲	۳۲
۲۸	۳۱	۳۶	۲۰	۱۴	۲۴
۲۴	۲۹	۳۲	۱۸	۲۶	۱۲
<hr/>			<hr/>		
۲۳	۱۸	۲۵	۲۱	۱۰	۲۴
۲۲	۲۲	۱۰	۱۱۷	۱۱۶	۱۲۱۰
۱۱	۲۶	۲۱	۲۲۲	۱۱۸	۱۱۴
<hr/>			<hr/>		
یا قیوم	یا حی	یا نجیر	۱۱۵	۱۲۰	۱۱
یا عزیز	یا صمد	یا اللہ			
یا کریم	یا لطیف	یا نصیر			
یا قریب	یا جلیل	یا ماحی			

جب کوئی مالدار ہونا چاہے با وضو نما کرے اور یہ نقش اپنی جیب میں رکھے

کبھی خالی نہیں رہے گا۔

طہمازی

فیطل

لطیف

لعل

یافتاح

یا لطیف

حانا

قتاح

از غیب رزق رساں

جس کا دو دھنہ آتا ہو گلے میں ڈالے ۔

الہی عبرت ہیلینا یکملینا کشور خاشونش

ازر رنہا یونس یونس بوس

ط ط ط ط

۵ ۵ ۵ ۵

دردزہ کی تکلیف ہو تو یہ نقش باندھنے سے بچہ آسانی سے پیدا ہوگا۔

دائیں ران سے

فِي قَلْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

۷۸۶	۴	۳	۸
	۹	۵	۱
	۲	۷	۶

اگر کسی قوم میں جدائی کرانی ہو

تو یہ لکھ کر قبر میں دفن ا دیں

جدائی ہوگی ۔

رزق کے حصول کے لیے لکھ کر بازو پر باندھے :-

هو الرزاق على الاملاق ۹۱۱۱ بسط ۱۱۱۱ اهاد لہ

کسی ایک پتے پر لکھ کر آگ میں دبا دیں ۔

دکانداری کے لیے :-

۱۲۰	۱۲۲	۱۳۰	۱۲۷
۱۳۱	۱۲۶	۱۲۱	۱۳۳
۱۲۵	۱۲۸	۱۲۶	۱۲۲
۱۲۵	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۹

یہ نقش ہر مرض کے لیے اکیر ہے :-

۲۸۷	۵۰۲	۲۹۶	۲۹۰	۲۸۴
۲۹۱	۲۸۵	۲۷۹	۲۹۸	۲۹۷
۲۹۹	۲۹۳	۲۹۲	۲۸۶	۲۵۰
۲۸۷	۲۸۱	۵۰۰	۲۹۴	۲۸۸
۲۹۵	۲۸۹	۲۸۳	۲۸۲	۵۰۱

چھدر سے مال واپس ہوگا :-

۱۱۱ ۱۲۴ ۱۲۱ ۱۱۸ ۱۲۲ ۱۱۷ ۱۱۲ ۱۲۳

۱۱۶ ۱۱۹ ۱۲۶ ۱۲۳ ۱۲۷ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۲۱

اگر مال واپس نہ ہو تو سورت انا اعطینا اکیس بار پڑھے۔ سرسوں یا رانی پرتین
بار دم کرے اس کو اربان میں ملا کر مال والے گھر میں دھونی دیوے۔

دکان مکان خالی کرنے کے لیے :-

۲۷ - ۲۹ تاریخ کو ابتر ابتر مال ملاں دم کرے۔ اس کے مکان دکان

میں ڈال دے وہ خود ہی گھر دکان خالی کرے گا۔

یہ نقش جیب میں برکت مال کے لیے رکھے :-

۷۸۶

حُب کے لیے

۱۱۷

۱۱۶

۱۲۱۵

ل ط ی ف

۲۲۲

مطلوب کا نام

۱۱۱۰

ف ی ط ل

۱۱۵

۱۲۰

۱۹

ط ل ف ی

ی ف ل ط

ف ت ا ح

ح اف یا طلین یا فتاح

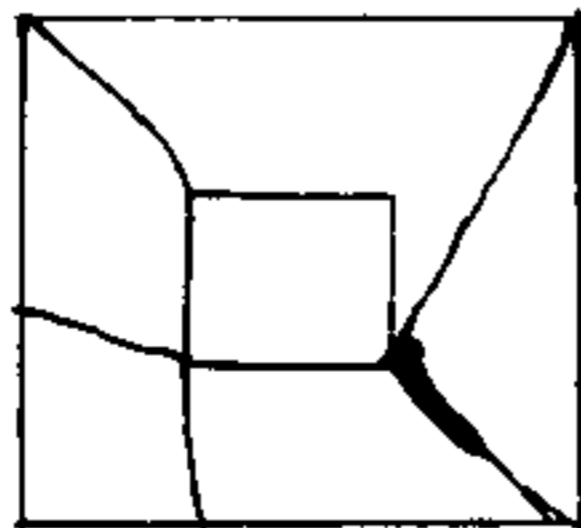
روزی از غیب سے :- ح ت ف ا

ا ح ف ت

بعض عارفین کا قول ہے کہ حَسْبُنَا اللهُ نِعْمَ الْوَكِيلُ دنیاوی اور دینی
برکام میں باعثِ برکت ہے ہر مشکل حل ہو جو کہ اس کو پڑھا کرے۔ جیسے فرمایا
گیا و ما توفیقی الا باللہ ہ
بواسیر کا تعویذِ خوبی ہو یا بادی :-

ورن	بریدو	وان	غیر عوک	وان	حسبک	وان
بریدو	وان	ہمزموک	وان	حسبک	اللہ	وان
وان	غیر عوک	وان	حسبک	اللہ	وان	برورد
غیر عوک	وان	حسبک	اللہ	وان	بریدو	احرہ
وان	حسبک	اللہ	وان	بریدو	وان	عدامدہ
حسبک	اللہ	وان	بریدو	وان	عدعون	وان
اللہ	وان	بریدو	وان	یجدوک	وان	حسبک
وان	بریدو	وان	مدعوک	مان		

۷۸۶



درحب فلاں بن فلاں

بمقراشد حاضر آید

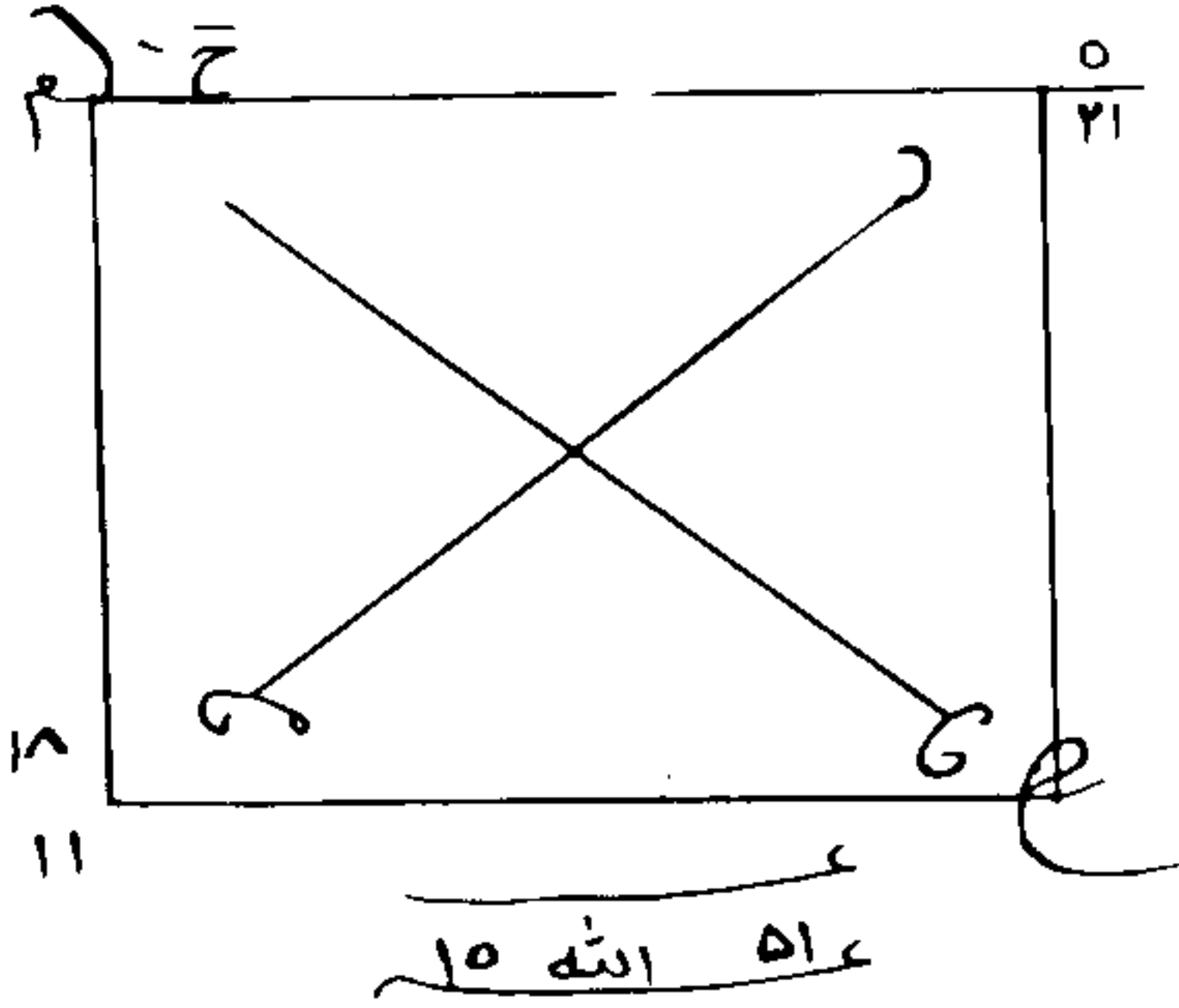
ک ۱۲ ۱۳ ۱۲

حاسدوں کی زبان بند :-

سیاہ کاغذ پر لکھیں ۱۶۵۸ ۱۶۵۱ ۱۶۵ ۶۱۶۵۲

۱۶۵ ۴ ۱۶۵ ۹ ۱۶۴۲۱ ۶۵۵۱۶۵ ۷

اگر بچہ دودھ نہ پیتا ہو اس کے گلے میں بانڈھیں :-



شفاء ہر مرض و بلا سے :-

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

۱۶۹۷۲ ۱۹۹۸۷ ۱۶۹۸۳ ۱۶۹۸۰

۱۶۹۸۴ ۱۶۹۷۹ ۱۶۹۷۴ ۱۶۹۸۶

۱۶۹۷۸ ۱۶۹۸۱ ۱۶۹۸۹ ۱۶۹۷۵

۱۶۹۸۸ ۱۶۹۷۶ ۱۶۹۷۷ ۱۶۹۸۲

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

محبت کے لیے: اذا زلزلت الارض زلزالها ساری سورت نبولہ پر دم کرے

سورت کے آخر میں کہے فلاں میری محبت میں گرفتار ہو۔

حکام کے لیے :-

۵۳۹۰۵	۵۳۹۱۹	۵۳۹۱۶
۵۳۹۱۲	۵۳۹۱۷	۵۳۹۱۲
۵۳۹۰۶	۵۳۹۱۸	۵۳۹۱۱
۵۳۹۱۴	۵۳۹۲۱	۵۳۹۰۷
۵۳۹۰۲۲	۵۳۹۰۸	۵۳۹۱۰

۵۳۹۱۵

آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے عملیات، تعویذات اور نقش اس قدر ہیں کہ اس کے لیے ایک کتاب کی ضرورت ہے جس میں ہر ایک طرح کے تعویذات تحریر کیے گئے ہیں اور اس کے ہر صفحہ پر آپ کے دستخط اس طرح ثبت ہیں

”پیر و مرشد محمد صادق بقلم خود“

مریدین اور مخلصین کا ارادہ ہے کہ یہ کتاب بعد میں برائے استفادہ عوام الناس شائع کی جائے گی۔ حضرت سائیں محمد صادق پیر نقشبندی کی یہ بیاض شیخ محمد اقبال تاجر کھلونا جات، محمدی مارکیٹ شاہ عالمی لاسپور کی تحویل میں موجود ہے جس میں سے یہ چند درج بالا تعویذات نقل کیے گئے ہیں۔



شجرہ طیبہ

نقشبندیہ حیاتِ صادقہ

جس کی رحمت عام ہے شاہ و گدا کے واسطے
 التجا جاری رہے توفیق دعا کے واسطے
 کریم مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے
 اور سارے انبیاء و اولیاء کے واسطے
 رحم کر مجھ پر شفیع المذنبین کے واسطے
 صاحب عالی مناقب بدرالدجی کے واسطے
 رحمۃ للعالمین خیر الوری کے واسطے
 شافع محشر محمد مصطفیٰ کے واسطے
 حضرت صدیق اکبرؓ باصفا کے واسطے
 حضرت سلمانؓ نور الیقین کے واسطے
 حضرت قاسم امام و پیشوا کے واسطے
 جعفر صادقؓ امام الاولیاء کے واسطے
 بایزید بادشاہ صدق و صفا کے واسطے
 بوالحسن خرقانیؓ کامل بے ریا کے واسطے
 بوعلی فارمدیؓ نور خدا کے واسطے

حمد و ثنا ہے مالک کون و مکان کے واسطے
 جب تک زندہ رہوں مجھ کو رہے تیرا خیال
 یا الہ العالمین یہ عرض ہو میری قبول
 یا الہی اپنی ذات ذوالعلاء کے واسطے
 یاد میں تیری گزاروں روز و شب صبح و سوا
 آگیا ہوں تیرے در پر بخش دے میرے گناہ
 مصدر لطف و عنایت شافع روز جزا
 باعث عرفان و ایقان سرور دنیا و دین
 ہر برائی سے بچے محفوظ رکھ مومن کو
 دور کر دے دل سے ظلمت نور سے معمور کو
 انفس اور شیطان کے مجھ کو فریب سے بچا
 نفس اور شیطان کے مجھ کو کبھی مائل نہ کر
 کہ طبیعت کو مری حق آشنا و حق نگر
 دل میرے کو نور عرفان سے منور رکھ سدا
 دور کر دے ساری غفلت موجزن جو دل میں سے

خواجہ یوسفؒ امام باصفا کے واسطے
 خواجہ عارفؒ ولی مقتداء کے واسطے
 خواجہ محمود فغنویؒ کان حیا کے واسطے
 حضرت بابا سمائیؒ نور الہدیٰ کے واسطے
 خواجہ میر کلالؒ نجم بدہی کے واسطے
 حضرت خواجہ بہاؤ الدینؒ فخر الصیاء کے واسطے
 شمس ملت، رازدار مصطفیٰ کے واسطے
 حضرت عطارؒ فیض حق نما کے واسطے
 حضرت یعقوب چرخؒ خوش ادا کے واسطے
 اس عبید اللہؒ امام الاصفیاء کے واسطے
 حضرت خواجہ محمدؒ پارسا کے واسطے
 خواجہ درویش محمدؒ فرخ لقا کے واسطے
 خواجہ امکنگی محمدؒ ذوالعطاء کے واسطے
 خواجہ باقی باللہؒ فخر التقیاء کے واسطے
 حضرت خواجہ مجد والفؒ ثانی شاہ بقل کے واسطے
 خواجہ معصومؒ ذورشد و عطا کے واسطے
 حجت اللہ نقشبندؒ پیر بدہی کے واسطے
 حضرت خواجہ زبیرؒ کشور کشا کے واسطے
 حضرت خواجہ اشرفؒ نور خدا کے واسطے
 حضرت جمال اللہؒ تاج الاولیاء کے واسطے
 خواجہ عیسیٰؒ امام بے ریا کے واسطے

رہنائے سالکان اور مقتدائے عارفان
 اپنی رحمت سے خدایا بخش دے میرے گناہ
 کہ شرف اب مجھے دیدار پر انوار سے
 ایسی ہمت دے خدایا تاکہ نہ گجھراؤں کبھی
 میرے دل کو تو بنا دے منبع صدق و صفا
 کہ کرم کی اک نظر اس عاجز مجبور پر
 جو کہ میں پیرو امام و پیشوائے نقشبند
 اپنی الفت میں خدایا محو کر دلشاد رکھ
 کھول دے دل پر مے راہ طریقت خدایا
 کہ عطر دل میرا اپنی محبت سے مدام
 جلد پوری کر دے اے اللہ سر دل کی مراد
 حشر میں دکھیوں میں آنکھوں سے جمال اللہ کا
 سایہ فضل و کرم رکھ مجھ پر سدا رب کریم
 یا الہی کفر و عصیاں سے مجھے ہر دم بچا
 دے مجھے وہ نور جس سے ہر دم رہوں میں شاکام
 کہ عطا اپنی محبت اور دل کو شاد رکھ
 اے اللہ العالمین غم اور مصائب سے بچا
 منزل میں سب طے ہو جائیں شیخ کے دربار تک
 بعد مردن نور سے معمور ہو میری قبر
 عشق پیغمبر ہے دل میں میرے سوز کنناں
 میرے دل میں ہر گھڑی حب رسول پاک ہو

قبر سے اٹھوں اٹھائے پرچم رسولِ پاک کا
 دین و دنیا میں ہیں جتنی مشکلیں آسان کر
 درد دل ایسا عطا کر کہ ہر دم جلتا رہوں
 بحرِ ظلمت میں پھنسا ہوں مشکلیں سب دور کر
 اک نگاہِ کرم مجھ پر اے شہِ عالی مقام
 حشر تک باقی رہے دل میں محبتِ پر کی
 معفرت ہو میری مولا اور میرے ماں باپ کی
 انبیاء و اولیاء و اصفیاء کے واسطے
 تیرے در پر آڑا ہوں کہ دعا میری قبول

شاہ فیض اللہ فیض حق نما کے واسطے
 خواجہ نور محمدؒ باسنا کے واسطے
 حضرت فقیر محمدؒ بدر لقا کے واسطے
 پیرِ جماعت علیؒ امام الاتقیاء کے واسطے
 حضرت خواجہ حیات رحمہ کے واسطے
 پیرِ صادقؒ حامی دینِ خدا کے واسطے
 اک نگاہِ لطف بھی ہم پر خدا کے واسطے
 اہل بیتِ مصطفیٰ آلِ با صفا کے واسطے
 نقشبندی سلسلہ کے اولیاء کے واسطے



تواریح عرس مشائخ

تقتبندیہ مجددیہ صادقہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

نمبر شمار	اسمائے مبارکہ	مرقد منور	سال وفات	عرس بہ تاریخ	نام ماہ
۱	حضرت رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	مدینہ منورہ	۶۳۲ھ	۱۲	ربیع الاول
۲	امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ	مدینہ منورہ	۶۳۴ھ	۲۲	جمادی الثانی
۳	حضرت سلمان فارسیؓ	مدائن	۶۵۳ھ	۱۰	رجب المرجب
۴	حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ	مدینہ منورہ	۶۱۶ھ	۲۴	جمادی الاول
۵	حضرت امام جعفر صادقؓ	مدینہ منورہ	۶۶۵ھ	۱۵	رجب المرجب
۶	حضرت بایزید بسطامیؓ	بسطام	۸۶۴ھ	۱۵	شعبان المعظم نسبت اولیٰ
۷	حضرت ابوالحسن خرقانیؓ	خرقان	۱۰۲۳ھ	۱۵	رمضان المبارک نسبت اولیٰ
۸	حضرت خواجہ بوعلی فارمدیؓ	طوس (مشہد)	۱۱۱۶ھ	۴	ربیع الاول
۹	حضرت یوسف بن ایوب ہمدانیؓ	مرو	۱۱۳۰ھ	۲۶	رجب المرجب
۱۰	حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانیؓ	عجدوان (بخارا)	۱۱۶۹ھ	۱۲	ربیع الاول

شمار	اسمانے مبارک	مرقد منور	سال وفات	عمرس تاریخ	نام ماہ
۱۱	حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری	ریوگر (بخارا)	۱۲۱۹ھ	—	شوال مکرم
۱۲	حضرت خواجہ محمود بنیہ فغزوی	دامنہ (بخارا)	۱۲۱۵ھ	۱۷	ربیع الاول
۱۳	حضرت خواجہ علی رامینی	خوارزم	۱۲۱۹ھ	۲۰	ذی قعدہ
۱۴	حضرت خواجہ محمد بابا ساسی	ساس (بخارا)	۱۲۵۲ھ	۱۰	جمادی الآخر
۱۵	حضرت سید امیر کمال	سوغار (بخارا)	۱۲۷۰ھ	۱۵	جمادی الثانی
۱۶	حضرت خواجہ بہاؤ الدین	مقہ مارفان	۱۲۸۸ھ	۳	ربیع الاول
۱۷	حضرت خواجہ ملاؤالدین عطار	چغانیاں	۱۳۹۹ھ	۲۰	رجب المرجب
۱۸	حضرت مولانا یعقوب بن عثمان	حصار	۱۳۳۷ھ	۵	صفر المظفر
۱۹	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار	سمرقند	۱۳۹۹ھ	۲۹	ربیع الاقل
۲۰	حضرت مولانا محمد گرابد	دخس (حصار)	۱۵۲۹ھ	یکم	ربیع الاول
۲۱	حضرت مولانا درویش محمد	اسقرار	۱۵۶۲ھ	۱۹	محرم الحرام
۲۲	حضرت مولانا خواجہ اکنگی	اکنگ	۱۵۹۹ھ	۲۲	شعبان العظم
۲۳	حضرت خواجہ محمد بانی باللہ	دہلی	۱۶۰۳ھ	۲۵	جمادی الثانی
۲۴	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی	سمرہند	۱۶۲۳ھ	۲۸	صفر المظفر
۲۵	حضرت خواجہ محمد معصوم	سمرہند	۱۶۶۹ھ	۹	ربیع الاول
۲۶	حضرت خواجہ حجت اللہ محمد نقشبند	سمرہند	۱۶۰۳ھ	۲۹	محرم الحرام
۲۷	حضرت خواجہ محمد زبیر	سمرہند	۱۶۲۱ھ	۴	ذی قعدہ

شمار	اسمائے مبارکہ	مرقد منور	سال وفات	عرس بتاریخ	نام ماہ
۲۸	حضرت خواجہ محمد اشرف مدنی	مدنیہ منورہ	۱۶۶۴ء	۱۱	رجب المرجب
۲۹	حضرت خواجہ جمال اللہ رامپوری	رامپور	۱۶۹۵ء	۳	صفر المنظر
۳۰	حضرت خواجہ محمد عیسیٰ	گوڈاپور (ملتان)	۱۸۰۶ء	۷	ذی الحج
۳۱	حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیرہری	تیزی علاقہ تیراہ	۱۸۳۸ء	۲۰	ربیع الاول
۳۲	حضرت خواجہ نور محمد چورہری	چورہ شریف	۱۸۷۰ء	۱۲	شعبان المعظم
۳۳	حضرت بابا فقیر محمد چورہری	چورہ شریف	۱۸۹۷ء	۲۹	محرم الحرام
۳۴	حضرت امیر ملت پیر جماعت علیشاہ	علی پور	۱۹۵۱ء	۲۶	ذی قعدہ
۳۵	حضرت پیر حیات محمد	سیالکوٹ	۱۹۲۲ء	۱۱	جمادی الثانی
۳۶	حضرت پیر سائیں محمد صادق	لاہور	۱۹۸۲ء	۱۲	شوال المکرم



انتظامیہ کمیٹی

دربار حضرت پیر محمد صادق نقشبندی لاہوری

محمد اسحاق ڈرائی پورٹ	۱۔ چیئرمین
محمد رمضان لاری اڈہ	۲۔ صدر
رستم علی۔ لاری اڈہ	۳۔ نائب صدر
محمد الیاس۔ دودھ والے۔ بیرون شاہ عالمی	۴۔ نائب صدر
شیخ محمد اقبال۔ محمدی مارکیٹ۔ اندرون شاہ عالمی	۵۔ سیکرٹری
محمد ابراہیم۔ ریلوے مال گودام	۶۔ جوائنٹ سیکرٹری
عاجی محمد افضل۔ محمدی مارکیٹ۔ اندرون شاہ عالمی	۷۔ خزانچی
محبوب احمد بٹ چوک کو اپر ٹیوسٹور	۸۔ سیکرٹری نشر و اشاعت

ممبران

محمد شریف بٹ	۲۔	۱۔ مدثر حسین شاہ
صوفی نذر محی الدین	۴۔	۳۔ محمد جہانگیر ہیلوان

- ۵۔ اقبال احمد شاہ
- ۶۔ مولوی عبد العفور
- ۷۔ ضیاء الدین پہلوان
- ۸۔ حاجی محمد طاہر بیٹ
- ۹۔ شیر محمد شاہ عالمی
- ۱۰۔ حاجی محمد شتاق۔ شاہ عالم مارکیٹ
- ۱۱۔ محمد سرفراز ٹھیکیدار
- ۱۲۔ سکندر سلطان
- ۱۳۔ محمد یونس عامر روڈ
- ۱۴۔ شیخ سلیم اللہ۔ وھچو والی
- ۱۵۔ فاروق ملک ابن اسلم ملک ماڈل ٹاؤن
- ۱۶۔ محمد طارق راولپنڈی والے
- ۱۷۔ ملک محمد شتاق۔ موچی دروازہ
- ۱۸۔ اکرام الحق
- ۱۹۔ تجمل خورشید بادشاہ
- ۲۰۔ غلام غوث بلا لوٹاری دروازہ
- ۲۱۔ محمد ابریک
- ۲۲۔ ملک طارق چوہہ منڈی گل فردکش۔ ساہیوال

ماخذ

- ۱۔ نغمات الانس۔ مصنف مولانا عبدالرحمن جامی۔ اردو ترجمہ۔ لاہور ۱۹۵۷ء
- ۲۔ کشف المحجوب مصنف حضرت سید علی بن عثمان جویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری۔ اردو ترجمہ کراچی ۱۹۰۵ء
- ۳۔ فلسفہ ارویا۔ مصنف شہزادہ محمد داراشکوہ قادری۔ اردو ترجمہ کراچی ۱۹۷۲ء
- ۴۔ رشتات بین الحیات۔ مصنف محمد الدین علی بن حسین داعظہ کاشفی فارسی۔ لکھنؤ ۱۹۰۰ء
- ۵۔ رسالہ قدسیہ مصنف حضرت خواجہ محمد یار سا۔ اردو ترجمہ۔ لاہور ۱۹۸۲ء
- ۶۔ تذکرۃ الاولیاء مصنف حضرت فرید الدین عطار نیشاپوری۔ اردو ترجمہ
- ۷۔ السیہ تصنیف حضرت مولانا محمد یعقوب چرخمی۔ اردو ترجمہ لاہور ۱۹۸۲ء
- ۸۔ رسالہ عزیزان از حضرت خواجہ علی عزیزان رامیتنی اردو ترجمہ لاہور ۱۹۸۲ء
- ۹۔ رسالہ الفاس فیفسہ از حضرت خواجہ عبداللہ اعجاز۔ اردو ترجمہ لاہور ۱۹۸۲ء
- ۱۰۔ مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی۔ اردو ترجمہ کراچی ۱۹۶۰ء
- ۱۱۔ رسالہ ابدالیہ مصنف حضرت مولانا محمد یعقوب چرخمی۔ اردو ترجمہ لاہور ۱۹۶۰ء
- ۱۲۔ حضرات القدس بر دو جلد متولفہ حضرت مولانا بدرالدین سرہندی۔ اردو ترجمہ لاہور ۱۹۲۶ء
- ۱۳۔ گلزار ابرار مصنف محمد غوثی شطاری مانڈوی۔ اردو ترجمہ لاہور ۱۹۶۵ء
- ۱۴۔ اخبار الاخیار مصنف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ کراچی ۱۹۰۰ء

- ۱۵۔ رسالہ قشیریہ تصنیف امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری ترجمہ پیر محمد حسن۔ اسلام آباد ۱۹۶۰ء
- ۱۶۔ قصر عارفان مصنفہ مولوی احمد علی چشتی۔ اورنٹیل کالج میگزین لاہور ۱۹۶۵ء
- ۱۷۔ خزینۃ الاصفیاء مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔ فارسی۔ لاہور ۱۹۱۳ء
- ۱۸۔ حدیقۃ الاولیاء مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔ اردو۔ لاہور ۱۹۱۳ء
- ۱۹۔ کتاب اللمع فی التصوف مصنفہ حضرت شیخ ابونصر برانج م ۱۹۶۸ء مطابق ۱۹۸۸ء اردو ترجمہ سید اسرار بخاری لاہور ۱۹۸۴ء
- ۲۰۔ تصرف لمذہب اہل التصوف مصنفہ امام ابو بکر بن ابواسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن۔ اسلامک فاؤنڈیشن لاہور۔ ۱۹۶۸ء
- ۲۱۔ اجابۃ الغوث مصنفہ محمد امین المعروف بہ ابن عابدین شامی اردو ترجمہ غلام محمود بناروی۔ مطبوعہ مکتبہ مجددیہ سلطانیہ ملک پلازا۔ دینیہ۔ ضلع جہلم ۱۹۶۸ء
- ۲۲۔ احوال اہل مصنفہ مولانا عبدالعزیز منگولی لاہور ۱۹۶۶ء
- ۲۳۔ امیر ملت اور ان کے خلفاء از محمد صادق قسوری سیالکوٹ ۱۹۸۳ء
- ۲۴۔ ماہنامہ نور الاسلام شہر قہر شریف۔ اولیاء نقشبندیہ نمبر۔ حصہ دوم مارچ اپریل ۱۹۶۹ء
- ۲۵۔ ماہنامہ ”سلسبیل“ تذکرۃ الاولیاء جدید نمبر لاہور۔ فروری ۱۹۶۲ء
- ۲۶۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مصنفہ علامہ نور بخش توکلی ایم۔ اے لاہور ۱۹۶۶ء
- تکلمہ محمد صادق قسوری
- ۲۷۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ از مولوی محمد حسن نقشبندی مجددی کیرت پوری۔ لاہور۔
- ۲۸۔ برکات علی پور۔ از پیر خیر شاہ امرتسری۔ راولپنڈی ۱۹۶۶ء

- ۲۹۔ انوار نقشبند۔ از محمد اسماعیل ولد خوشی محمد۔ ساندہ خورد۔ لاہور
- ۳۰۔ صوفیائے نقشبند مصنف حکیم امین الدین احمد۔ لاہور۔
- ۳۱۔ لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں مؤلفہ مؤرخ لاہور۔ محمد دین کلیم قادری
لاہور ۱۹۶۹ء۔
- ۳۲۔ جمال نقشبند مؤلفہ صلاح الدین نقشبندی۔ مجددی لاہور ۱۹۶۱ء۔
- ۳۳۔ انوار تیرابی (تذکرہ بزرگان نقشبندیہ تیراہیہ پر)
- ۳۴۔ تذکرہ مشائخ قادریہ تالیف لطیف مورخ لاہور محمد دین کلیم۔ قادری۔ لاہور
باردوم ۱۹۹۵ء۔
- ۳۵۔ سیرت امیر ملت۔ از صاحبزادہ اختر حسین پروفیسر محمد طاہر فاروقی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
- ۳۶۔ مضمون حضرت پیر حیات محمد سیالکوٹی۔ ہفت روزہ الہام۔ بہاول پور
۱۳ جولائی ۱۹۷۶ء۔
- ۳۷۔ راحت القلوب مصنفہ حاجی مولانا محمد شفیع مطبوعہ سیالکوٹ۔
- ۳۸۔ شجرہ عالیہ نقشبندیہ۔ مجددیہ، جماعتیہ، انوریہ ناشر مرکزی مدرسہ جماعتیہ
حیات القرآن پاپٹمنڈی اندرون شاہ عالمی لاہور
- ۳۹۔ گلزار مدنیہ۔ از مولانا محمد عظیم فیروز پوری لاہور ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۱۸ء
- ۴۰۔ تذکرہ شہ جماعت۔ از سید حیدر حسین شاہ علی پوری لاہور ۱۹۷۳ء



تصنیفات مؤرخ لاہور

محمد دین کلیم قادری

مدنیۃ الاولیاء لاہور پر مؤرخ لاہور محمد دین کلیم قادری کے ۱۹۰ سے زائد مطبوعہ کتب، کتابچے، پمفلٹ اور مقالہ جات ہیں اور بہت سی غیر مطبوعہ کتب و مقالہ جات ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے -

مطبوعہ

- ۱- لاہور میں اولیائے نقشبندیہ کی سرگرمیاں - مکتبہ تاریخ لاہور - لاہور ۱۹۶۸ء
- ۲- لاہور کے اولیائے چشت - مکتبہ تاریخ لاہور - لاہور ۱۹۶۸ء
- ۳- لاہور کے اولیائے سہروردیہ - مکتبہ تاریخ لاہور - لاہور ۱۹۶۹ء
- ۴- حضرت پیر مکی لاہوری - مکتبہ تاریخ لاہور - لاہور ۱۹۶۹ء
- ۵- حضرت عبداللہ شاہ بچہ مرنگوی - مکتبہ تاریخ لاہور - لاہور ۱۹۶۱ء
- ۶- حضرت سید جان محمد حضور قادری لاہور - مکتبہ تاریخ لاہور - لاہور ۱۹۶۱ء
- ۷- حضرت شاہ چراغ گیلانی لاہوری - ملک سراج دین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ۱۹۶۲ء
- ۸- حضرت سید میر محمود شاہ لاہوری (آئینہ تاریخ) مکتبہ تاریخ لاہور ۱۹۶۲ء

- ۹- حضرت شیخ ابواسحاق قادری لاہوری۔ ماہنامہ ”سواد اعظم“ لاہور۔
اگست ۱۹۶۲ء
- ۱۰- حضرت شیخ محمد سلطان کشمیری لاہوری۔ مکتبہ تاریخ لاہور ۱۹۶۲ء
- ۱۱- لاہور کے قرآنی نوادرات۔ ماہنامہ ”عرفات“ لاہور دسمبر ۱۹۶۲ء
- ۱۲- لاہور میں عرس غوث اعظم کی تقریبات و جلوس۔ ماہنامہ ”عرفات“
لاہور۔ مئی۔ جون ۱۹۶۲ء
- ۱۳- لاہور میں عید میلاد النبی کی تقریبات و جلوس۔ ماہنامہ ”عرفات“ لاہور
مارچ اپریل ۱۹۶۲ء
- ۱۴- حضرت بی بی پاکدامن لاہور کی تاریخی حیثیت۔ ماہنامہ ”عرفات“
لاہور۔ ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء۔
- ۱۵- مدینۃ الاولیاء لاہور اور حضرت مجدد الف ثانی۔ ماہنامہ ”عرفات“
لاہور۔ مئی ۱۹۶۳ء
- ۱۶- لاہور کی تاریخی مساجد جن کا اب نام و نشان باقی نہیں۔ ملک سراج الدین
انڈین سنز کشمیری بازار لاہور ۱۹۶۳ء
- ۱۷- قدیم لاہور (بالاقساط) ماہنامہ ”مرچنٹ“ لاہور۔ مئی ۱۹۶۱ء تا
جولائی ۱۹۶۲ء۔
- ۱۸- شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا لاہور سے روحانی تعلق ماہنامہ ”عرفات“
لاہور۔ ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء۔ ماہنامہ ”سلسبیل“ لاہور نومبر ۱۹۶۳ء
- ۱۹- تذکرہ مشائخ قادریہ۔ مکتبہ نبویہ۔ لاہور ۱۹۶۵ء
- ۲۰- مرکز علوم اسلامیہ لاہور اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی۔ ماہنامہ ”عرفات“
لاہور۔ جنوری، فروری ۱۹۶۳ء

۲۱۔ لاہور کے قدیم دینی مدارس - ماہنامہ "عرفات" لاہور۔ فروری ۱۹۶۵ء

۲۲۔ غزنوی عہد کے لاہوری صوفیاء و علماء - ماہنامہ "عرفات" لاہور۔ مئی،

جون ۱۹۶۵ء

۲۳۔ حضرت عبداللہ صحرائی قادری۔ شطاری لاہوری۔ یوسف علی پبلشر

بازار سحان لاہور۔ ۱۹۸۰ء

۲۴۔ تذکرہ حضرت داتا گنج بخش لاہوری۔ نوری بک ڈپو لاہور ۱۹۶۹ء

۲۵۔ تذکرہ حضرت میا نمیر قادری لاہوری۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۹۸۶ء

۲۶۔ حضرت گھوڑے شاہ بخاری لاہوری۔ مکتبہ تاریخ لاہور ۱۹۶۵ء

۲۷۔ لاہور میں موسم بہار کی رنگینیاں۔ مکتبہ تاریخ لاہور ۱۹۶۴ء

۲۸۔ رئیس البلاد لاہور میں آنحضرتؐ سے منسوب تبرکات۔ مکتبہ تاریخ لاہور

۱۹۶۴ء۔

۲۹۔ حضرت پیر سیال لاہور میں۔ القمر بک کارپوریشن لاہور ۱۹۸۱ء

۳۰۔ تاریخ کلانور اکبری۔ قلمی وادھورا کتابت شدہ نسخہ۔

۳۱۔ لاہور کے چشت اہل بہشت۔ روزنامہ امروز لاہور۔ ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱

۳۲۔ مقبرہ نواب بہادر خاں (امیر الامراء) سہت روزہ "استقلال" لاہور

۲۲ فروری۔ قسط دوم ۱۔ مارچ ۱۹۸۳ء

۳۳۔ حضرت مجدد الف ثانی کالاہور سے رابطہ۔

۳۴۔ برصغیر پاک و ہند میں خانوادہ فاروقی کی خدمات جلیلہ ماہنامہ "ضیاء حرم"

لاہور۔ فاروق اعظم نمبر جولائی ۱۹۶۴ء

۳۵۔ حضرت امیر ملت اور لاہور۔ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور (محدث علی پوری

نمبر) مئی۔ جون ۱۹۶۵ء

۳۶۔ لاہور کے شیعہ عالم۔ ماہنامہ ”شام و سحر“ لاہور جنوری ۱۹۶۵ء

۳۷۔ خواجہ غریب نواز لاہور میں ماہنامہ ”نظام الدین“ ملتان۔ جولائی۔

اگست ۱۹۶۵ء

۳۸۔ برصغیر پاک و ہند میں حضرت امام اعظم کی اولاد امجاد۔ ماہنامہ ”نور اسلام“

امام اعظم نمبر۔ شرفپور شریف جولائی ۱۹۶۵ء

۳۹۔ پاکستان میں حضرت صدیق اکبر کی اولاد امجاد۔ ماہنامہ ”ضیائے حرم“

لاہور۔ جولائی ۱۹۶۵ء

۴۰۔ لاہور کے نعت گو شعراء۔ ماہنامہ ”شام و سحر“ لاہور۔ نعت نمبر۔

جنوری، فروری ۱۹۸۲ء

۴۱۔ لاہور میں شاہ جہانی دور کی مساجد۔ ماہنامہ ”مرحیپٹ“ لاہور۔ مارچ ۱۹۶۴ء

۴۲۔ باغبان پورہ (لاہور) کی قدیم تاریخی مساجد۔ روزنامہ ”امروز“ لاہور

۲۲ مئی ۱۹۶۴ء

۴۳۔ شہزادہ داراشکوہ قادری کا لاہور سے عشق۔ ماہنامہ ”مرحیپٹ“ لاہور۔ اقساط

مئی۔ جون۔ جولائی۔ اگست۔ ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر ۱۹۶۴ء

۴۴۔ لاہور کی ایک بنیاری مساجد۔ روزنامہ ”امروز“ لاہور۔ ۷۔ ۱۴۔ ۲۱

جون ۱۹۶۴ء (بالاقساط)

۴۵۔ لاہور میں مسجد نبویؐ کے نمونے۔ روزنامہ ”امروز“ لاہور۔ جولائی ۱۹۶۴ء

۴۶۔ عہد ناظران لاہور کی یادگاریں۔ روزنامہ ”مساوات“ لاہور

۴ اگست ۱۹۶۴ء

۴۷۔ لاہور کے متنازعہ فیہ آثار قدیمہ۔ روزنامہ ”امروز“ لاہور ۲ اگست ۱۹۶۴ء

۴۸۔ لاہور کے قابل مرمت آثار و قدیم۔ روزنامہ ”امروز“ لاہور

۲۲ - ۳۰ اگست ۱۹۶۴ء

۴۹ - کسٹنٹ المحبوب کے قدیم و جدید نسخہ جات - روزنامہ "امروز" لاہور

۲۰ ستمبر ۱۹۶۴ء

۵۰ - لاہور میں مدفون اولیائے نقشبند - ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور -

نومبر ۱۹۶۴ء

۵۱ - لاہور میں مدفون اولیائے سہرورد - ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور

فروری ۱۹۶۵ء

۵۲ - لاہور کی عید کا تاریخی پس منظر - روزنامہ "مساوات" لاہور

۱۸ اکتوبر ۱۹۶۴ء

۵۳ - شہنشاہ جہانگیر اور لاہور - ماہنامہ "شام و سحر" لاہور - مارچ ۱۹۶۵ء

۵۴ - صاحب تصنیف بزرگان لاہور - روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲۸ نومبر

۵ دسمبر ۱۲ دسمبر ۱۹۶۴ء

۵۵ - قطب الارشاد لاہور - سہفت روزہ "الہام" بہاول پور - مشائخ نمبر

۲۱ فروری ۱۹۶۵ء

۵۶ - جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں لاہور کا کردار - ماہنامہ "ترجمان الہسنت"

کراچی - آزادی نمبر - جولائی ۱۹۶۵ء

۵۷ - لاہور میں نقاشی کی کہانی - روزنامہ "مساوات" لاہور - ۱۰ - ۲۲

نومبر ۱۹۶۴ء

۵۸ - (کتابت عمارات لاہور) لاہور کی شاہی عمارات کے کتابت ماہنامہ "نوبہار"

عشرت منزل، کوپر روڈ لاہور - بیس صفحات

۵۹ - تحریک پاکستان میں عطلے لاہور کا حصہ - مسودہ پروفیسر امیر محمد حسن حامد گورنمنٹ کالج قصور

- ۶۰۔ اندرون دہلی دروازہ لاہور۔ مہفت روزہ "استقلال" لاہور۔ ماہ ستمبر
اکتوبر۔ نومبر ۱۹۵۱ء
- ۶۱۔ دہلی دروازے سے ریلوے سٹیشن تک۔ روزنامہ "مسادات" لاہور۔
۱۳ اکتوبر ۱۹۵۲ء
- ۶۲۔ لاہور میں کاشی کاری کا عروج و زوال۔ لاہور میں کاشی کاری کی نلوریا دہلی
ماہنامہ "شام و سحر" لاہور۔ مئی۔ جون۔ جولائی ۱۹۵۱ء
- ۶۳۔ لاہور کا اولین قادری مبلغ اسلام۔ روزنامہ "امروز" لاہور ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳
۶۴۔ لاہور کی شاہی عملدات کے کتبات
- ۶۵۔ دنیا کے نامور صدیقی بزرگ۔ ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور (صدیق اکبر نمبر)
جون ۱۹۶۹ء
- ۶۶۔ لاہور میں عہدِ مغلیہ سے قبل کے آثار۔ مہفت روزہ "استقلال" لاہور
دسمبر ۱۹۵۱ء۔ جنوری ۱۹۵۲ء۔ فروری ۱۹۵۲ء
- ۶۷۔ لاہور عہدِ اکبر میں۔ ماہنامہ "بزارداستان" لاہور مارچ ۱۹۶۵ء
- ۶۸۔ لاہور کا محرم الحرام۔ ماہنامہ "مرحیپٹ" لاہور مارچ ۱۹۶۲ء
- ۶۹۔ لاہور کے پہلے۔ ماہنامہ "مرحیپٹ" لاہور اپریل ۱۹۶۲ء
- ۷۰۔ لاہور کے قدیم حمام۔ ماہنامہ "مرحیپٹ" لاہور جون۔ جولائی ۱۹۶۲ء
- ۷۱۔ ماہنامہ "سنگھار" کراچی نومبر ۱۹۶۲ء
- ۷۲۔ لاہور کا پہلا مبلغ اسلام۔ ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور ستمبر ۱۹۶۲ء
- ۷۳۔ لاہور کے امام بارگاہے ۱۔ ماہنامہ "مرحیپٹ" لاہور۔ فروری ۱۹۶۳ء
- ۷۴۔ روزنامہ "مسادات" لاہور (محرم الحرام نمبر) ۱۹۶۳ء
- ۷۵۔ اضافہ کے ساتھ مہفت روزہ "استقلال" لاہور۔ نومبر ۱۹۵۱ء

۷۳۔ لاہور میں مدفون ایک مجاہد بادشاہ۔ ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور
اگست ۱۹۷۳ء

۲۔ روزنامہ ”سعادت“ فیصل آباد ۱۹۸۰ء

۷۴۔ لاہور میں اہل سنت کی درسگاہیں، ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور دسمبر ۱۹۷۳ء

۷۵۔ لاہور میں اہل بیت کے تبرکات۔ ماہنامہ ”مرحیبت“ لاہور فروری ۱۹۷۴ء

۷۶۔ لاہور کی تاریخی مساجد۔ ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور فروری ۱۹۷۴ء

۷۷۔ علامہ اقبال سے معززین لاہور کے روابط۔ ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور

(اقبال نمبر) اپریل ۱۹۷۵ء

۷۸۔ امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کا لاہور پر فیضان۔ ماہنامہ

”عرفات“ لاہور۔ ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۷۵ء

۷۹۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تعلیمات کے لاہور پر اثرات۔ ہفت روزہ

”الہام“ بہاولپور (اعلیٰ حضرت نمبر) ۱۲ جون ۱۹۷۵ء

۸۰۔ بادشاہی مسجد لاہور۔ ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور۔ اگست ۱۹۷۴ء

۸۱۔ مسجد شہید گنج لاہور۔ ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور۔ ستمبر ۱۹۷۴ء

۸۲۔ نئی انارکلی لاہور۔ ماہنامہ ”مرحیبت“ لاہور دسمبر ۱۹۷۴ء

۲۔ ماہنامہ ”شام و سحر“ لاہور۔ جنوری ۱۹۷۵ء

۸۳۔ شالامار باغ لاہور۔ ماہنامہ ”نہار و آستان“ لاہور۔ اپریل، مئی

جون ۱۹۶۵ء۔

۸۴۔ حضرت پیر بدھن شاہ نقشبندی کلانوری۔ ماہنامہ ”نور اسلام“ شرقپور شریف

(اولیائے نقشبندی نمبر) جمادی الاول ۱۳۹۹ھ، ۱۹۷۹ء

۸۵۔ تذکرہ حضرت حافظ برکت علی قادری لاہوری۔ روزنامہ ”جنگ“ لاہور

۵ اپریل ۱۹۸۳ء میں ۲۵ صفحات صاحبزادہ غلام دستگیر قادری کوچہ

خوشیہ لاہور۔ مسودہ غلام دستگیر قادری ۶۳ صفحات۔ ہفت روزہ

”استقلال“ لاہور ۱۲-۱۹ نومبر ۱۹۸۳ء۔ روزنامہ ”مشرق“ لاہور

۲۳ مئی ۱۹۸۵ء۔ روزنامہ ”امروز“ لاہور ۹ مارچ ۱۹۸۶ء

۸۶- حضرت مجدد الف ثانی کے قادری سلسلہ طریقت کے بزرگوں کا مختصر

تذکرہ۔ مسودہ میاں جیل احمد شرقپوری کے پاس ہے۔

۸۷- سوانح مرشدی سلسلہ نقشبندیہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری۔ ماہنامہ

”نور اسلام“ شرقپور شریف (اولیائے نقشبندیہ نمبر ۱) جمادی الاول ۱۳۹۶ھ

۸۸- اقبال حضرت نظام الدین اولیاء کے حضور۔ ہفت روزہ ”استقلال“ لاہور

۱۲-۲۰ مئی ۱۹۸۶ء

۸۹- علامہ اقبال کی خواجگانِ چشت سے عیت۔ ماہنامہ ”عرفات“ لاہور

خصوصی نمبر۔ جن۔ جولائی ۱۹۸۶ء

۹۰- اقبال اور حضرت داتا گنج بخش۔ ہفت روزہ ”استقلال“ لاہور ۲۰-۲۸

جون ۱۹۸۶ء۔

۹۱- علامہ اقبال اور مخدوم الملک غلام میراں شاہ گیلانی۔ ہفت روزہ ”استقلال“

لاہور ۲۲ ستمبر۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۶ء

۹۲- اقبال اور نقشبندی بزرگان۔ مجلہ ”المعلم“ علامہ اقبال کالج لاہور چھاپڑنی ۱۹۸۶ء

۹۳- اقبال اور قادری صوفیائے کرام۔ ماہنامہ ”عرفات“ لاہور۔ جنوری ۱۹۸۶ء

۹۴- فضیل شہر لاہور سے سرگردوڈ تک۔ ہفت روزہ ”استقلال“ لاہور

۱۳ مئی ۱۹۸۶ء

۹۵- حضرت سید احمد سعید کاظمی لاہور۔ ماہنامہ ”عرفات“ لاہور (کاظمی نمبر)

اگست ستمبر ۱۹۸۶ء۔

۹۶۔ گزشتہ شاہو لاہور ۱۹۸۵ء میں۔ ماہنامہ ”عرفات“ لاہور۔ خصوصی نمبر جنوری ۱۹۸۶ء۔

۹۷۔ تذکرہ حضرت شاہ جمال لاہوری۔ تذیر سنز۔ اردو بازار لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۶ء۔

۹۸۔ قائد اعظم لاہور میں۔ ہفت روزہ ”استقلال“ لاہور۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۱ء۔

برگ گل مجلہ وفاقی گورنمنٹ اردو کالج کراچی ۱۹۷۶ء۔ قائد اعظم نمبر۔

ہفت روزہ ”اخبار جہاں“ کراچی۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۳ء۔

۹۹۔ محدث اعظم ہند حضرت سید محمد اشرفی کچھوچھوی۔ ماہنامہ ”عرفات“ لاہور۔ دسمبر ۱۹۸۶ء۔

۱۰۰۔ تذکرہ پیر سائیں محمد صادق نقشبندی۔ لاہور ۱۹۸۷ء۔

۱۰۱۔ نورانی تذکرہ (قلمی)

۱۰۲۔ حضرت شیخ جان محمد قادری بابلوال لاہوری۔ مسودہ میاں جمیل احمد شرفپوری کے پاس ہے۔

۱۰۳۔ حضرت شیخ محمد عظیم قادری بیگم کوٹ لاہوری۔ برائے رسالہ ”گل خنداں“ لاہور۔ مسودہ ملک سراج دین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور کے پاس ہے۔

۱۰۴۔ لاہور کے قدیم دینی مدارس۔ ماہنامہ ”عرفات“ لاہور۔ فروری ۱۹۷۵ء۔

۱۰۵۔ دعوتِ عمل۔ ماہنامہ ”حقیقتِ اسلام“ لاہور مئی ۱۹۳۸ء۔

۱۰۶۔ ایثار۔ ماہنامہ ”حقیقتِ اسلام“ لاہور۔ جولائی ۱۹۳۸ء۔

۱۰۷۔ اسلام اور عورت۔ ماہنامہ ”حقیقتِ اسلام“ لاہور۔ ستمبر ۱۹۳۸ء۔

۱۰۸۔ تاریخی واقعات۔ ماہنامہ ”حقیقتِ اسلام“ لاہور۔ اگست ۱۹۳۹ء۔

۱۰۹۔ مصلح اعظم۔ ماہنامہ ”حقیقتِ اسلام“ لاہور اگست ۱۹۳۹ء۔

- ۱۱۰۔ سپہ سالارِ بدو حنین۔ ماہنامہ ”حقیقت اسلام“ لاہور۔ مئی ۱۹۳۹ء
- ۱۱۱۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر اغیار کی کتابوں میں ماہنامہ ”حقیقت اسلام“ لاہور جون ۱۹۶۳ء
- ۱۱۲۔ لاہور کے قدیم و جدید تاجران کتب۔ ماہنامہ ”مرچنٹ“ لاہور۔ ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۶۳ء جنوری ۱۹۶۳ء
- ۱۱۳۔ مضامین (۱) حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی۔
۲۔ حضرت میاں محمد شاہ چشتیؒ ہوشیار پوری۔
۳۔ حضرت میاں دڑا سہروردیؒ لاہوری۔
۴۔ حضرت آغا تاج محل حسینؒ قادری لاہوری۔
۵۔ حضرت شیخ عبد الجلیلؒ چوہدر بندگی سہروردی لاہوری۔
۶۔ حضرت میاں احمد دینؒ سہروردی لاہوری۔
۷۔ حضرت مولانا غلام قادر چشتی لاہوری۔
- ماہنامہ ”سلسبیل“ لاہور (تذکرہ اولیاء جدید نمبر) جنوری، فروری ۱۹۶۳ء
- ۱۱۴۔ جامع مرکزی دارالعلوم نعمانیہ لاہور۔ رسالہ ”العلم“ کراچی ۱۹۶۳ء
- ۱۱۵۔ لاہور کے جیولرز ماہنامہ ”مرچنٹ“ لاہور۔ اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۶۳ء۔ جنوری ۱۹۶۳ء (سونا اور سونار)
- ۱۱۶۔ حضرت مولانا تاج الدینؒ قادری لاہوری (گاف گراؤنڈ) ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء
- ۱۱۷۔ غازی علم الدینؒ شہید۔ ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور۔ نومبر ۱۹۶۳ء
- ۱۱۸۔ زندہ دلان لاہور اور ولادت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ماہنامہ ”مرچنٹ“ لاہور۔ اپریل ۱۹۶۳ء

- ۱۱۹۔ محمد عربی رسول کریم کی آمد و عظمت کا اعتراف۔ ماہنامہ ”مرحیت“ لاہور
اپریل ۱۹۶۴ء۔
- ۱۲۰۔ حضرت شیخ عبدالحق مجذوب لاہوری روزنامہ ”امروز“ لاہور۔ مئی ۱۹۶۴ء
- ۱۲۱۔ پیر فضل گجراتی کے لاہور میں شب و روز۔ ماہنامہ ”مہر و ماہ“ لاہور
(پیر فضل گجراتی نمبر) ۱۹۶۴ء
- ۱۲۲۔ تعلیمات حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری۔ روزنامہ ”امروز“ لاہور
مئی ۱۹۶۴ء۔
- ۱۲۳۔ بادشاہی قلعہ لاہور۔ ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور۔ مئی ۱۹۶۵ء
- ۱۲۴۔ لاہور میں مدفون قادری بزرگان۔ ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور ۱۹۶۵ء
- ۱۲۵۔ فہرست کتب از مؤلف محمد دین قادری کلیم۔ مکتبہ تاریخ لاہور ۱۹۶۶ء
- ۱۲۶۔ در وصف لاہور از مؤلف مکتبہ تاریخ لاہور ۱۹۶۶ء
- ۱۲۷۔ ارشادات رسول۔ ماہنامہ ”شام و سحر“ لاہور۔ مارچ ۱۹۶۵ء
- ۱۲۸۔ حضرت خواجہ غریب نواز غیر مسلم مفکرین کی نظر میں۔ ماہنامہ ”نظام الدین“
ملتان۔ جولائی، اگست ۱۹۶۵ء۔
- ۱۲۹۔ تحریک پاکستان میں علمائے لاہور کا حصہ۔ مہفت روزہ ”الہام“ بہاولپور
(تحریک پاکستان نمبر) ۱۲ اگست ۱۹۶۵ء
- ۱۳۰۔ لاہور کے موجودہ نامور خوش نویس۔ مسودہ مدیر ”ضیائے حرم“ کے
پاس ہے۔
- ۱۳۱۔ باغبان پورہ (لاہور) کے قدیم آثار :- روزنامہ ”مساوات“ لاہور
جولائی ۱۹۶۴ء
- ۱۳۲۔ اولیائے لاہور کی کرامات۔ مہفت روزہ ”الہام“ بہاولپور (کرامات اولیائے نبوی)

۱۴ ستمبر ۱۹۶۶ء

- ۱۲۲۔ لاہور کے اولیائے نقشبند - ماہنامہ "نور اسلام" شرق پور شریف (اولیائے نقشبند نمبر ۱۳۹۹ء - ۱۹۶۹ء)
- ۱۲۳۔ حضرت شاہ عنایت قادری اور آپ کے معاصر اولیائے لاہور "مفت روضہ ستیج" لاہور ۲۶ جون ۱۹۶۶ء۔
- ۱۲۵۔ مدنیۃ الاولیاء لاہور - اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور - (المعارف) نومبر، دسمبر ۱۹۸۲ء
- ۱۲۶۔ لاہور میں قائد اعظم کی قیام گاہیں - مجلہ "علم و آگہی" گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی ۶۶-۱۹۶۶ء۔
- ۱۲۷۔ تاجدار مدنیہ کالجپن (ابتدائی پندرہ سال) ماہنامہ "سلسیل" لاہور سیرت مصطفیٰ نمبر - اکتوبر، نومبر ۱۹۸۱ء۔
- ۱۲۸۔ حضرت مخدوم علی احمد شاہ قادری گیلانی، ڈیرہ غازی خان - ماہ نامہ "مہر و ماہ" لاہور - اکتوبر ۱۹۸۰ء
- ۲۔ روزنامہ "آفتاب" ملتان ۲ مئی ۱۹۸۱ء
- ۱۲۹۔ حضرت شاہ کمال کھٹلی (بھارت) ماہنامہ "سلطان المشائخ" لاہور - مئی جون ۱۹۸۱ء - ماہنامہ "سلسیل" لاہور - دسمبر ۱۹۸۰ء۔
- روزنامہ "نوائے وقت" ملتان یکم اپریل ۱۹۸۳ء
- ۱۳۰۔ حضرت شاہ سکندر کھٹلی (بھارت) ماہنامہ "عرفات" دسمبر ۱۹۸۰ء - روزنامہ "نوائے وقت" ملتان - ۳۰ مارچ ۱۹۸۳ء۔
- روزنامہ "مشرق" لاہور - ۱۵ مارچ ۱۹۸۴ء
- ۱۳۱۔ حضرت سید نظام الدین اولیاء کی لاہور پر برکات - غیر مطبوعہ۔

- ۱۲۲- عید میلاد النبیؐ کیسے منائیں؟ (علما نے لاہور سے انٹرویو) ماہنامہ ”ضیائے حرم“ لاہور۔ مارچ ۱۹۷۵ء
- ۱۲۳- لاہور کا ایک قدیم مدرسہ (ابن نعمانیہ لاہور) مجلہ ”برگ گل“ کراچی۔ ۱۹۷۴-۷۵ء
- ۱۲۴- حکیم مولانا سلطان محمد لاہوری۔ ہفت روزہ ”ستلج“ لاہور۔ ۱۳ نومبر ۱۹۷۶ء
- ۱۲۵- مخدوم پنجاب حافظ غلام مرتضیٰ قصوری۔ ہفت روزہ ”پنجابی اخبار“ لاہور ۱۹۷۶ء
- ۱۲۶- حضرت شاہ محمد رضا قادری شطاری لاہوری۔ ہفت روزہ ”ستلج“ لاہور ۱۹۷۶ء
- ۱۲۷- حضرت مخدوم علی احمد شاہ قادری کے اجداد کا مختصر تذکرہ۔ ماہنامہ ”مہر و ماہ“ لاہور۔ فروری، جون ۱۹۸۱ء
- ۱۲۸- حضرت مولانا نبی بخش لاہوری حلوانی اور ان کا عہد۔ ماہنامہ ”عرفات“ لاہور۔ جولائی اگست ۱۹۸۱ء
- ۱۲۹- حضرت میاں علی محمد خاں پشتی نظامی کی لاہور میں آمد (مسودہ)
- ۱۵۰- لاہور میں عید سعید کی تقریبات۔ ہفت روزہ ”استقلال“ لاہور (عید الاضحیٰ نمبر) ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۱ء
- ۱۵۱- مدنیۃ الاولیاء لاہور۔ ایک شکایت۔ ہفت روزہ ”استقلال“ لاہور ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۱ء
- ۱۵۲- لاہور کے شیعہ مفسرین۔ ہفت روزہ ”استقلال“ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء
- ۱۵۳- ظفر الملت مولانا ظفر علی خاں۔ ہفت روزہ ”استقلال“ لاہور۔ مسط اول

- ۱۱/۲ تا ۲۱/۲ قسط دوم ۱۲/۲ تا ۱۲/۲ تیسری قسط ۱۲/۲ تا ۱۲/۲
- ۱۵۴۔ لاہور کے غیر مسلم نعت گو شعراء۔ ہفت روزہ "استقلال" لاہور میں ۱۹۸۲ء
- ۱۵۵۔ لاہور میں عید میلاد النبی کے جلوس۔ ہفت روزہ "استقلال" لاہور۔ جنوری ۱۹۸۲ء (۹/۱ تا ۱۵/۱)
- ۱۵۶۔ شاہ جہان کے معمولات۔ ہفت روزہ "استقلال" لاہور۔ ایضاً ۱۹۸۲ء
- ۱۵۷۔ دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور۔ ہفت روزہ "استقلال" لاہور جنوری ۱۹۸۲ء
- ۱۵۸۔ انتہائی حاضر و ماغ انسان (حکیم آفتاب احمد قریشی) ہفت روزہ "استقلال" لاہور ۱۶/۱ جنوری ۱۹۸۲ء
- ۱۵۹۔ الحاج حکیم محمد موسیٰ چشتی امرتسری ہفت روزہ "استقلال" لاہور ۲۴ فروری تا ۲ مارچ (۲) ۳ مارچ تا ۹ مارچ ۱۹۸۲ء
- ۱۶۰۔ ۲۳ مارچ ۱۹۸۲ء۔ ہفت روزہ "استقلال" لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۸۲ء
- ۱۶۱۔ لاہور عہد بابر میں۔ روزنامہ "دفاق" لاہور ۲ مارچ ۱۹۸۲ء
- ۱۶۲۔ لاہور کی قدیم و جدید عید گاہیں۔ ہفت روزہ "استقلال" لاہور ۲۰/۱ جولائی ۱۹۸۲ء
- ۱۶۳۔ چبوترہ قبور فقرا کے چشتیہ صابریہ لاہور۔ ہفت روزہ "استقلال" لاہور ۱۳ اگست ۱۹۸۲ء
- ۱۶۴۔ لاہور۔ فن تعمیر و تحریر کا منظر تاریخی شہر۔ روزنامہ "دفاق" لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۲ء۔
- ۱۶۵۔ نعت گویان لاہور۔ ہفت روزہ "المام" لاہور (نعت نمبر) دسمبر ۱۹۸۲ء
- ۱۶۶۔ حضرت حاجی عبدالکریم چشتی صابری لاہوری۔ ہفت روزہ "استقلال" لاہور ۹/۱ دسمبر ۱۹۸۲ء۔

- ۱۶۷- شفاء الملک اور آفتاب قرشی - مہفت روزہ "استقلال" لاہور - ۱۶/۲۱
دسمبر ۱۹۸۲ء
- ۱۶۸- لاہور میں تاریخی جلوس میلاد سعید - مہفت روزہ "استقلال" لاہور
یکم جنوری ۱۹۸۳ء
- ۱۶۹- بزرگان لاہور کا نعتیہ کلام - ماہنامہ "محفل" لاہور - سالنامہ جنوری ۱۹۸۳ء
- ۱۷۰- لاہور کے حیات نعت گو شعراء - ماہنامہ "شام و سحر" لاہور - جنوری،
فروری ۱۹۸۳ء
- ۱۷۱- مؤتمر عالم اسلامی کے معروف کارکن - مہفت روزہ "استقلال" لاہور
۱۲ اپریل ۱۹۸۳ء - مہفت روزہ "المنیر" فیصل آباد ۲۱ اپریل ۱۹۸۳ء
- ۱۷۲- تذکرہ حضرت میا نمیر قادری لاہوری - ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور اکتوبر ۱۹۸۶ء
- ۱۷۳- حضرت سید محمد اسماعیل بخاری - ماہنامہ "ترجمان سواد اعظم" لاہور - اپریل
۱۹۸۵ء
- ۱۷۴- چند محبوبے لب سے نعت گو - ماہنامہ "شام و سحر" لاہور (نعت نمبر ۴)
جنوری، فروری ۱۹۸۵ء
- ۱۷۵- حضرت حافظ میاں احمد دین سہروردی لاہوری - ماہنامہ "عرفات" لاہور
جولائی - اگست ۱۹۸۵ء
- ۱۷۶- حضرت مولوی تاج الدین قادری لاہوری - ماہنامہ "عرفات" لاہور
خصوصی نمبر - اکتوبر ۱۹۸۵ء
- ۱۷۷- حضرت خواجہ محمد علی چشتی لاہوری - روزنامہ "امروز" لاہور ۳ مئی ۱۹۸۶ء
- ۱۷۸- لاہور میں عید کا تہوار (ایک تاریخی جائزہ) - مہفت روزہ "استقلال" لاہور
۱۲ جون ۱۹۸۶ء

- ۱۷۹- حضرت میاں شیر محمد شہر قیوری۔ بہت روزہ "استقلال" لاہور۔ جولائی
اگست ۱۹۸۶ء (دو اقساط)
- ۱۸۰- حضرت پیر سائیں محمد صادق نقشبندی لاہوری۔ روزنامہ "مشرق" لاہور
۱۹ جون ۱۹۸۶ء
- روزنامہ "امروز" لاہور ۲۸ جون ۱۹۸۶ء
- بہت روزہ "استقلال" لاہور۔ یکم اگست ۱۹۸۶ء۔
- ۱۸۱- حضرت میاں غلام اللہ شرق پوری۔ بہت روزہ "استقلال" لاہور۔
- ۱۸۲- امام الخطاطین حافظ محمد یوسف سدیدی۔ بہت روزہ "استقلال"
لاہور۔ ۸ نومبر ۱۹۸۶ء۔
- روزنامہ "امروز" لاہور۔ ۲۱ نومبر ۱۹۸۶ء
- ۱۸۳- حضرت دیوان غلام قطب الدین فریدی۔ بہت روزہ "استقلال"
لاہور۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۶ء۔
- ۱۸۴- لاہور کا پہلا نعت گو شاعر۔ بہت روزہ "استقلال" لاہور
۶/۱۵ نومبر ۱۹۸۶ء
- ۱۸۵- علامہ اقبال اور شہروردیہ صوفیہ (مسودہ)
- ۱۸۶- رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم (مسودہ)
- ۱۸۷- تذکرہ مشائخ چشت مشتمل بر ۱۵۰۰ صفحات (مسودہ)
- ۱۸۸- مساجد لاہور مشتمل بر ۶۰۰ صفحات (مسودہ)
- ۱۸۹- الفقرفقری (تذکرہ بزرگان چشت) ۲۰۰ صفحات
(مسودہ)
- ۱۹۰- بڑی گیارہویں شریف اور حضرت حافظ برکت علی قادری۔ روزنامہ

”امروز“ لاہور۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۶ء

ہفت روزہ ”استقلال“ لاہور۔ جنوری ۱۹۸۷ء

۱۹۱۔ علامہ اقبال اور صوفیائے کرام۔ ضیاء القرآن۔ پبلیکیشنز داتا گنج بخش

روڈ لاہور ۱۹۸۷ء

۱۹۲۔ سوانح حضرت قطب الدین بختیار کاکی (ترتیب و تخریث) پروگریسو

بکس۔ اردو بازار لاہور ۱۹۸۷ء۔

۱۹۳۔ مولانا محمد بخش مسلم۔ ہفت روزہ استقلال لاہور۔ بڑا مارچ ۱۹۸۷ء

۱۹۴۔ مولانا عبدالسارخاں نیازی اور لاہور۔ ہفت روزہ ”الہام“ بہاول پور

۱۹۸۷ء

۱۹۵۔ صدر المشائخ حضرت فضل عثمان مجددی اور لاہور ۱۹۸۷ء

نحمدہ و نصلی و نسلی علی رسولہ الکریم

شاہ سوار راہ جذب و سلوک واقف اسرار علوم ظاہر و باطن

حضرت محمد صادق نقشبندیؒ

اعلام احمد سن نوری، خطیب جامع مسجد حنفیہ فاروقیہ نزد ڈاکخانہ منگلپورہ لاہور (۱۵۰۵)

عالم اجسام میں عالم ارواح کی سیاحت ایک انتہائی کٹھن مرحلہ ہوتا ہے اور یہ جب تک
ٹلے نہیں ہوتا سب تک عالم اجسام کی ہر خواہش کو پائمال نہیں کر لیا جاتا۔

عالم ارواح کی سیاحت کے لئے ہر ذوق جسم ذوق شعور حیات والا جس کو ماطن ہونے
کا امتیاز ملا ہے۔ اپنی اپنی بساط بھر ریاضت کرنے کی جذبہ سلسل میں لگا رہتا ہے مگر بقول
”ایں سعادت بزورِ بازو نیست“

کسی کی ریاضت اور جذبہ سلسل بھی کبھی عامل کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتی جب
تک ”گرنہ بخشند خدائے بخشندہ“ اس لیے اس راہ کے مسافر علوم ظاہر سے روشنی لے کر اس
راہ کے سالک بنتے ہیں اور علوم ظاہرہ کو حجاب اکبر میں رکھتے ہوئے روشنی ہی کو مقصود بناتے
ہیں اور وہ اللہ سبحانہ کی ذات احدیت ہوتی ہے اور جب سالک کو یہ روشنی عطا ہو جاتی ہے
بخش دی جاتی ہے۔ تو وہ دنیا و مافیہا کی لذتوں سے بے نیاز ہو کر ذات احدیت کی نظر کریم
میں مست الست رہتا ہے اور پھر وہ سالک عالم اجسام میں عالم ارواح کی سیاحت اس
طرح کرتا ہے۔ جیسے دریا کا پانی اپنے بھاؤ کی طرف چلتا رہتا ہے اور اس کی روانی میں
کوئی اگر کشتی کو ڈال دے تو وہ سلامتی سے گذرنا رہے گا اور اگر کوئی اپنے ہاتھ پیر مار کر

اپنے آپ کو دریا میں ڈال دے تو پانی ڈوبنے نہ دے گا اور منزل کے قریب کرتا چلا جائے گا اور اگر کوئی گندگی ڈال دے تو اس کو بہا تارے جائے گا۔ مگر رواں پانی خود بخود نہ ہو گا۔ مگر پانی کی مچھلی کو جہاں ضرورت ہوگی وہ گندگی استعمال ہوتی چلی جائے گی اور وہ گندگی خود بخود ہی اپنے وجود کو ختم کو بیٹھے گی۔ عالم اجسام میں عالم ارواح کی سیاحت کرنے والے سالک کی کیفیت اسی حال سے تعبیر ہے۔

تذکرہ حضرت محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ قاری کو انہیں حالات سے روشناس کراتا ہے اور صاحب قلم مورخ تذکرہ اولیاء لاہور جناب محمد دین کلیم صاحب قادری نے تذکرہ کو جس محتاط انداز میں سپرد قلم کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق ہے اور صاحب فکر کی توجہ خاص کا نتیجہ ہے۔ تذکرہ میں صاحب تذکرہ کے جن جن احوال کو زریب تذکرہ بنایا ہے وہ داستان نہیں وہ اندھی عقیدت نہیں۔ وہ جذبات کی مدہوشی نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت کے اظہار کے لئے الفاظ کے موتی ہیں۔

جن کو کتاب کے سفید روشن چہرے پر بکھرے سیاہ حروف کی مسلسل زلف کے بال بال میں ان موتیوں کو پرو کر ایک خدا کے پیارے کے ذکر کو سجایا ہے۔ اور پھر یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب اس سچے ہوئے کو وہی دیکھ کر خوش ہوگا جس نے پیارے کو پیار سے دیکھا ہوگا یا اللہ کے پیاروں سے پیار کرنے والا ہوگا۔ اس مجموعہ کو نہ سوانح کہا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ یہ کوئی سانحہ نہیں جو اتفاق ہو گیا ہو بلکہ صاحب ذکر نے ان مقامات کو طے کرنے کے لئے پوری توجہ دی تھی۔ اس مجموعہ کو نہ حالات زندگی کہا جاسکتا ہے کیونکہ یہ آپ گل سے پروان چڑھنے والے کی بات نہیں بلکہ صاحب ذکر نے آپ گل اور لڈاؤ دنیا سے مورخہ موڑ کر برس برس اپنے وجود کو سنوارے رکھا۔ اس مجموعہ کو تذکرہ ہی کہہ سکتے ہیں کیونکہ قرآن کہتا ہے۔

”فَذَكَرْنَا فِي الذِّكْرِ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ“

اللہ ذاتِ باری اس تذکرہ کو ہر مومن مرد اور عورت کے لئے نافع بنائے اور
 قاری کے دل کو محبت الہی سے روشن کر دے اور اپنے پیاروں کی توجہ کا سبب
 بنا دے ۔

قطعہ تاریخ وصال

حضرت سائیں محمد صادق نقشبندی لاہور علیہ الرحمۃ

المتوفی ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۴ء بروز اتوار

نیچر ٹینکر :- ابراہیم طاہر قد حسین قدا - مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”مہر و ماہ“ لاہور

سر مست جام بادۂ عرفان تھے لا کلام

رضعت ہونے بجانب خلدیریں ہیں جو

”مست الست“ و والد خیر البشر تھے وہ

فیضانِ غوث پاک و ولایت تھا آپ کو

خلقِ خدا تھی اُن کی نگاہوں سے مستفیض

ہر اک کے تھے وہ مونس و غم خوار دوستو!

اُن کا مزار آج ہے اک مرجعِ خلافت

شیدائے مصطفیٰ کی ہے کیا شان دیکھ لو

سالِ وصالِ حضرت صادق پہ اے قدا

مجدوبِ نقشبندِ محبتِ زمن کہو

۱۴۰۴ھ

اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

لاہور میں ایک مجذوب تھے۔

علامہ اقبالؒ بہاراجہ سرکش پرشاد وزیر اعظم حیدرآباد دکن کو اپنے مکتوب مورخہ ۷ مارچ ۱۹۱۴ء لکھتے ہیں۔

”اللہ اکبر“ سے دو چار روز ہوئے کہ ملاقات ہوئی تھی۔ آپ کا تذکرہ بھی ہوا تھا۔

”اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ کا دور دورہ پھر ہو جائے گا۔ مطمئن رہیے۔“

حاجی الہی بخش نقشبندی المعروف بہ ”اللہ اکبر“ م ۱۹۵۲ء مدفن بیگم شاہی مسجد۔

اندرون مستی دروازہ لاہور کے حالات ”علامہ اقبالؒ اور ضوفیائے کرام مصنفہ محمد دین کلیم قادری میں ملاحظہ کریں۔

(اقبال نامہ مجموعہ مکاتیب اقبال حصہ دوم ترجمہ شیخ عطاء اللہ ایم اے لاہور ۱۹۵۱ء)

خط نمبر ۶۸ (۵)

اِيَّاكَ نَعْبُدُ

لاہور کے مجذوب تھے۔

بہاراجہ سرکش پرشاد لدار المہام حیدرآباد دکن کو حضرت علامہ اقبالؒ اپنے مکتوب نمبر ۱،

(۸) مورخہ ۲۰ جون ۱۹۱۴ء تحریر کرتے ہیں۔

”اِيَّاكَ نَعْبُدُ“ تو کوچ کر گئے۔ اب تو عرش کے قریب ہوں گے۔ وہاں ہم

پہنچ گئے ہوں گے۔ ایک اور بزرگ لاہور کے قریب ہیں۔ ذرا بارش ہو تو ان کی خدمت

میں حاضر ہو کر طالبِ دعا ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو دور کرے۔“

(اقبال نامہ جلد دوم)

مندرجہ بالا مکتوب سے ظاہر ہے کہ ”اِيَّاكَ نَعْبُدُ“ کی وفات ۱۹۱۴ء سے قبل

ہو گئی۔ ان کا مدفن کا نشان نہیں مل سکا۔

محمد ایوب مجذوب

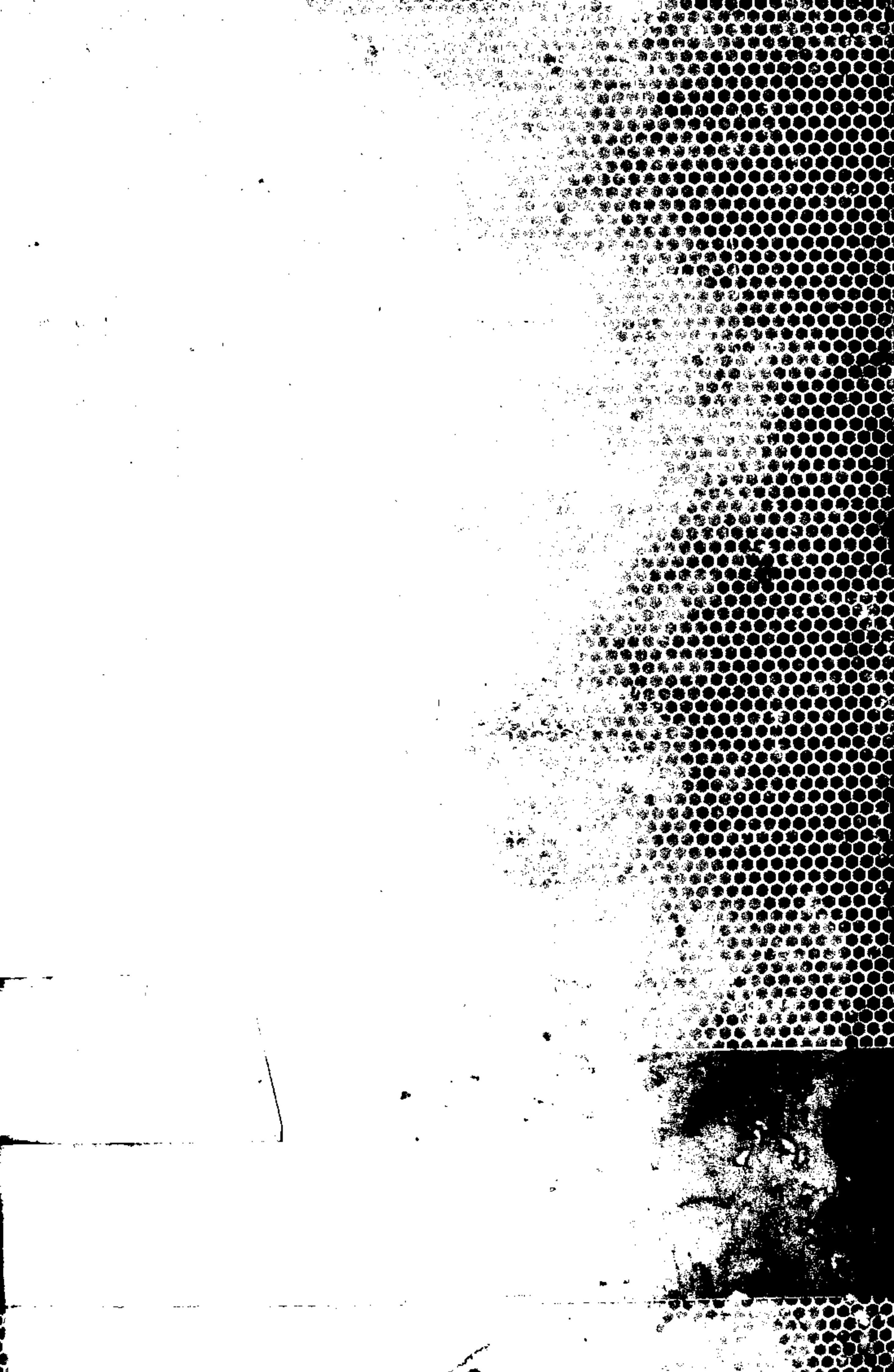
لاہور کا یہ مجذوب مسجد وزیر خاں سے بادشاہی مسجد تک گردش میں رہتا تھا۔
پروفیسر سید کبیر احمد منظر اور ٹیبل کالج لاہور کا کہنا ہے کہ اس مجذوب کو انہوں نے دیکھا
ہے اس کی وفات ۱۹۴۵ء میں ہوئی تھی۔ اس پر ہر وقت جذبہ و مسکری کی حالت طاری
رہتی تھی۔

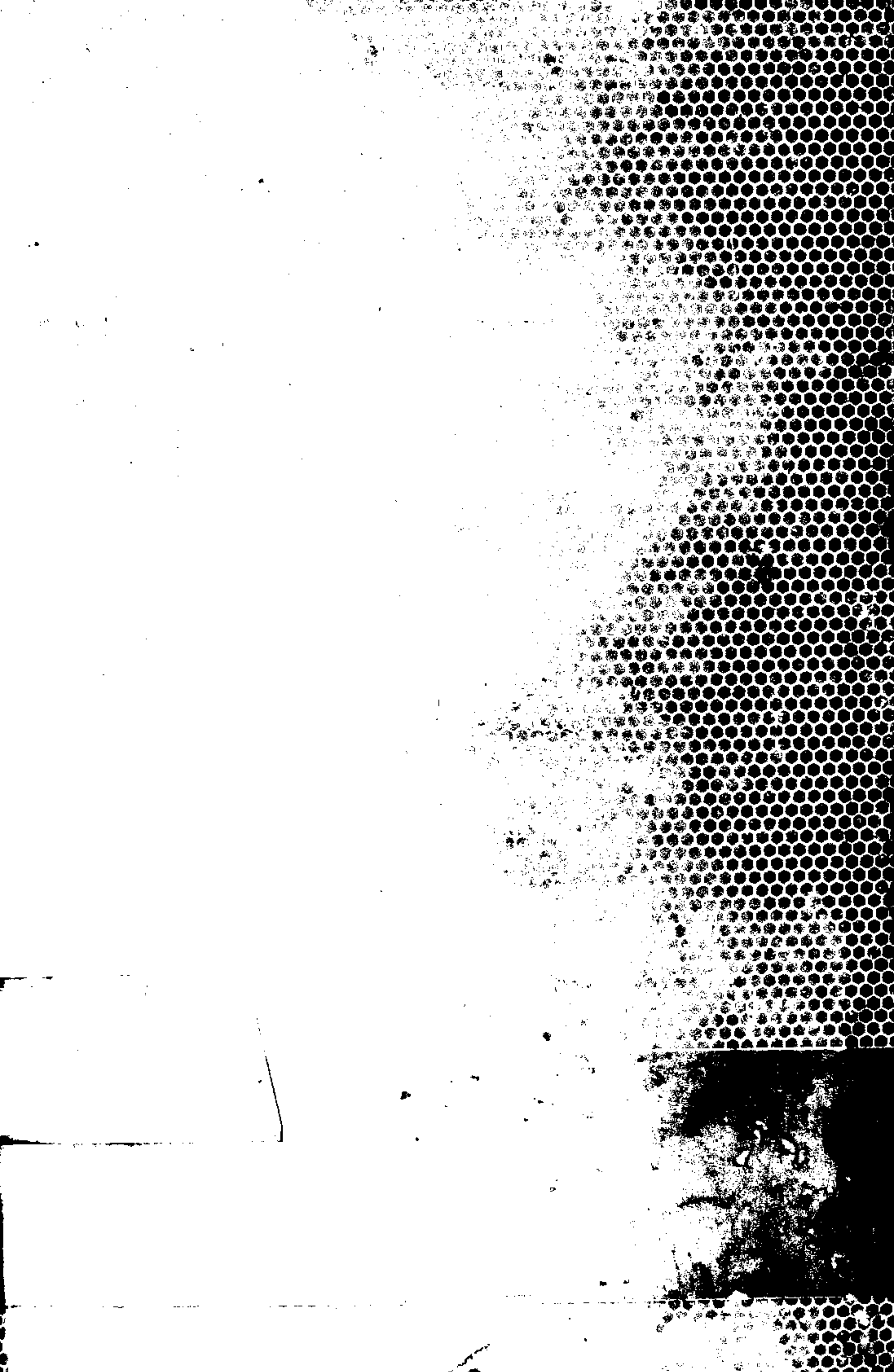
حضرت پیر نصر حیات نقشبندی بن حضرت پیر محمد خلیل نقشبندی بن حضرت
پیر حیات محمد نقشبندی جماعتی۔

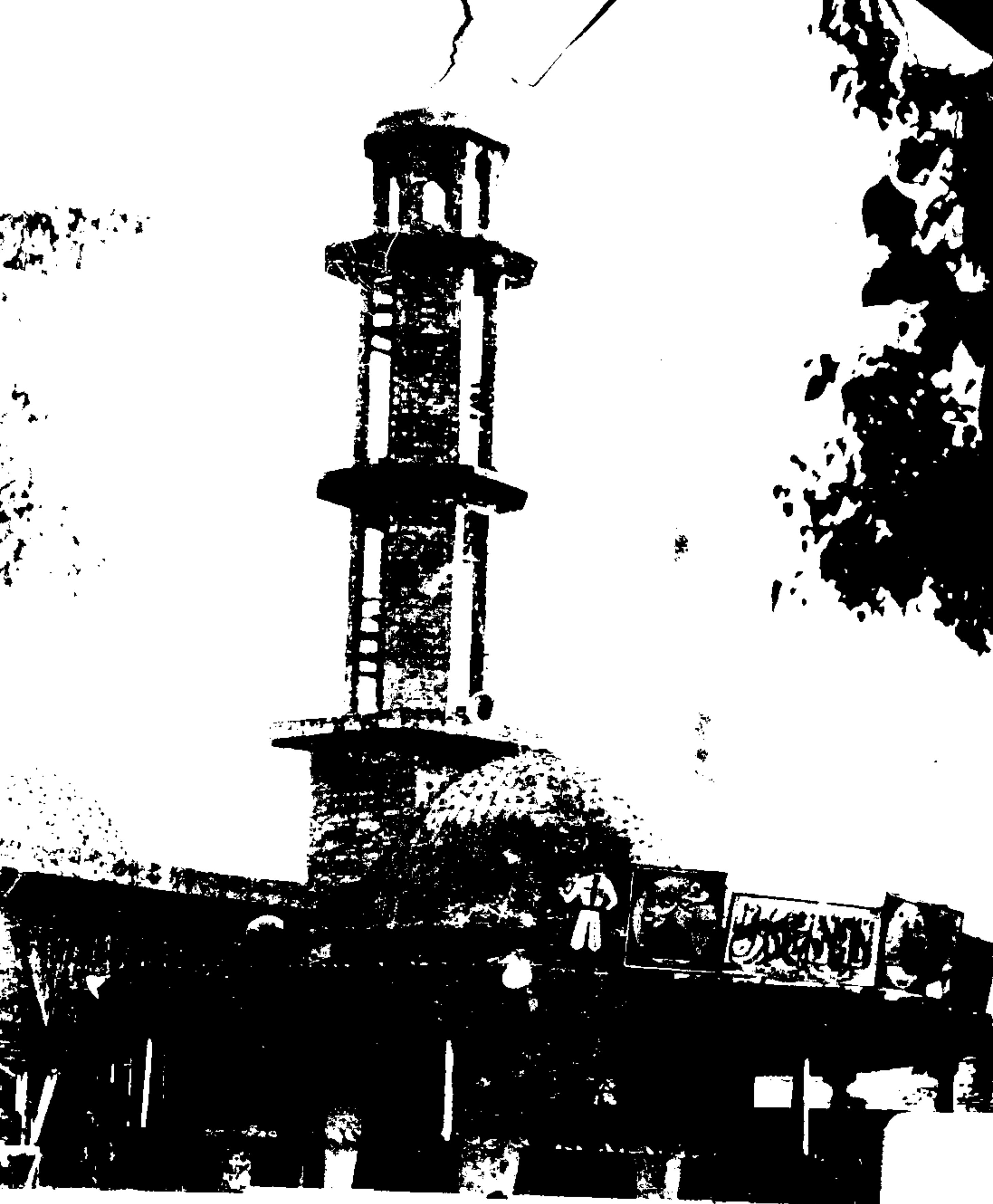
کہتے ہیں کہ میری بیعت پیر منور حسین شاہ نقشبندی جماعتی علی پوری ولد حضرت پیر اختر
اختر حسین شاہ علی پوری سے ہے۔ میں ہر سال عرس مبارک حضرت پیر محمد صادق نقشبندی
لاہوری کے عرس پر حاضر ہوتا ہوں۔ حضرت پیر صاحب موصوف بڑے کمال بزرگ تھے
جو کام انہوں نے اپنے پیر کے حکم سے شروع کیا۔ اس کو مکمل کر دیا اور احسن طریقے سے
کیلا اپنے مرشد کا جو طریقہ تھا کہ مریدوں سے شفقت سے پیش آتے تھے۔ وہی طریقہ انہوں
نے اختیار کیا۔ اور اس میں ان کو خاصی کامیابی حاصل ہوئی۔

جناب فیروز دین ولد محمد دین باغبان پورہ کا کہنا ہے کہ ۱۹۶۳ء میں میں ان کے پاس
سے گزرتا تھا۔ گزرتے گزرتے ان کو دیکھ کر آپ کے پاس جانا شروع ہو گیا۔ پھر میں اتنا قریب
ہو گیا کہ آپ ایک دفعہ میرے گھر تشریف لے آئے اور انہوں نے میری گھر میں ہی بیعت کر
لیا۔ بیعت کے بعد ان کی نگاہ کرم سے میری حالت غیر ہو گئی۔ اس حالت میں میں کافی عرصہ
رہا۔ میرے گھر والے اور رشتہ دار مجھے بہت پیروں کے پاس لے گئے۔ لیکن ان کی سمجھ
میں کچھ نہ آیا۔ پھر وہ مجھے پاگل خانہ لے گئے۔ دو دفعہ پاگل خانہ گیا اور تین تین ماہ رہا۔ حالانکہ
میں بالکل درست تھا۔ مگر دنیا کی نگاہوں میں پاگل تھا۔ مجھے آپ کی حیات میں بھی فائدہ ملا
اور ان کے بعد از وصال بھی فائدہ ملا۔

محمد ظہور ولد حاجی عبداللطیف۔ محمد علی جوہر روڈ۔ نور مارکیٹ پشاور کا بیان ہے کہ ۱۹۸۳ء
 میں وہ حضرت سائیں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کراچی میں بھی وہ ان کے ہمراہ
 گیا۔ سائیں صاحب چار دفعہ پشاور آئے اور میرے غریب خانہ پر قیام فرمایا۔ اس سال
 میری شادی پر بھی تشریف لائے اور میرے ساتھ تصویریں کھنچوائیں۔ سہرا بھی آپ نے
 ہی باندھا تھا۔ آپ نے نقش بھی دیا تھا۔ جو دکان پر لگایا اور آج تک موجود ہیں۔
 آپ کے پشتوں میں باتیں ہوتی تھیں۔







تذکرہ
حضرت پیر محمد صادق نقشبندی